ہندوستانی گرامر

از

بنجمن شُلزے

ترتیب، ترجمہ، تعلیقات

ڈاکٹر ابواللّیث صدّیقی

○

مجلسِ ترقیِ ادب۔ لاہور

ہندوستانی گرائمر

از

بنجمن شُلزے

ترتیب، ترجمہ و تعلیقات
ڈاکٹر ابواللّیث صدّیقی

مجلسِ ترقیِ ادب۔ لاہور

فہرست

مقدمہ ، از ڈاکٹر ابواللیث صدیقی - - - - - - - ۱
قواعد (مترجم از لاطینی) - - - - - - - - ۳۹
مؤلف کا پیش لفظ - - - - - - - - - ۳۹
مصنّف کا دیباچہ - - - - - - - - - ۴۲

باب اول :

حروف تہجی سنسکرت ، بنگلہ ، گورمکھی وغیرہ - - - - - ۴۵
حروف تہجی ہندی - - - - - - - - - ۵۹

باب دوم :

اسم کا بیان - - - - - - - - - - ۶۵
اسم کی گردان - - - - - - - - - ۶۷
اسما کی ساخت - - - - - - - - - ۷۱
بیان صفت کا - - - - - - - - - ۷۷
اسم عدد (صفت عددی) گنتی - - - - - - - ۸۴
عدد ترتیبی - - - - - - - - - - ۸۶

باب سوم :

ضمائر - - - - - - - - - - - ۸۸
ضمیر اشارہ (قریب) - - - - - - - - - ۹۲
ضمیر اشارہ (بعید) - - - - - - - - - ۹۲
ضمیر استفہامی - - - - - - - - - ۹۳

باب چہارم :

فعل کی بحث - - - - - - - - - - - ۹۳

باب پنجم :

حروفِ عطف کا بیان - - - - - - - - - - ۱۲۲

حواشی و تعلیقات - - - - - - - - - - - ۱۳۷

☆ ☆ ☆

مقدمہ

دنیا کی اکثر زبانوں کی تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ ان زبانوں کے قواعد اور لغت کی ابتدائی تالیف و تدوین کا کام بالعموم اُن لوگوں نے انجام دیا جو خود اہلِ زبان نہ تھے، بلکہ کسی ضرورت سے وہ کوئی زبان بطور ثانوی زبان سیکھتے اور استعمال کرتے تھے۔ یہ امر ایک حد تک قدرتی ہے۔ اہلِ زبان کو قواعد کی کتابوں سے زبان سیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ماں کی گود سے قبر تک وہ اس زبان کو سنتے اور بولتے ہیں اور سند کے لیے قواعد پیش نہیں کرتے، بلکہ قواعد نویسوں کے لیے اہلِ زبان کی گفتگو اور تحریر سند ہوتی ہے اور اسی پر قواعد اور فرہنگ نویسی کی اساس قائم ہوتی ہے۔ اس کلّیے میں بعض مستثنیات بھی ہیں لیکن وہ بھی خاص حالات کی پیداوار ہوتے ہیں؛ مثلاً دنیا میں معلوم زبانوں کی قدیم ترین قواعد سنسکرت کی قواعد ہے؛ اور پانینی کی قواعد جیسی ہم تک پہنچی ہے، دنیا کی کسی زبان کی قدیم ترین قواعد ہے۔ پانینی کا زمانہ چوتھی صدی قبل مسیح کا ہے اور وہ ٹیکسلا (پاکستان) کا رہنے والا تھا۔ پانینی نے اپنے پیشرو قواعد نویسوں میں سے بعض کے حوالے دیے ہیں اور ان سے استفادہ بھی کیا ہے لیکن ان کی وہ تحریریں اب نایاب ہیں۔ بہرحال پانینی اور اس کے پیشرو اسی ملک کے رہنے والے تھے جہاں سنسکرت رائج تھی۔ اور اگرچہ ویدک سنسکرت جس کی قواعد ان حضرات نے تالیف کی، عام بول چال کی زبان نہ تھی لیکن سنسکرت کے عالموں کے لیے یہ اس عہد میں کوئی اجنبی یا غیر ملکی زبان نہ تھی۔ یوں مستشرقین نے بھی سنسکرت کی قواعد اور لغت نویسی میں بڑا اضافہ کیا ہے لیکن یورپ میں سنسکرت کی پہلی قواعد ایک جرمن مشنری ہینکزلیڈن (Hanxleden) نے اٹھارویں صدی عیسوی کے آغاز میں لکھی تھی۔ اسی طرح عربی کے پہلے قواعد نویس بھی عربی بولنے والے تھے۔ اپنی قواعد کے سلسلے میں عرب مصنّفین کی اکثریت کا قول ہے کہ پہلا شخص جس نے علمِ نحو کی بنا ڈالی، وہ ابوالاسود ظالم بن عمرو وئلی تھا۔ وئل، بنی کنانہ کا ایک قبیلہ تھا جس کی بنا پر ان کی نسبت وئلی ہوئی۔ ابوالاسود کوفے کے رہنے والے تھے اور ان کی نشوونما بصرے میں ہوئی تھی۔ مختلف روایات میں ابوالاسود کی عمر پچاسی سال اور ان کا سنہِ وفات ۶۹ ہجری بتایا جاتا ہے۔ علاوہ تدوینِ نحو کے ان کا ایک یادگار کارنامہ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ پہلے پہل عبارتِ قرآن میں نقطے دینے کا رواج نہ تھا۔ چنانچہ انھوں نے سب سے پہلے قرآن میں نقطے لگا کر ان لوگوں کے لیے قرآن پڑھنا آسان کر دیا جن کی زبان عربی نہ تھی۔ بعد کے دور میں اُن لوگوں نے بھی عربی کی قواعد نویسی کی طرف توجہ کی اور اس فن میں امام مانے گئے جو عرب نہ تھے۔ ایسی ایک مثال ابو بشر بن عثمان ملقّب بہ سیبویہ کی ہے اور ان کی کتاب عرفِ عام میں سیبویہ کے نام سے ہی معروف ہے۔ ان کی وفات سنہ ۱۶۱ھ (مطابق سنہ ۷۷۸-۷۹ع) اور سنہ ۱۹۴ھ (مطابق سنہ ۸۰۹-۸۱۰ع) کے درمیان ہوئی۔

یہ حقیقت بھی نہایت دلچسپ ہے کہ زبانوں کے سیکھنے اور ان کو محفوظ رکھنے اور ان کی قواعد اور لغت کی تالیف و تدوین میں ایک اہم محرّک مذہب رہا ہے ۔ سنسکرت کے قواعد نویسوں کو ویدک سنسکرت کی قواعد مرتّب کرنے کی ضرورت یوں ہی محسوس ہوئی کہ صدیوں تک وید کی تعلیم و تحصیل برہمنوں کے مخصوص طبقے میں زبانی روایت کے طور پر ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہی تھی اور تحریری سند نہ ہونے کی وجہ سے قراءت کا اختلاف قدرتی طور پر بڑھتا گیا ، یہاں تک کہ چوتھی صدی قبل مسیح میں اس کی شدت نے سنسکرت کی قواعد کی تدوین کی ضرورت محسوس کرائی ۔ عربی کی قواعد نویسی کے آغاز کے بارے میں بھی اسی قسم کی روایت ہے کہ ایک اعرابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور اس نے قرآن پڑھنے کا ارادہ کیا ۔ ایک شخص نے اسے سورۂ براءت پڑھائی اور ''ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ'' بالجرّ پڑھا جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ بیزار ہے مشرکین اور اپنے رسولؐ سے (نعوذ باللہ) ۔ اعرابی نے سن کر کہا ''جب خود اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ سے بیزار ہے تو میں اس سے بھی زیادہ بیزار ہوں'' ۔ یہ خبر حضرت عمرؓ تک پہنچی تو آپ نے اس اعرابی کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا تم رسول اللہؐ سے بیزار ہو ؟ اس نے جواب دیا ''امیرالمومنین میں مدینہ میں آیا اور قرآن سیکھنے کا ارادہ کیا ۔ ایک شخص نے مجھے یوں پڑھایا تو میں نے کہا ''جب اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بیزار ہے تو میں اس سے بھی زیادہ بیزار ہوں'' ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اعرابی ! تم کو کسی نے غلط پڑھایا ہے ۔ آیت یوں ہے ''ان اللہ بری من المشرکین و رسولہٗ'' یعنی اللہ اور اس کا رسولؐ مشرکین سے بیزار ہیں ۔ اعرابی نے کہا ''ہم زیادہ بیزار ہیں اُس سے جس سے اللہ اور اس کے رسولؐ بیزار ہیں'' ۔ چنانچہ اس واقعے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آئندہ وہی شخص قرآن کی تعلیم دے جو لغت جانتا ہو تاکہ خطا سے محفوظ رہے ۔ اور آپ نے ابوالاسود کو نحو عربی کی تدوین کا حکم دیا ۔

خود اردو زبان کی تاریخ کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی ابتدائی ترقی اور نشو و نما کی تحریک مذہب سے ہوئی ۔ اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا بڑا حصہ ہے ۔ ان میں سے اکثر کی مادری زبان فارسی یا ترکی تھی اور فارسی ہی اس عہد میں درباری ، دفتری ، عدالتی ، تہذیبی اور شعر و ادب کی زبان تھی ۔ ان بزرگوں نے اپنی تدریس و تبلیغ کے لیے یہاں کی زبانوں کو سیکھا اور اپنی محفلوں میں گفتگو اور تالیف و تصنیف کے لیے ان کو اختیار کیا ۔ یہی وجہ ہے کہ اردو نثر و نظم کا ابتدائی ادب مذہبی ادب ہے ۔ سولھویں صدی کے بعد جب مغربی مشنری یہاں آنا شروع ہوئے تو انھوں نے بھی اپنی تبلیغی ضرورت کے پیش نظر یہاں کے مختلف علاقوں کی زبانیں سیکھیں ۔ ان کے قواعد اور لغت مرتّب اور مدون کیے ، انجیل اور دوسری مقدس کتابوں کے ان زبانوں میں ترجمے کیے ۔

مشنریوں کی ان تالیفات ، تصانیف اور تراجم کا سلسلہ سولھویں صدی عیسوی سے شروع ہوا ۔ بعض حوالوں سے پتا چلتا ہے کہ عہدِ اکبری میں ہی ان مبلّغوں نے اردو کو ، جسے وہ ہندوستانی ، زبانِ ہندوستان ، ہندوی اور ہندی کے ناموں سے یاد کرتے تھے ، استعمال کرنا شروع کر

دیا تھا - سولھویں صدی کے ان مصنفین میں ایک نام جیرونیمو زاویر (Jeronimo Xavier) کا ہے جو حضرت عیسیٰ کے حواریوں Companions of Jesus کی تنظیم سے متعلق تھا اور جہانگیر کے دربار میں بھی پیش ہوا تھا - اس کا قیام آگرہ میں تھا جہاں وہ سنہ ۱۵۸۶ع اور سنہ ۱۶۱۵ع کے درمیان موجود تھا - اس نے ہندوستانی فارسی لغت کا ایک مجموعہ مرتب کیا[1] - یہ ان کتابوں میں شامل ہے جو سنہ ۱۵۹۹ع سے قبل کی تصنیف ہیں - اس کا پورا نام Vocabularium Portugalico Hindustano-persicum ہے اور اس اعتبار سے اس کا شمار اردو کی قدیم ترین لغات اور قواعد اردو میں ہوتا ہے - سنہ ۱۶۰۰ع اور ۱۶۹۹ع کے درمیان مختلف مشنریوں نے بنگالی ، کنڑی ، کونکنی ، مالاباری ، سنسکرت ، تامل اور سنگھالی (سہنالی) زبان میں مختلف رسالے لکھے - اس دور کا اردو کا ایک مشنری مصنف انتونیودی سلدانہا (Antonio de Saldhana) تھا - اس کی وفات سنہ ۱۶۶۳ع میں ہوئی - اس نے دعاؤں کا ایک مجموعہ Rosas کے نام سے ہندوستانی زبان میں لکھا[2] اور کونکنی کے لغات کا ایک رسالہ بھی مرتب کیا - اسی دور کا دوسرا مصنف اگناسیو آرکامونے (Ignacio Arcamone) تھا - اس کی ولادت باری (Bari) میں سنہ ۱۶۱۵ع میں ہوئی اور یہ جماعت عیسیٰ (Society of Jesus) میں سنہ ۱۶۳۱ع میں شامل ہوا - اس کی وفات ۲ اپریل سنہ ۱۶۸۳ع کو ہوئی - اس نے کونکنی اور دکھنی (یعنی اردوئے قدیم) کا ایک لغت لکھا جس میں لاطینی مترادفات بھی درج کیے - اس کے رسالے میں قواعد بھی ہے اور لاطینی کونکنی لغت کے علاوہ ایک پوری فصل دکھنی اور کونکنی بولیوں کی خصوصیات پر لکھی گئی ہے - تیسرا مصنف جان دی پیڈروزا (João de Pedroza) تھا - اس کا عہد سنہ ۱۶۳۰ع اور سنہ ۱۶۷۲ع کے درمیان ہے - اس نے اعتراف کے لیے ہدایات Instrucsan para a confissao sacramental em lingua Indostania کے عنوان سے لکھیں[3] - اٹھارویں صدی کے آغاز میں گیساپے ماریا دی برنینی داگاگنانو (Guisappe Maria de Bernini) نے ہندی ہندوستانی میں کئی کتابیں لکھیں - اس کی ولادت سنہ ۱۷۰۹ع اور وفات سنہ ۱۷۶۱ع میں ہوئی - لغت میں اس کی دو کتابیں ہیں : ہندی ، لاطینی اطالوی لغت اور اطالوی ہندی لغت - اس کی تین دیگر تصانیف حسب ذیل ہیں :

1. Catechiomus cum orationilus cotidia nis im lingua Hinde.
2. Leber devotions pere neophytis im lingua Hinde.
3. Dialago fra un cristiano un gentile im lingua Indostana.

ان میں پہلی دو کتابوں میں مذہبی دعائیں ہیں اور تیسری کتاب میں ایک عیسائی اورایک غیرعیسائی کے درمیان مکالمہ ہے - آخری کتاب کے متعلق مصنف نے واضح طور پر بتایا ہے کہ اسے زبان ہندوستان میں لکھا ہے -

---

۱- یہ لغت اب دستیاب ہو گئی ہے اور زیر ترتیب و تدوین ہے -
۲- قلمی نسخہ موجودہ قومی کتب خانہ سینٹ لزبوا (St. Lisboa B.N.) -
۳- قلمی نسخہ موجودہ قومی کتب خانہ سینٹ لزبوا (St. Lisboa T.) -

اٹھارویں صدی کی ایک اور مشنری شخصیت فادر کاسیانو دی ماسیراتا (Fr. Cassiano de Macerata) کی ہے۔ ان کی ولادت سنہ ۱۷۰۸ع میں ماسیراتا میں ہوئی تھی۔ سنہ ۱۷۳۸ع میں انھوں نے تبلیغ کے لیے تبت کا سفر کیا اور سنہ ۱۷۴۸ع میں اٹلی کو واپسی ہوئی۔ تبت کا دوسرا سفر سنہ ۱۷۵۹ع میں کیا اور سنہ ۱۷۸۵ع میں ان کی وفات ہوئی۔ انھوں نے ہندوستانی زبان کی ایک قواعد Grammatica Hindustana کے نام سے لکھی۔ اس کا سنہ تالیف بعض حوالوں سے ۱۷۵۶ع ہے اور اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ اسی دور کے ایک اور مصنف فرانسس ماری داتورس (Francois Marie de Tours) نے مترادفات زبان ہندوستانی (Thesarus linguae Indianae Hindostaniae) مرتب کی لیکن اس کی تاریخ تصنیف کا تعین قطعی نہیں ہو سکتا۔ ایک اور مصنف یوجین تری گوئرس (Eugino Trigueiros) تھے جن کی ولادت پرتگال میں ٹورس ویدراس (Torres Vedras) میں ۶ جنوری سنہ ۱۶۸۶ع کو ہوئی۔ انھوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ بر صغیر پاک و ہند کے مختلف علاقوں میں گزارا۔ وہ سنہ ۱۷۱۵ع میں بنگال میں تھے اور سنہ ۱۷۳۰ع میں گوا میں ان کے قیام کا حوالہ ملتا ہے۔ ان کی وفات ۲۲ اپریل سنہ ۱۷۴۱ع کو ہوئی۔ ان کی دو تصانیف کا پتا چلتا ہے۔ ایک پرتگالی، ہندوستانی فارسی لغت:

1. Nomes de consas a mezin has em portugues e Indostan, oer. Persico.

اور دوسری لغت زبان ہندوستانی:

2. Fragments de un vocabulario de lingua Indostana.

اسٹیفامس پیٹرو (Stephamus a. ss. Petro) جن کا انتقال سنہ ۱۷۶۶ع میں ہوا اور جو مالابار کے مشن سے منسلک تھے، دو اور کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں ایک میں ہندوستانی کے حروف تہجی، اس کی قواعد لغت اور عیسائی مذہب کے بارے میں کچھ تحریریں شامل ہیں۔ اس کا نام Alphabetum Indostanum, cui accedit grammatica, Dictionariolum et doctrina christiana ہے۔ ان کی دوسری کتاب اطالوی۔ ہندوستانی، ہندوستانی۔ اطالوی لغت ہے۔ اس کا قلمی نسخہ بھارت کے تاریخی شہر الہ آباد کے عیسائی مشن کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ مارتینودامیلو کاسترو (Martino de Meloe Castro) نے غالباً سنہ ۱۷۸۱ع میں ہندوستان کے مختلف زبانوں کے حروف تہجی پر ایک کتاب لکھی جس کا نام Alphabeta Indica تھا اور اس میں دیگر زبانوں کے علاوہ ہندوستانی زبان بھی شامل تھی۔ اٹھارویں صدی میں لکھی جانے والی اس قبیل کی بعض اور تصانیف و تالیفات حسب ذیل ہیں:

1. Introductio ad linguam Indostana, anctore quodam missiouario capucino.
2. Compendium catechesis chritiqnae im lingua Indostana.
3, Compendium vitae salvatoris Jesus Chrisi im lingua Indostana.
4. Dialogus inter magistrum et discipulm de Christiana religione im Lingua Indostana.

5. Catechesmius im lingua Indostana.

اس کا قلمی نسخہ لاہور میں مسیحیوں کے کتب خانے میں محفوظ ہے ۔

6. Catechesnio im Lingua Indostana-Marodella Tomba (D. Bhagapur 1830) palua 1744.
7. Grammatica Indostana.

۱۳۶ صفحات پر مشتمل اس کا نسخہ گوٹنگن (Gottingen) کے کتب خانے میں موجود ہے جس کا نمبر 5290 Ling II ہے ۔

انیسویں صدی کے آغاز سے پہلے ہی برصغیر پاک و ہند کے مختلف علاقوں میں عیسائی مشنری پھیل گئے تھے اور انھوں نے اپنے مشن اور تبلیغی مراکز قائم کر لیے تھے ۔ اپنے لٹریچر کی اشاعت کے لیے انھوں نے ہی سب سے پہلے اس ملک میں چھاپے خانے قائم کیے ۔ سیرام پور سے لے کر کلکتے تک چھوٹے بڑے کتنے ہی اشاعت خانے کام کرنے لگے تھے ۔ مثلاً سینٹ فرانسس پریس آگرہ سے آگرہ کے آرک بشپ کی نگرانی میں "پیامِ خوشخبری" کے نام سے ایک پندرہ روزہ اخبار شائع ہوتا تھا ۔ رومن کیتھولک آرفن پریس کے نام سے سردھنا میں ایک پریس قائم تھا ۔ اس پریس میں ریورنڈ ڈبلو کیگن نے اردو لاطینی انگریزی لغت مرتب کیا ۔ بیٹھیا (Bettiah) کے کیتھولک مشن پریس سے R. P. Gerold نے ہندوستانی زبان کی قواعد سنہ ۱۹۰۳ع میں شائع کی ۔ اس کا نام Grammatik der Hindostanischen Sprache تھا اور یہ ۲۰۵ صفحات پر مشتمل تھی ۔ پٹنہ کے مشن پریس سے جوزف الویس (Joseph Alois) کی قواعد شائع ہوئی اور یہی ایک دوسری قواعد Grammatika Hindustana کا بھی مصنّف ہے ۔ لاہور سے سنہ ۱۸۲۶ع میں اسی نام سے ایک اور قواعد شائع ہوئی ۔ اطالوی میں ایک اور قواعد ہے ۔ بارتولومیودا کسولا P. Bartolomio da Casola نے سنہ ۱۹۱۵ع میں لکھی جو دینا پور کے پریس سے شائع ہوئی اور اس کا نام Grammatica elementare Italiano-Indostana ہے ۔

یہ تو صرف ایک مختصر سی فہرست قواعد اور لغتِ برصغیر کی اردو زبان کی ہے جسے ہندوستانی کہا گیا ہے ۔ یہ ان لوگوں کی دلچسپی ظاہر کرتی ہے جن کا اصلی مقصد مسیحیت کی تبلیغ و اشاعت اور عیسائی ہونے والوں کی تعلیم و تربیت تھا ۔ لیکن بعض اور اسباب بھی تھے جن کی بنا پر مشنریوں کے علاوہ اور لوگ بھی اس طرف متوجہ ہوئے ۔ لیکن ان کا ذکر کرنے سے پہلے اردو کی قواعد نویسی کی تاریخ میں بعض اور امور توجہ طلب ہیں ۔

مولوی عبدالحق صاحب لکھتے[۱] ہیں کہ جہاں تک تحقیق کی گئی ہے ، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلا یورپین جس نے ہندوستانی زبان کے قواعد لکھے ، جان جوشوا کیٹلر تھا ۔ مولوی صاحب کے خیال میں یہ کتاب سنہ ۱۷۱۵ع کے لگ بھگ لکھی گئی اور ڈیوڈ مل نے اسے سنہ ۱۷۴۳ع

۱- قواعد اُردو ، ص ۱۸ ۔

میں شائع کرایا - مولوی صاحب اسے لاطینی[1] میں بتاتے ہیں لیکن جیسا کہ شلزے کی قواعد کے مقدمے سے قطعی طور پر واضح ہے، یہ لاطینی میں نہیں، ڈچ میں تھی - یہ درست نہیں کہ پیٹیوں میں ہندوستانی الفاظ بعینہٖ لکھے ہیں اور ان الفاظ کا املا ڈچ زبان کے طریقے پر ہے - شلزے نے اس کا شکوہ کیا ہے کہ کاش فاضل مولف ان کا املا فارسی رسم الخط میں بھی لکھ دیتا تاکہ تلفظ کے بہت سے مبہم مقامات واضح ہو جاتے - جان جوشوا کیٹلر کی قواعد، اردو یا ہندوستانی کی پہلی قواعد بھی نہیں ہے - سطورِ بالا میں سترھویں صدی عیسوی میں اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں کا بیان ہو چکا ہے - مولوی صاحب نے کیٹلر کی قواعد کے بعد شلزے کی قواعد کا ذکر کیا ہے جو ان کے بقول[2] سنہ ۱۷۴۴ع میں شائع ہوئی - حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب ۳۰ جون سنہ ۱۷۴۱ع کو مدراس میں مکمل ہوئی اور سنہ ۱۷۴۵ع میں ہال سیکسنی سے شائع ہوئی - اس پر تفصیل سے گفتگو آئندہ اوراق میں ہوگی - اس دور میں اہلِ مغرب کی ہندوستان اور ہندوستان کی زبانوں سے دلچسپی کی نوعیت اور انہاک میں بعض نئے عناصر شامل ہو چکے تھے - اب اہلِ مغرب صرف تبلیغ اور دینِ مسیحی کی اشاعت کے لیے ہی نہیں، تجارتی اور سیاسی مقاصد سے بھی اس ملک میں آ رہے تھے - ساحلی شہروں اور تجارتی بندرگاہوں میں انھوں نے اپنی تجارتی کوٹھیاں اور ان کے پردے میں مضبوط پناہ گاہیں قائم کر لی تھیں اور آہستہ آہستہ ملکی سیاست میں ان کا عمل دخل بڑھتا جا رہا تھا - ڈچ، پرتگالی، فرانسیسی اور انگریز سب ان میں شریک تھے - ان کی سیاست اور ریشہ دوانیوں کا کچھ حال ہماری تاریخوں میں محفوظ ہے لیکن چونکہ ابھی تک ہماری تاریخ نویسی کا مزاج ان غیرملکی استحصال کرنے والوں کی تحریروں کے اثر سے کلی طور پر آزاد نہیں ہوا ہے اس لیے اس کی بہت کچھ تفصیلات اب بھی درونِ پردہ ہیں - بہرحال یہ تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے - ان میں سب سے اہم ادارہ جس نے یہاں کی تاریخ پر گہرا اثر ڈالا، ایسٹ انڈیا کمپنی تھی جو ایک تجارتی ادارے کی حیثیت سے شروع ہو کر مغلِ اعظم کی وسیع و عریض سلطنت کی وارث بن گئی - ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے انگریز ملازمین کو یہاں کی زبان اور تاریخ سے مناسب واقفیت بہم پہنچانے کے لیے جو کوششیں کیں ان میں فورٹ ولیم کالج کا قیام بطور خاص قابلِ ذکر ہے - اس کالج سے متعلقہ لوگوں میں ڈاکٹر جان گلکرسٹ بھی تھے جنھوں نے اردو کی قواعد و لغت پر کئی کتابیں لکھی ہیں - اس کے محرکات کا اندازہ ڈنکن فوربس کی قواعد ہندوستانی کے انتساب اور اس کے مقدمے کے آغاز کی عبارت سے ہوتا ہے - اس انتساب کی تاریخ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۵۵ع ہے - انتساب یہ ہے:

۱- قواعد اُردو، ص ۱۹ -

۲- ایضاً، ص ۲۰ -

To[1]
Elliot Macghten Esqr. Chairman
Col. William Henry Sykes. Deputy Chairman
and
The Directors
of
The Honorable The East India Company.
The following work
Intended
To facilitate the acquisition of the Hindustani Language
is
Respectfully dedicated

by their most obedient
and faithful servant
DUNCAN FORBES

اور پیش لفظ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے[۲] :

The following work has been compiled with a view to enable every one proceeding to India to acquire a fair knowledge of the most important and most extensively spoken language of that country of late years, a new era may be said to have commenced with regard to the study of the Hindustani language; it being now imperative on every Junior officer in the company's service to pass an examination in that language before he can be deemed qualified to command troops or to hold any staff appointment.

''اس تالیف کا مقصد یہ ہے کہ وہ تمام حضرات جو ہندوستان کے لیے آمادۂ سفر ہوں ان کے لیے یہاں کی سب سے مفید اور علاقے میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان کا حصول آسان ہو سکے - پچھلے چند سالوں سے ہندوستانی زبان کے مطالعے کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے - اب کمپنی کی ملازمت میں ہر جونیر افسر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اس زبان کے امتحان میں کامیابی حاصل کرے جس کے بغیر نہ اسے سپاہ کی کمان سپرد کی جا سکتی ہے اور نہ کوئی اعلیٰ افسری کا عہدہ دیا جا سکتا ہے -"

---

1. A grammar of the Hindustani Language—Duncan Forbes. L.L.D. Wm. H. Allen & Co. Booksellers to The Honorable The East India Company. 7, Leaden Hare Street.—1859.

۲- ایضاً ، ص iii -

اس بیان سے جہاں ایک طرف اہلِ مغرب کے لیے اس زبان کی تحصیل ، اس کے لغت اور قواعدِ صرف و نحو کی تالیف و تدوین کے اصل محرکات کا پتہ چلتا ہے ، وہاں خود اس زبان کی اہمیت اور حیثیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مصالحِ ملکی کی بنا پر وہ جس زبان کو مفید ترین اور اس خطۂ ارض میں سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان سمجھتے تھے وہ یہی اردو ہے جسے وہ ہندوستانی کا نام دیتے ہیں ۔ اور یہ نام بھی کچھ اہلِ مغرب کا بخشا ہوا نہیں ، اس سے پہلے خود اس ملک کے رہنے والے اسے زبانِ ہندوستان اور ہندوستانی کہتے چلے آئے تھے ۔ چنانچہ ملاؔ وجہی اپنی مشہور تصنیف "سب رس" میں آغازِ داستان میں اسے زبانِ ہندوستان ہی کہتا ہے ۔

اٹھارویں صدی کے نصف آخر میں بعض اور مغربی مصنفین اردو کی قواعد نویسی کی طرف متوجہ نظر آتے ہیں اور سر جارج گریرسن کی مشہور تالیف جائزہ لسانیہ ہند (Linguistic Survey of India) میں اردو سے متعلق جلد کے شروع میں ان کی کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ ان میں ایک مصنف نے پرتگالی میں Portuguese Grammatica Indostana لکھی جو لزبن سے سنہ ۱۷۷۸ع میں شائع ہوئی ۔ انگریزی زبان میں اردو کے قواعد نویسوں میں ایک قدیم مصنف گلشن ہے جو گورنر ونسی ٹارٹ کا سکریٹری تھا ۔ اس کا ذکر جان گلکرائسٹ نے کیا ہے اور اس کی بڑی تعریف کی ہے ۔ ان کے بعد کے مشہور مصنف ہیڈلے ہیں ۔ مولوی عبدالحق صاحب[1] کا بیان ہے کہ ہیڈلے کی گریمر سنہ ۱۷۷۲ع میں شائع ہوئی ۔ اصل صورتِ حال یہ ہے کہ ہیڈلے سنہ ۱۷۶۳ع میں بنگال آرمی میں داخل ہوا اور اس سلسلے میں اسے ہندوستانیوں کی ایک کمپنی کی سربراہی سپرد[2] ہوئی ۔ چنانچہ اپنے منصب سے متعلق فرائض کی انجام دہی کے لیے اسے اس زبان کی تحصیل کی طرف توجہ کرنی پڑی اور اس نے سنہ ۱۷۶۵ع میں بقول خود اپنے سپاہیوں کے لیے اس زبان کے قواعد مرتب کیے جسے لندن کے ایک تاجر نے سنہ ۱۷۷۰ع میں شائع کیا ۔ یہ گویا ہیڈلے کی قواعد کا پہلا ایڈیشن تھا اور کم و بیش اس زمانے سے تعلق رکھتا ہے جب شلزے کی قواعد کے اصل لاطینی متن کا انگریزی ترجمہ ہوا تھا ۔ اس کے بعد ہیڈلے نے اس پر نظر ثانی کی اور اپنی انگریزی میں اس کا دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۷۷۲ع میں شائع کیا ۔ مولوی عبدالحق صاحب نے غالباً اسی دوسرے ایڈیشن کا حوالہ دیا ہے ۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ۔ چنانچہ میرے پیش نظر اس قواعد کا چھٹا ایڈیشن ہے جو ۱۸۰۴ع مطابق سنہ ۱۲۱۹ھ میں لندن سے ہی شائع ہوا تھا ۔ اس کا عنوان یہ ہے :

A compendious grammar of the current corrupt dialect of the jargon of Hindostan—VI Edition 1804, London.

۱۔ قواعد اردو ، ص ۲۰ ۔
۲۔ رسالۂ کل کرسٹ ، ص ۶ ۔

ہیڈلے اس زبان کو صرف رائج بگڑی ہوئی بولی بتاتا ہے ۔ اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ اس کے پیش نظر بول چال کی زبان تھی اور وہ بھی بنگال آرمی کے سپاہیوں کی ۔ فوجی چھاؤنی کی بولی بول بھی مستند اور معیاری نہیں ہوتی اور پھر جب یہ چھاؤنی ایسے علاقے میں ہو جس کی اپنی زبان اور بولی الگ ہو ۔ ظاہر ہے بنگال میں ایک فوجی چھاؤنی میں جو ہندوستانی بولی رائج ہوگی وہ معیاری اور مستند زبان نہ ہوگی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے تک ہندوستانی ، جسے اب ہم اردوے قدیم کا نام دیتے ہیں ، اتنی ترقی کر چکی تھی کہ اس میں نثر اور نظم دونوں کا خاصا ذخیرہ جمع ہو چکا تھا ۔ اس کا ثبوت تو ان ہی تصانیف سے مل جاتا ہے جو بنگال میں ہی انیسویں صدی کی پہلی دہائی میں فورٹ ولیم کالج کے قیام کے بعد وہاں لکھی گئیں اور جن میں میر امن کی "باغ و بہار" یعنی "قصہ چہار درویش" کے علاوہ "آرائش محفل" اور "شکنتلا" جیسی کتابیں اور شعرائے اردو کے تذکرے ، جن میں اردو میں شعرائے اردو کا پہلا تذکرہ (جس کے مؤلف مرزا علی لطف ہیں) شامل ہیں ۔ ظاہر ہے بیس پچیس برس میں کسی بولی کی یہ صورت پیدا نہیں ہو سکتی جو ادبی زبان میر و سودا کے کلام میں ملتی ہے ۔ ہیڈلے نے اپنی قواعد میں اصطلاحات صرف انگریزی میں دی ہیں اور ان کے اردو یا فارسی مترادفات درج نہیں کیے ہیں ۔ اس زمانے میں انگریزی زبان کے قواعد نویسوں پر لاطینی قواعد کے اصولوں اور توضیحات کا اثر اتنا گہرا تھا کہ اکثر و بیشتر قواعد کی کتابوں میں انھی کو بطور نمونہ پیش نظر رکھا جاتا تھا اور اصطلاحات بھی وہی استعمال ہوتی تھیں ۔ چنانچہ بحیثیت مجموعی ہیڈلے کی قواعد بھی انگریزی قواعد نویسی کی اسی روایت کا نمونہ ہے ۔ اس کتاب کے مختلف ایڈیشن شائع ہوئے جن میں سنہ ۱۷۷۵ع ، ۱۷۷۹ع ، ۱۷۹۴ع ، ۱۷۹۷ع ، ۱۸۰۲ع اور سنہ ۱۸۰۹ع کے ایڈیشنوں کا سراغ ملتا ہے ۔ ہیڈلے نے آخری ایڈیشنوں میں اردو قواعد و لغت پر شائع ہونے والی دوسری تالیفات سے بھی فائدہ اٹھایا ۔ چنانچہ اپنی زندگی میں ۱۷۹۷ع والے ایڈیشن میں اس نے گل کرائسٹ کے لغت سے فائدہ اٹھایا جو سنہ ۱۷۹۰ع میں شائع ہوا ۔ ہیڈلے نے دو جگہ گل کرسٹ کا حوالہ دیا ہے جس سے اس استفادے کی تائید ہوتی ہے ۔

گل کرسٹ نے اپنے رسالہ "قواعد اردو" میں ایک مصنّف جے فرگوسن (J. Ferguson) کا ذکر کیا ہے جس نے سنہ ۱۷۷۳ع میں لندن میں ہندوستانی زبان کا ایک لغت لکھا تھا اور جو دو جلدوں میں شائع ہوا تھا ۔ اس میں ایک مقالہ ہندوستانی زبان کی قواعد پر بھی تھا ۔ اسی زمانے کا ایک اور قواعد نویس ڈف تھا جسے مولوی عبدالحق نے بے لی ڈف اور رسالۂ گل کرسٹ کے مولف نے بے بی ڈف لکھا ہے ۔ اس نے اپنی کتاب میں جو حالات لکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سنہ ۱۷۸۵ع میں مدراس آیا تھا ۔ بقول مولوی عبدالحق یہ ہیڈ ماسٹر اور رسالۂ گل کرسٹ کے مولف کے نزدیک بینڈ ماسٹر تھا ۔ گریرسن جس سے مولوی صاحب نے اس کے حالات لیے ہیں ، بیان کرتا ہے کہ سنہ ۱۷۸۷ع میں یہ شخص کلکتہ چلا گیا جہاں اس نے ایک پنڈت سے بنگالی ، سنسکرت اور ہندوستانی سیکھی ، اور اتنی استعداد بہم پہنچائی کہ دو ناٹکوں کا بنگالی میں ترجمہ کیا ۔ اس نے کم و بیش بیس سال اس ملک میں گزارے ۔ ڈف کے اپنے بیان کے مطابق اس کے بنگالی ڈراموں میں سے ایک بہت پسند کیا گیا ۔ اور اسی کی شہرت کی بنا پر

وہ مغل بادشاہ کے ہاں تھیئٹر کا منتظم ہو گیا تھا اور بالآخر بیس سال بعد وہ انگلستان واپس چلا گیا جہاں اس نے اپنی اردو گریمر شائع کی ۔ گریرسن کا بیان ہے کہ ممکن ہے یہ شخص سنسکرت یا بنگالی زبان سے واقف ہو لیکن اس کا ہندوستانی زبان کا علم بالکل ناقص ہے ، کیونکہ اس نے اپنے رسالہ قواعد میں ہندوستانی الفاظ کا تلفظ بھی غلط لکھا ہے اور قواعد کے بیان کرنے میں بھی اس سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ۔ اگر یہ درست ہے کہ وہ صرف بینڈ ماسٹر تھا اور یہ کہ اس نے سنسکرت ، بنگالی اور ہندوستانی کلکتے کے ایک ہندو پنڈت سے سیکھی تھیں ، تو کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس کا ہندوستانی کا تلفظ اور قواعد کے بارے میں اس کی معلومات ایسی ہی ناقص ہیں ۔

گل کرسٹ نے ایک اور قواعد نویس کرک پیٹرک (Kirk Patric) کا بھی ذکر کیا ہے جو اس زمانے میں کمانڈر انچیف کے سیکریٹری تھے ۔ جس زمانے میں گل کرسٹ فوجی ملازمت میں تھے اور رخصت لے کر فیض آباد میں اپنی قواعد کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں مصروف تھے ، انہیں معلوم ہوا کہ پیٹرک بھی اسی قسم کا کچھ کام کر رہے ہیں ۔ یہ صاحب فارسی کے ترجمان تھے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا کام بہرحال ان لوگوں کے کام سے بہتر ہوگا جن کے استاد اور رہنما خود تامل ، تلیگو یا بنگلہ بولنے والے تھے ۔ گل کرسٹ کو معلوم ہوا کہ کرک پیٹرک کے کام کا کچھ حصہ شائع بھی ہو چکا ہے ۔ چنانچہ سنہ ۱۷۸۵ع کے آخر میں وہ کلکتہ پہنچے تو کرک پیٹرک سے بھی ملے ، اور انہیں معلوم ہوا کہ کرک پیٹرک کا کام اس وقت تک نا مکمل تھا ، اور انہوں نے وعدہ کیا کہ گل کرسٹ کے کام کو ہاتھ نہیں لگائیں گے ۔ غالباً گل کرسٹ کی قواعد اور لغت پر کتابیں شائع ہونے کے بعد کرک پیٹرک نے یا تو اپنے کام کو نامکمل ہی چھوڑ دیا یا پھر اس کی طباعت اور اشاعت کی نوبت نہیں آئی ۔ گل کرسٹ نے بھی اس سلسلے میں کچھ اور نہیں لکھا ۔

گل کرسٹ نے ہی ایک اور قواعد نویس ہنری ہیرس کا ذکر کیا ہے اور اس کی کتاب کا نام Analysis, Grammar and Dictionary of Hindostany Language بتایا ہے جو سنہ ۱۷۹۱ع میں مدراس سے شائع ہوئی تھی ۔ گل کرسٹ خود اس تالیف کو بنیادی طور پر لغت کی کتاب قرار دیتے ہیں اور انہوں نے اس لغت کے کچھ الفاظ اپنی لغت میں شامل بھی کیے ہیں ۔ گل کرسٹ کا بیان ہے کہ اس عہد کے دیگر یورپین مصنفین کے مقابلے میں اس مصنف نے زیادہ صحت سے کام لیا ہے اور اس لیے گل کرسٹ ، جو خود ان مسائل پر عالمانہ نظر رکھتے تھے ، اسے ایک مستند تصنیف مانتے ہیں اور اپنی تحریروں میں اس کے حوالے دیتے ہیں ۔ ڈاکٹر جان گل کرسٹ جن کا شمار اردو کے محسنوں میں ہوتا ہے ، پیشے اور تعلیم کے اعتبار سے ایک طبیب تھے ۔ چنانچہ سنہ ۱۷۸۲ع میں وہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں اسی حیثیت سے ملازم ہو کر بمبئی پہنچے اور بمبئی میں متعین فوجی دستے میں اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے ۔ ہندوستانی زبان کی تحصیل اور اس کی لغت و قواعد کی تدوین سے دلچسپی کی داستان وہ خود یوں بیان کرتے ہیں :

(ترجمہ) "سنہ ۱۷۸۲ع میں بمبئی وارد ہوتے ہی میں نے محسوس کر لیا تھا کہ ہندوستان میں میرا قیام، خواہ اس کی نوعیت کچھ ہو، اس وقت تک نہ تو میرے لیے ہی ذاتی طور پر خوشگوار ہو سکتا ہے اور نہ ہی میرے آقاؤں کے لیے مفید ہوگا جب تک کہ میں اس ملک کی مروجہ زبان میں پوری دست گاہ حاصل نہ کر لوں، جہاں مجھے کم از کم کچھ عرصہ ضرور قیام کرنا ہوگا . . . چنانچہ، اس زبان کو، جسے اس زمانے میں مورس (Moors) کہتے تھے، سیکھنے کے لیے میں جم کر بیٹھ گیا۔ میری اس نئی تعلیم کے سلسلے میں لوگوں نے ہیڈلے کی اس تالیف کی طرف رجوع کرنے کا مجھے مشورہ دیا جو اس زبان کی مبادیات پر اس نے لکھی تھی۔ ایک دو ہفتوں کے بعد مجھے ایک منشی مل گیا جس نے اصرار کیا کہ ہیڈلے سے میں نے جو کچھ سیکھا تھا اسے سرے سے بھلا دوں۔ کچھ دنوں تک اپنے طور پر کوشش کرنے کے بعد مجھے توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ اس بحرانی دور میں خوش قسمتی سے اپنے دوست کپتان جان ریٹ رے (John Rattray) سے، جو اب کرنل ہو چکے تھے، سودا کا کلیات مجھے مل گیا۔ ہندوستانی زبان میں اس وقت تک جو مہارت میں نے حاصل کی ہے اس کے لیے سودا کا کلیات اور اس کریم النفس انسان کے مشوروں، ہمت افزائی اور امداد کا میں بے حد مرہونِ منّت ہوں۔"

اس کے بعد گل کرسٹ نے فتح گڑھ اور فیض آباد وغیرہ میں رہ کر اردو سیکھی اور فیض آباد ہی میں انھوں نے ہندوستانی معاشرت اختیار کی اور داڑھی رکھی، اور یہیں انھوں نے قواعد و لغتِ اردو کے متعلق لوگوں سے استفسار کیا تو انھیں پتا چلا کہ اس وقت تک اردو میں اردو کے قواعد و لغت پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ یہ واقعہ غالباً سنہ ۱۷۸۵ع کا ہے۔ اس کے بعد گل کرسٹ کلکتے گئے اور غازی پور بھی پہنچے تاکہ وہاں رہ کر اپنی مجوزہ کتاب اردو لغت و قواعد مرتّب کر سکیں۔ چنانچہ ان کی پہلی انگریزی ہندوستانی لغت۔ A Dictionary English and Hindostani شائع ہوئی۔ سنہ ۱۷۹۶ع میں انھوں نے قواعدِ ہندوستانی A grammar of Hindostani Language شائع کی جو ان کی مجوزہ کتاب ہندوستانی لسانیات کی پہلی جلد کا تیسرا حصہ تھی۔ اس کا پہلا حصہ وہ لغت تھی جو انگریزی ہندوستانی لغت کے نام سے پہلے شائع ہو چکی تھی۔ دوسرا حصہ بطور مقدمہ قواعد و لغت سنہ ۱۷۹۸ع میں شائع ہوا۔ سنہ ۱۷۹۸ع میں ہی گل کرسٹ نے ولزلی کے ایما پر، جو اس وقت گورنر جنرل تھے، اعلٰی ملازمتوں میں داخل ہونے والے انگریزوں کو اردو سکھانے کے لیے ایک مدرسہ Oriental Seminary کھولا۔ اس میں گل کرسٹ ہندوستانی اور فارسی پڑھاتے تھے۔ سنہ ۱۸۰۰ع میں فورٹ ولیم کالج قائم ہوا اور گل کرسٹ کو کالج کے ہندوستانی شعبے کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ ان کی توجہ سے فورٹ ولیم کالج میں اردو کے شعرا اور مصنفین کا ایک ممتاز حلقہ قائم ہوگیا جس سے اردو کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ لیکن یہ داستان ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

سنہ ۱۸۰۴ع میں گل کرسٹ کالج کی خدمات سے سبکدوش ہوگئے۔ بظاہر اس کا سبب گل کرسٹ کی علالت بتایا گیا لیکن حقیقت یہ تھی کہ گل کرسٹ کو کالج کے اربابِ حل و عقد

سے شکایت تھی کہ صدر شعبۂ عربی کو تو چھبیس سو روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے اور ان کو صرف تیرہ سو روپے اور یہ کہ ہندوستانی کتب کی ترتیب و تدوین و اشاعت کے باب میں کالج کونسل ان کی تجویزوں پر پوری طرح عمل درآمد نہیں کرتی ۔ بہرحال سنہ ۱۸۰۴ع میں وہ وطن واپس چلے گئے اور سنہ ۱۸۴۱ع تک مختلف آسامیوں پر اردو کی درس و تدریس میں مصروف رہے ۔ ۹ جنوری سنہ ۱۸۴۱ع کو ان کا انتقال ہوا ۔ گل کرسٹ کی قواعد اردو کی ایک تلخیص اردو میں میر بہادر علی حسینی نے ''رسالۂ گل کرسٹ'' کے نام سے مرتّب کی تھی ۔ اس کا سنہ تالیف و اشاعت ۱۸۱۶ع یا ۱۸۲۰ع بتایا جاتا ہے ۔ حال ہی میں مجلس ترقی ادب نے اس رسالے کو دوبارہ شائع کیا ہے اور اس کی بنیاد اُس نسخے پر رکھی ہے جو ہندوستانی پریس کلکتہ سے کلکتہ اسکول بک سوسائٹی کے لیے سنہ ۱۸۲۰ع میں شائع ہوا تھا ۔ سنہ ۱۸۳۱ع ، سنہ ۱۸۴۶ع اور سنہ ۱۸۷۲ع میں اس کے مختلف ایڈیشن شائع ہوئے جس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے ۔ مغربی ممالک بالخصوص انگلستان میں اردو کے تعارف اور تعلیم و تدریس کے سلسلے میں گل کرسٹ کا نام سرِفہرست ہے ۔ چنانچہ مشہور فرانسیسی مستشرق موسیو گارساں دتاسی اپنی تاریخِ ادبیاتِ ہندی و ہندوستانی کے مقدمے میں اس کا خاص طور پر اعتراف کرتا ہے کہ ہندوستانی زبان سے اس کی واقفیت اور ابتدائی تعلیم گل کرسٹ ہی کی مرہونِ منّت ہے[1] ۔

انیسویں صدی میں جیسے جیسے ایسٹ انڈیا کمپنی اور بعد ازاں تاجِ برطانیہ کے مفادات اور اثرات بر صغیر میں بڑھتے گئے ویسے ہی اردو زبان کی طرف ان کی دلچسپی بھی بڑھتی گئی ۔ اور اگرچہ اردو ہندی کی کشمکش کا آغاز بھی اسی دور میں ہوا لیکن گارساں دتاسی کے بقول یہ مخالفت بے معنی تھی ، کیونکہ اس وقت تک ہندی میں ، جسے حال ہی میں ہندی کہنے لگے تھے (اور جو دیوناگری رسم الخط میں صرف و نحو کے اعتبار سے اس ہندوستانی سے بالکل مختلف نہ تھی جسے فارسی رسم الخط میں اردو کے نام سے پکارتے تھے) کوئی ادبی سرمایہ نہ تھا اسی لیے خود انگریزوں نے فارسی کی جگہ اردو ہی کو دفتروں اور عدالتوں میں رائج کیا ۔ یہ کام کچھ اردو دوستی کی بنا پر نہ تھا ۔ اس کے پسِ پردہ درحقیقت فارسی کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش تھی جسے انگریز مغلیہ سلطنت اور مسلمانوں کے دورِ اقتدار اور ان کی تہذیبی زندگی کی ایک علامت سمجھتے تھے اور جس کے وسیلے سے ہندوستان کے فارسی دانوں کا رشتہ افغانستان ، ایران ، وسطِ ایشیا اور ترکی تک پھیل جاتا تھا ، کیونکہ فارسی ان تمام علاقوں میں ایک ادبی اور تہذیبی ورثے کی حیثیت سے رائج تھی ۔ اردو ایک علاقے یا صوبے سے مخصوص نہ تھی بلکہ بر صغیر میں ہر جگہ ، شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک ، سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان تھی ۔ تیسری بات یہ تھی کہ انیسویں صدی میں اگر بولی جانے والی کوئی زبان یا بولی ایسی تھی جس میں تہذیبی اور ادبی سرمایہ سب سے زیادہ تھا تو وہ یہی زبان تھی ۔

---

۱ ۔ مقدمۂ تاریخِ ادبیاتِ ہندی و ہندوستانی از گارسیں دتاسی ، ترجمہ و حواشی للیان نذر ، قلمی نسخہ کتب خانہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ۔

اور خاص طور پر مسلمانوں کی تاریخ ، ان کی تہذیب اور ان کی تخلیقات کا سب سے زیادہ ذخیرہ اسی زبان میں تھا ۔ خاص طور پر مذہبی لٹریچر مسلمانوں کا جس قدر اردو میں تھا وہ برصغیر پاک و ہند کی کسی دوسری زبان میں نہ تھا ۔ چنانچہ یہاں کی تاریخ اور تہذیب ، مختلف تحریکات ، میلانات اور رجحانات کے مطالعے کے لیے بھی اردو سے زیادہ اہمیت کسی اور زبان کی نہ تھی ۔ چنانچہ یہی سبب ہے کہ انیسویں صدی میں بکثرت مغربی مصنفین اردو زبان کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے ۔ انگلستان کے علاوہ بعض اور یوروپین ممالک مثلاً فرانس میں بھی اردو کے مطالعے کے لیے خاص انتظامات کیے گئے ۔ نصاب کی کتابیں ، جن کا ایک سلسلہ فورٹ ولیم کالج میں شائع ہوا ، اس دور کی مرغوب نصابی کتب تھیں ؛ مثلاً "باغ و بہار" کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے جن میں سے اکثر میں اردو انگریزی لغت بطور ضمیمہ شامل ہے ۔ ان میں سے بعض مثلاً ڈنکن فوربس والا نسخہ رومن رسم الخط میں چھاپا گیا ہے تاکہ وہ وقت جو انگریزوں کو ایک نیا رسم الخط سیکھنے میں صرف کرنا پڑے ، اس کی جگہ اس زبان کی تحصیل پر صرف ہو تو زبان بہت جلد سیکھی جا سکتی ہے ۔ میر حسن کی مثنوی "سحرالبیان" اس دور کی دوسری پسندیدہ کتاب تھی جس کے اقتباسات رومن میں انگریزی ترجموں کے ساتھ شائع ہوئے ۔ گل کرسٹ کے "انتخاباتِ نظم و نثر" اور گارساں دتاسی کی "مبادیاتِ ہندوستانی" اسی قبیل کی تالیفات ہیں ۔ لیکن زبان کی ساخت کو سمجھنے اور اس کو صحت کے ساتھ استعمال کرنے کے لیے قواعد کی تحصیل ضروری سمجھی جاتی تھی ۔ چنانچہ انیسویں صدی میں قواعد کی کتابیں بھی بکثرت لکھی گئیں جن میں سے چند یہ ہیں :

۱۔ اردو گریمر تالیف جان شیکسپیر ، اس کا پہلا ایڈیشن سنہ ۱۸۱۳ع میں ، دوسرا سنہ ۱۸۱۸ع ، تیسرا سنہ ۱۸۲۶ع ، چوتھا سنہ ۱۸۴۳ع اور پانچواں سنہ ۱۸۵۸ع میں شائع ہوا ۔ تقریباً نصف صدی تک اس کی مسلسل اشاعت سے اس کی مقبولیت اور افادیت کا اندازہ ہوتا ہے ۔

۲۔ مقدمۂ زبان ہندوستانی ، تالیف ولیم ٹیٹ ، طبع اول سنہ ۱۸۰۷ع ، دوم سنہ ۱۸۲۴ع ، سوم ۱۸۳۳ع ۔

۳۔ گارساں دتاسی مقالۂ قواعدِ اردو ، سنہ ۱۸۳۸ع ۔

۴۔ رسالۂ قواعد ہندوستانی ، ڈبلو ۔ بری ٹن ، سنہ ۱۸۳۰ع ۔

۵۔ جدید خود آموز قواعدِ زبانِ اردو ، تالیف اسٹیفورڈ ارناٹ ، طبع اول سنہ ۱۸۳۱ع ، طبع دوم سنہ ۱۸۴۴ع ۔

۶۔ رسالۂ قواعدِ اردو ، تالیف اسٹیفورڈ ارناٹ ، تشریح واضافہ ڈنکن فوربس ، طبع سنہ ۱۸۴۴ع ۔

۷۔ ہندوستانی زبان کی قواعد مشرق اور رومن رسم الخط میں معہ انتخابات برائے مطالعہ فارسی ، عربی ۔ اور دیوناگری رسم الخط میں مع حواشی ، نیا ایڈیشن ، تالیف جولائی سنہ ۱۸۵۵ع ، ناشر ولیم ۔ ایچ ۔ ایلن ، لندن سنہ ۱۸۵۹ع ۔

۸- ہندوستانی قواعد ، تالیف جیمس آربائن ٹائن ، سنہ ۱۸۴۳ع ، ۱۸۶۸ع -

۹- قواعد ہندوستانی ، ریورنڈ - جی - اسپال ، سنہ ۱۸۴۷ع ، سنہ ۱۸۵۸ع -

۱۰- قواعد ہندوستانی ، جے دت لوپراخنو ، سنہ ۱۸۵۲ع -

۱۱- قواعد ہندوستانی ، تالیف کاٹن ماتھر ، مرتبہ سرمونیرہ لیھس -

۱۲- ہندوستانی قواعد ، تالیف جان ڈاسن ، سنہ ۱۸۷۲ع -

۱۳- قواعدِ اردو ، جان پلیٹس ، سنہ ۱۸۷۴ع -

۱۴- ہندوستانی ، فارسی و عربی قواعد ، پامر ، سنہ ۱۸۸۲ع -

۱۵- قواعد ہندوستانی ، ڈبلو - کیگر ، سنہ ۱۸۸۳ع -

۱۶- قواعد ہندوستانی ، فان - کیو ، سنہ ۱۸۸۳ع -

۱۷- اردو قواعد ، جے - ولسن ، سنہ ۱۸۸۲ع -

۱۸- ہندوستانی قواعد ، تالیف اے - سی - ڈل ، سنہ ۱۸۹۳ع -

۱۹- ہندوستانی قواعد ، تالیف ، شلسر ، سنہ ۱۸۹۴ع[1] -

یہ امر بالکل قرینِ قیاس ہے کہ بعض اور یورپین مصنفین نے بھی اس دور میں اردو کی قواعد نویسی کی طرف توجہ کی ہو لیکن انگریزی کے علاوہ اور زبانوں مثلاً پرتگیزی ، ہسپانوی ، فرانسیسی ، اطالوی ، ڈچ ، جرمن وغیرہ میں یقیناً اردو کی قواعد کے متعلق مواد موجود ہے لیکن یہ اہم ماخذ ابھی تک ہمارے سامنے نہیں آئے ہیں ، بلکہ خود برصغیر پاک و ہند میں لکھی جانے والی اردو کی قواعد کی کتب کی کوئی فہرست بھی ابھی تک مرتب نہیں ہوئی ہے - کہا یہ جاتا ہے سنہ ۱۸۰۶ع میں امانت علی شیدا[2] نے "صرف اردو" کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا جس میں اردو کی قواعد کے ابتدائی اصولوں سے بحث کی گئی تھی لیکن یہ رسالہ سامنے نہ ہونے کی بنا پر اس کے بارے میں کچھ کہنا دشوار ہے - البتہ اس تصنیف کے ایک سال بعد یعنی سنہ ۱۸۰۷ع (مطابق ۱۲۲۳ھ) میں اردو کے مشہور شاعر اور زبان دان انشاء اللہ خاں انشاء نے قتیل کے اشتراک و تعاون سے اپنی مشہور کتاب "دریائے لطافت" لکھی - حقیقت یہ ہے کہ کتاب میں دو مباحث الگ الگ ہیں - ایک کا تعلق زبان اردو ، اس کی اصلیت و حقیقت ، اس کے صرف و نحو ، اس کے محاوروں اور اس کی مختلف بولیوں اور نمونوں کی بحث سے ہے اور در اصل یہی حصہ اس تصنیف کی روح ہے - دوسرا حصہ فنِ شعر اور عروض سے متعلق ہے - اور اگرچہ اس میں بھی بڑی جدّت اور ذہانت کا ثبوت ملتا ہے لیکن اس کی اہمیت پہلے حصے کے مقابلے میں محض ثانوی

۱- بہ حوالہ قواعد اردو ، عبدالحق ، ص ۱۹ تا ۲۵ و دیگر ذرائع -

۲- خاکہ تاریخِ ادبیاتِ اردو ، جلد سوم ، شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی -

ہے ۔ مولوی عبدالحق "دریائے لطافت" کے بارے میں لکھتے ہیں[1] ۔

"سید انشاءاللہ خاں انشاء پہلے شخص ہیں جنھوں نے عربی فارسی زبان کا تتبّع چھوڑ کر اُردو زبان کی ہیئت و اصلیت پر غور کیا اور اس کے قواعد وضع کیے ۔ اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہے تو وہاں زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے ۔"

اس قواعد میں پہلی مرتبہ اردو زبان کو اس کی حقیقی اور واقعی حیثیت ملی ہے ۔ انشاء کا یہ قول کہ اردو زبان میں صحت کا معیار اردو زبان کا اپنا معیار ہے ، ایک ایسا اصول ہے جو لسانی نقطۂ نظر سے بالکل صحیح اور درست ہے ۔ انھوں نے اردو کی فصاحت و بلاغت کی بحث ، زبان کی ٹکسال کا مسئلہ اور مختلف علاقوں ، بلکہ شہر دہلی کے ہی مختلف محلوں ، آبادی کے مختلف طبقات کے اردو بولنے والوں کی زبان کا نہایت دلچسپ مطالعہ کیا ہے اور بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جو جدید لسانیات کے وضاحتی اصولوں اور طریقِ کار کے عین مطابق ہیں ۔ اس سے انشاء کے ذہن کی رسائی اور ان کے علم و فضل کا کچھ اندازہ ہوتا ہے ۔ غرض اردو زبان کی تاریخ میں قواعد کی یہ تالیف ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے ۔

اُنیسویں صدی کے نصف اول میں قواعد کی بکثرت کتابیں لکھی گئیں ۔ ہم ان کی مختصر روداد گارساں دتاسی کے حوالوں سے مرتّب کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ گارساں دتاسی ۲۰ جنوری سنہ ۱۷۹۳ع کو مارسیلز میں پیدا ہوئے اور وہیں انھوں نے ابتدائی تعلیم پائی ۔ مارسیلز کا شہر اس وقت ایک آزاد بندرگاہ تھا اور خاص طور پر مشرق کی توجہ کا مرکز تھا ۔ چنانچہ اسی شہر میں گارسیں دتاسی کا مشرقی زبانوں سے پہلا تعارف ہوا ۔ لیکن ان زبانوں کے بارے میں اس کے باقاعدہ مطالعے کا آغاز سنہ ۱۸۱۷ع میں پیرس میں ہوا ، جہاں انھوں نے عربی ، فارسی اور ترکی زبانوں کا مطالعہ کیا ۔ ہندوستانی زبان سے ان کا پہلا تعارف ڈاکٹر گل کرسٹ کی تحریروں سے ہوا جس کا ذکر انھوں نے خود اپنی "تاریخِ ادبیاتِ ہندی و ہندوستانی" میں کیا ہے ۔ سنہ ۱۸۲۹ع میں انھوں نے ایک مقالہ فرانسیسی میں لکھا جس کا عنوان "ہندوستانی زبان کے عناصر" تھا ۔ اس کے بعد وہ اپنی اور تصانیف و تالیفات کی طرف متوجہ ہوئے جس میں ایک اہم تصنیف "تاریخ ادبیات" ہے ۔ اس کے پہلے ایڈیشن کی پہلی جلد سنہ ۱۸۳۹ع میں اور دوسری جلد سنہ ۱۸۴۷ع میں مرتّب ہوئی ۔ یہ کتاب خاصی مقبول ہوئی ۔ اور جیسا کہ انھوں نے خود لکھا ہے ، مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ۔ اردو میں جلد اول کا ایک ترجمہ کریم الدین اور فیلن نے کیا جو "تذکرہ" کے نام سے شائع ہوا اور جس میں ترجمے کے علاوہ اصلاح اور حذف و اضافہ سے بھی کام لیا گیا تھا ۔ پہلے ایڈیشن کے بعد گارساں دتاسی کو بہت کچھ مواد نظر ثانی کے لیے مل گیا ۔ چنانچہ دوسرا ایڈیشن تین جلدوں میں سنہ ۷۱—۱۸۷۰ع میں شائع ہوا ۔ پہلا ایڈیشن اب تقریباً نایاب ہے ۔ دوسرے ایڈیشن کو سامنے رکھ کر ایک فرانسیسی طالبہ للیان سیکسٹن نے اس کے فرانسیسی متن

۱- دریائے لطافت ، مرتّبہ عبدالحق ، طبع اول ۱۹۱۶ع ، ص ۴ ۔

کا اردو میں ترجمہ کر کے مقدمہ ، حواشی و تعلیقات لکھ کر میری نگرانی میں کراچی یونیورسٹی سے اردو میں پی ایچ ۔ ڈی ۔ کی سند حاصل کی ۔ یہ قلمی نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے ۔ جلد اول میں ۷۳۳ اور جلد دوم میں ۶۶۲ صفحات ہیں ۔ اس طرح یہ تاریخ چودہ سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور اس میں بھی صرف اردو کے مصنفین و شعرا کے حالات شامل ہیں ۔ ہندی کے شعرا کو اس میں شامل نہیں کیا گیا ہے ۔ اسی نسخے کے حوالے سے اس دور کے اردو قواعد نویسوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور حوالہ کے صفحات اسی قلمی اردو ترجمے کے ہیں ۔

۱۔ مولوی میر احمد علی :

دہلی کالج کے پروفیسر تھے ، ''چشمۂ فیض'' یا ''فیض کا چشمہ'' کے مصنّف ہیں جو ہندوستانی زبان میں اردو کی قواعد ہے اور دہلی سے سنہ ۱۸۴۵ء میں شائع ہوئی ہے ۔ یہ کتاب ورنیکولر ٹرانسلیشن سوسائٹی (Vernacular Translation Society) کے زیر اہتمام چھوٹی تقطیع کے چونتیس صفحات میں مرتّب ہو کر کئی زبانوں میں شائع ہوئی ہے . . . . کریم الدین کے بقول سنہ ۱۸۴۷ء میں ان کی عمر ۲۵ سال تھی (ص ۱۱۶) ۔

۲۔ انشاء اللہ خاں انشا — دریائے لطافت :

اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے ۔ گارسیں نے اس کے پہلے ایڈیشن کا حوالہ دیا ہے جو مرشد آباد سے سنہ ۱۸۴۸ء میں شائع ہوا تھا اور جس میں ۴۶۷ صفحات تھے (ص ۲۳۱) ۔

۳۔ میر بہادر علی حسینی :

رسالۂ قواعدِ ہندی یا اردو : یہ کلکتہ سے رسالۂ گل کرسٹ کے نام سے شائع ہوا ۔ اس کا ذکر کیا جا چکا ہے ۔ اسی بیان میں گارسیں لکھتے ہیں کہ مسٹر فوربس کے پاس ایک اردو قواعد تھی جس کا نام A Treatise on Ordu Grammar تھا اور اس کا نمبر فہرست میں ۹۲ تھا ۔ اس کتاب کے مصنف کا نام نہیں ملتا (ص ۳۹۲) ۔

۴۔ حیدر جنگ بہادر :

انھوں نے ہندوستانی زبان کی ایک ابتدائی قواعد لکھی ہے جس کا عنوان یہ ہے :

Key to Hindustani—Easy method of acquiring Hindustani -

یہ کتاب لندن سے سنہ ۱۸۶۱ء میں شائع ہوئی ہے (ص ۴۰۹) ۔

۵۔ پنڈت دیبی پرشاد دل :

وہ پٹنہ کے ایک کائستھ خاندان کے فرد اور بریلی کالج کے ایک پرانے طالب علم تھے ۔ وہ مرشد آباد میں رہتے تھے اور ضلع فرخ آباد کے انسپکٹر مدارس تھے ۔ انھوں نے حسب ذیل کتابیں لکھی ہیں :

6. Polyglot Grammar and Exercises in Persian, English, Arabic, Hindi, Urdu and Bengali.
7. Polyglot Munshi or vocabulary, exercises and pleasant stories in English, Persian, Oordoo etc.

[ان کتب کی تاریخ کا پتا نہیں چلتا لیکن دیبی پرشاد کی جن دیگر تصانیف کا ذکر ملتا ہے وہ سنہ ۱۸۴۹ع ، سنہ ۱۸۵۸ع ، سنہ ۱۸۵۹ع ، سنہ ۱۸۶۰ع ، سنہ ۱۸۶۸ع اور ۱۸۶۹ع کی ہیں - ان کی ایک تالیف مجموعہ' تعزیرات ہند کا اشتہار ، سائنٹفک اخبار علی گڑھ کی اشاعت ۲ اپریل سنہ ۱۸۶۹ع میں ملتا ہے - اس سے ان کے زمانے کا تعیّن ہو سکتا ہے (لیث)] -

۸- منشی سورج مل :

یہ پٹنہ ، ترہٹ اور الہ آباد کے مدارس کے انسپکٹر تھے - منجملہ اور کتابوں کے ان کی ایک تصنیف ''اردو آموز'' ہے - اس کا ذکر گارسیں دتاسی نے اپنے خطبہ سنہ ۱۸۶۸-۶۹ع میں بھی کیا ہے - یہ کتاب بہار کے ناظم تعلیات کی تحریک پر لکھی گئی جو پٹنہ سے سنہ ۱۸۶۸ع میں شائع ہوئی اور چھوٹی تقطیع کے ۲۰۳ صفحات پر محیط ہے - اس کے دو حصے ہیں ؛ پہلے حصے میں جو ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے ، اصلاحی حکایات ، ریاضی اور جغرافیہ شامل ہیں - دوسرا حصہ ۳۳ صفحوں کا ہے جس میں قواعد اردو ہے - تیسرا حصہ ان کے علاوہ ہے جس میں دو ابواب اور ۹۸ صفحات ہیں اور حکایات و لطائف ، نثر و نظم اور خطوط نویسی سے متعلق ہے (ص ۵۸۳) -

۹- مولوی امانت اللہ بنگالی ، شیدا :

گارسیں کے بقول سنہ ۱۸۱۳ع میں ، جب بینی نرائن اپنا تذکرہ لکھ رہے تھے ، شیدا کلکتے میں موجود تھے - ان کی کئی تصانیف و تراجم ہیں جن میں سے بعض حقوق و فرائض اسلام سے متعلق ہیں ؛ مثلاً قرآن کے بعض حصوں کا ترجمہ ، اردو ''اخلاق جلالی'' - ان کی ایک منظوم تصنیف کا عنوان انگریزی میں بقول گارسیں دتاسی A Short System of rules ہے - گارسیں دتاسی اسے صرف اردو بتاتا ہے -

۱۰- مولوی امام بخش صہبائی :

مشہور عالم و مصنّف اور دہلی کے کوچہ چیلاں کے ساکن - گارسیں لکھتا ہے کہ دور حاضر میں ان سے بڑھ کر فارسی کا کوئی عالم نظر نہیں آیا - جب دہلی کالج کھلا اور لفٹننٹ گورنر طامسن اس تقریب کے لیے آئے تو انھوں نے امام بخش صہبائی کو اس کالج کے لیے فارسی کا پروفیسر مقرر کیا - مفتی صدر الدین آزردہ نے اس اسامی کے لیے تین موزوں اساتذہ کے نام تجویز کیے تھے : مرزا غالب ، امام بخش صہبائی اور حکیم مومن خاں مومن - غالب نے خود یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ محض اس لیے واپس چلے آئے کہ کالج میں ان کا شایان شان استقبال اس لیے نہ

ہوا کہ وہ ملازمت کے امیدوار کی حیثیت سے آئے تھے - مرزا بے چارے اس خیال میں تھے کہ ملازمت سے توقیر میں اضافہ ہوگا ، یہاں صورت برعکس نظر آئی - مومن نے بھی غالباً اپنی نازک مزاجی کی وجہ سے یہ عہدہ قبول نہیں کیا - غرض صہبائی کی تصانیف میں ایک رسالہ ''قواعدِ اردو'' بھی ہے - گارسیں نے اس کا عنوان انگریزی میں یوں نقل کیا ہے :

A Grammar of the Urdoo Language in Urdoo by Maulvi Imam Bux of the Delhi College,

گارسیں کے بقول یہ اردو زبان میں اردو کی ایک عمدہ قواعد ہے اور دہلی سے سنہ ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ع میں ۲۹۸ صفحات پر شائع ہوئی - اس کتاب کے تیسرے باب میں الفاظ اور چوتھے میں محاورات اور ضرب الامثال کی بحث ہے (ص ۱۹ ، جلد دوم) -

۱۱- شیخ عبداللہ شبنم :

''شملہ اخبار'' کے مدیر تھے جو بقول گارسیں شمال مغربی صوبوں میں سب سے ممتاز اخبار تھا - اس کے متعلق گارسیں نے ایک عجیب انکشاف یہ کیا ہے کہ اگرچہ اخبار اردو زبان میں نکلتا تھا لیکن اس کا رسم الخط دیوناگری تھا ، ان کی ایک کتاب ''تسہیل التعلیم'' ہے ، یعنی اردو حروفِ تہجی کی با تصویر کتاب (ص ۷۷ ، جلد دوم) -

۱۲- مولوی عبدالسلام لکھنوی :

ساگر کے کالج میں فارسی کے پروفیسر تھے - ان کی تصانیف میں ایک ''تکمیلِ اردو'' ہے جو بقول گارسیں ہندوستانی قواعد کی کتاب ہے اور ہندوستانی مدرسوں میں رائج ہے- مطبع ساگر میں ۵۸ صفحات پر چھپی تھی اور اس کے پہلے ایڈیشن کی ڈھائی ہزار کاپیاں شائع ہوئی تھیں - اس کا مسودہ محمد خلیل اللہ نے لکھا تھا جو ساگر کالج میں پروفیسر تھے (ص ۸۴ ، جلد دوم) -

۱۳- میر حسن علی لکھنوی :

گارسیں دتاسی نے ان کے والد کا نام میر حاجی شاہ بتایا ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے فوجی اسکول واقع Croydon میں منشی تھے اور کئی سال تک انگلستان میں بھی رہے تھے جہاں انھوں نے ایک انگریز خاتون سے شادی کر لی تھی - بعد میں اپنی اہلیہ کے ساتھ لکھنؤ گئے لیکن وہ سنہ ۱۸۳۲ع میں انگلستان واپس چلی گئیں - گارسیں نے ان کی چار کتابوں کا ذکر کیا ہے جن میں ایک ہندوستانی قواعد تھی جس کا قلمی نسخہ فورٹ ولیم کالج کے کتب خانے میں موجود تھا -

ایک اور مشہور انگریز مصنّف اور قواعد و لغت نگار جان شکسپیر (J. Shakespear) تھے جو کرائڈن (Croydon) میں میر حسن علی کے رفیقِ کار تھے (ص ۱۰۵ ، جلد دوم) -

۱۴- میر غلام علی :

سلطان ٹیپو کی حکومت میں منشی تھے - گارسیں دتاسی نے ان کی تصانیف اور تراجم کا ذکر کیا ہے - ان میں سے ایک قواعد کی کتاب بھی تھی - اس کا انگریزی عنوان گارسیں نے English and Hindustani-Phraseology, English and Dakhni—under the direction of Philip Brown. بتایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب مدراس سے سنہ ۱۸۵۵ع میں ۲۳۶ صفحات پر شائع ہوئی تھی (ص ۱۳۱ ، جلد دوم) -

۱۵- منشی غلام محمد :

گارسیں دتاسی کے بقول Colloquial dialogues in hindustani کے مصنّف ہیں - یہ کتاب سنہ ۱۸۵۸ع میں بمبئی سے چھوٹی تقطیع پر شائع ہوئی تھی - گارسیں کے خیال میں یہ وہی صاحب ہیں جو سنہ ۱۸۳۹ع میں کپتان ٹاڈ (Todd) کے ساتھ ہرات گئے تھے - (ص ۱۳۴-۱۳۵ ، جلد دوم) -

۱۶- مرزا محمد فطرت :

گارسیں کے بقول انھوں نے ریورنڈ ہنری مارٹن کے ساتھ مل کر انجیل کا اردو ترجمہ کیا تھا - سنہ ۱۸۲۲ع سے سنہ ۱۸۳۷ع تک اس ترجمے کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے تھے جن میں دیوناگری اور اردو دونوں رسم الخط کے نسخے شامل ہیں - گارسیں نے لکھا ہے کہ فطرت نے جان ہیڈلے کی ہندوستانی قواعد کے پانچویں ایڈیشن کو درست کیا تھا - (ص ۱۶۵ ، جلد دوم) -

۱۷- میر معی‌الدین فیض :

''چشمہ فیض'' کے مصنّف جو فرید الدین عطّار کے مشہور پندنامے کا اردو ترجمہ ہے - انھوں نے ایک کتابِ انشا بھی لکھی تھی جو کانپور سے سنہ ۱۸۵۰ع میں شائع ہوئی تھی - عنوان سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس کا موضوع قواعد و انشا ہوگا - (ص ۱۷۲-۱۷۳ ، جلد دوم) -

۱۸- مرزا محمد حسین قتیل :

بقولِ گارسیں ، قتیل نے مرزا انشاء اللہ خاں کی معاونت سے ایک اردو قواعد کی کتاب لکھی تھی جس کا نام ''دریائے لطافت'' ہے - یہ کتاب مرشد آباد میں سنہ ۱۸۴۸ع میں چھپی - گارسیں کا یہ قیاس درست نہیں کیونکہ ''دریائے لطافت'' کے مندرجات سے پتا چلتا ہے کہ اس میں قواعد کا حصہ جو کتاب کی جان ہے ، انشاءاللہ خاں کی اپنی تصنیف ہے - قتیل نے عروض والا حصہ لکھا ہے - (ص ۱۸۵ ، جلد دوم) -

۱۹- مولوی کریم الدین :

شیخ سراج الدین کے بیٹے اور عماد الدین کے بھائی تھے - پانی پت میں پیدا ہوئے - عربی ، فارسی اور قواعد کی تعلیم کی تکمیل کے بعد دہلی کالج میں داخل ہوئے اور عربی کے ذریعے سے منطق ، فلسفہ ، جغرافیہ ، ریاضی ، علم نجوم ، انجینیرنگ ، الجبرا ، تاریخ اور اخلاقیات کا مطالعہ کیا - جب ورنا کیولر ٹرانسلیشن سوسائٹی قائم ہوئی تو انھوں نے اس کی ترجمہ کی ہوئی کتابوں کے مطالعے سے جدید مغربی علوم سے مزید آگاہی حاصل کی اور ترجمہ کی ہوئی کتابوں کو چھاپنے کی غرض سے ایک مطبع بھی قائم کیا - وہ اپنے گھر پر مشاعرے کرتے تھے اور شعرا کا کلام "گل رعنا" کے نام سے ایک گلدستے یا رسالے میں شائع کرتے تھے - سنہ ۱۸۵۴ع میں وہ آگرہ کالج میں اردو کے پروفیسر بھی تھے اور سنہ ۱۸۶۴ع میں لاہور کے ٹربیونل میں سررشتہ دار تھے - گارسیں نے ان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں اور ان کی تصانیف تعلیم النساء ، گلستانِ ہند ، گلدستۂ نازنینان ، عجالۃ الاولیٰ ، رسالۂ فرائض ، روضۃ الاجرام ترجمۂ ابو الفدا اور تاریخ شعرائے عرب کا ذکر کیا ہے - انھوں نے کریم الدین کے طبقات الشعرائے ہند یا تذکرہ شعرائے ہند کا بھی حوالہ دیا ہے اور انگریزی میں اس کا عنوان : -

History of Urdu Poets, chiefly translated from Garcin de Tassy's Histoire de la litrature Hindoustani,

بتایا ہے جو کریم الدین نے ایس - ڈبلیو - فیلن (S. W. Fallon) کی مدد سے مرتب کیا تھا اور جو سنہ ۱۸۴۸ع میں دہلی سے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل شائع ہوا تھا -

کریم الدین کی تصانیف ، تالیفات اور تراجم میں سے ۳۴ کا حال گارسیں نے لکھا ہے - قواعد اور زبان سے متعلق ان میں حسب ذیل کتابیں شامل ہیں :

۱- مواضیح اللسان : ایک مختصر رسالہ اردو حروف کے متعلق -

۲- قواعد المبتدی : اردو کا قاعدہ جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں - ایک ایڈیشن آگرہ سے سنہ ۱۸۵۸ع میں شائع ہوا جس میں چھوٹی تقطیع کے ۱۲۰ صفحات تھے - ایک اور کتاب حروفِ تہجی کے نام سے سنہ ۱۸۵۹ع میں الہ آباد سے ۴۰۰ صفحات پر مشتمل شائع ہوئی تھی -

۴- تسہیل القواعد : اسے انارکلی لاہور سے بابو نوین چندر بنرجی نے ۳۱ صفحات پر شائع کیا - اس کا دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۸۶۵ع میں شائع ہوا جس میں ۲۵ صفحات تھے -

۵- انشائے اردو : اسے منشی محمد عظیم نے لاہور سے سنہ ۱۸۶۳ع میں شائع کیا - لاہور والے ایڈیشن میں ۴۷ صفحات تھے - ایک اور ایڈیشن لکھنؤ سے منشی نولکشور نے

چھاپا جو دو حصوں پر مشتمل سنہ ۱۸۶۶ع اور ۱۸۶۷ع میں شائع ہوا۔ پہلے حصے میں ۲۱ اور دوسرے میں ۲۸ صفحات تھے۔

۶۔ گرامر اردو زبان کی جو گارسیں کے خیال میں چھاپی نہیں گئی۔ (ص ۲۲۵ تا ۲۲۹، جلد دوم)۔

۲۰۔ مرزا محمد کالپوری :

ان کی کتاب کا نام

Comparative Grammar and Vocabulary of Turkish, Arabic, Persian, Oordoo and English language.

ہے۔ گارسیں کی اطلاع کے مطابق ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۵۷ع کو انجمنِ لاہور کو اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ پیش کیا گیا تھا۔ (ص ۲۹۵، جلد دوم)۔

۲۱۔ خان بہادر مولوی مسیح الدین :

یہ واجد علی شاہ آخری نوابِ اودھ کے کارپرداز تھے اور واجد علی شاہ کی والدہ کے ساتھ ان کے مقدمے کی پیروی کے سلسلے میں لندن بھی گئے تھے۔ وہ فلسفہ، جغرافیہ اور علم نجوم کے عالم اور ان موضوعات پر فارسی میں کتابوں کے مصنّف ہیں۔ اودھ کے متعلق ان کی ایک انگریزی کتاب لندن میں سنہ ۱۸۵۷ع میں طبع ہوئی، یعنی :

Oude—its princes and its government vindicated—London, 1857.

گارسیں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اردو میں بھی ایک کتاب "دریائے لطافت" کے نام سے لکھی تھی جس میں اصول قواعد، علمِ بلاغت اور منطق کے مضامین درج تھے۔ (ص ۳۱۸، جلد دوم)۔

۲۲۔ منشی محمد ابراہیم :

ان کی تصانیف میں ایک تحفۂ الفنسٹن (Elphinston) ہے۔ بقول گرسیں دتاسی یہ ہندوستانی زبان کی ایک قواعد ہے جو بمبئی سے سنہ ۱۸۲۳ع میں شائع کی گئی اور جس پر نظر ثانی میجر کنیڈی (Van Kennedy) نے کی تھی۔ سنہ ۱۸۰۲ع میں اس کتاب کے مصنف بمبئی میں اُن انگریزوں کو اردو پڑھاتے تھے جو یہ زبان نہیں جانتے تھے اور اس اعتبار سے یہ ڈاکٹر جان گلکرسٹ اور فورٹ ولیم کالج کے دوسرے مصنفین و مؤلفین کے ہم عصر ہیں۔ جب انہوں نے گل کرسٹ کی وہ کتابیں، جو انہوں نے اردو زبان اور اس کے قواعد کے بارے میں مطالعے کے لیے لکھی تھیں، دیکھیں تو انہوں نے بھی انگریزی میں اپنے طلبہ کے لیے اردو کی ایک قواعد لکھی اور اس کی انگریزی کی اصلاح اپنے انگریز طالب علموں سے کرائی۔

گارسیں دتاسی لکھتے ہیں کہ اس قواعد میں مجھے بہت سی باتیں ایک دوسرے سے متضاد نظر آئیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب شیکسپیر کی قواعد سے کمتر درجہ رکھتی ہے ۔ گارسیں کے ہی بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں دلچسپ بات یہ ہے کہ انگریزی اور اردو میں افعال کے زمانوں اور حالتوں کے متعلق بہت سی مثالیں دی گئی ہیں جن میں ہندوستان کے رسم و رواج کا نقشہ اتارا ہے ۔ ان مشقوں میں وہ درخواست بھی اصل شکل میں دی گئی ہے جو شیخ منصور نامی کسی شخص نے ایک جج کو دی تھی ۔ اس میں جنگِ پانی پت کے متعلق بھی ایک بیان اردو میں موجود ہے ۔ اس مصنف کو سنہ ۱۸۳۶ع میں ایشیاٹک سوسائٹی لندن کا غیرمقامی ممبر منتخب کیا گیا تھا ۔ ۱۳ مئی سنہ ۱۸۴۰ع کو وہ Elphinston Native Education Society, Bombay کے بورڈ کے رکن بنائے گئے ۔ قواعد سے متعلق ان کی ایک اور کتاب ''ہندوستانی تعلیم نامہ'' ہے جو سنہ ۱۸۳۵ع میں بمبئی ایجوکیشنل سوسائٹی کی طرف سے چھوٹی تقطیع پر دو جلدوں میں شائع ہوئی تھی ۔ اس میں سبق آموز کہانیاں اصول و قواعد و انشاء شامل ہیں ۔ ایک اور ایڈیشن بمبئی سے سنہ ۱۸۴۵ع میں ''تعلیم نامہ'' کے نام سے چھپا تھا ۔ (گارسیں جلد دوم ، ص ۳۴۸-۳۴۹) ۔

۲۳- منشی مُول چند :

لکھنؤ میں پیدا ہوئے ۔ دہلی میں رہتے تھے اور شاہ نصیر کے شاگرد تھے ۔ ذات کے کائستھ تھے ۔ لیکن گارسیں نے تعجب سے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب ''شمشیر خانی'' کو حضرت عیسیٰ[ع] ، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ، شاہِ دہلی اور شاہِ انگلستان کی تعریف سے شروع کیا ہے ۔ گارسیں نے ان کی ایک قواعدِ اردو کا ذکر کیا ہے جو دہلی سے سنہ ۱۸۴۵ع میں شائع ہوئی تھی ۔ (جلد دوم ، ص ۳۶۸) ۔

۲۴- مرزا نثار علی بیگ :

یہ آگرہ کالج میں صدر مدرس تھے اور اردو کی تعلیم و تدریس کے سلسلے میں کئی کتابوں کے مصنّف ہیں ۔ ان میں سے ایک رسالہ قواعدِ اردو ہے جو سوال و جواب کی صورت میں ہے ۔ اس کا پہلا حصہ آگرہ سے سنہ ۱۸۶۱ع میں چھوٹی تقطیع پر ۱۲ صفحات میں شائع ہوا ۔ یہ کتاب انہوں نے آگرہ کالج کے مدرسِ دوم منشی فیض اللہ خاں کے تعاون سے لکھی تھی ۔ (ایضاً ، ص ۴۱۳) ۔

۲۵- مرزا علی لطف ولا :

بقولِ گارسیں یہ وہی بزرگ ہیں جو مظہر علی خاں ولا کے نام سے مشہور ہیں ۔ ان کی ولادت دہلی میں ہوئی ۔ طپش اور مصحفی کے شاگرد تھے ۔ ان کی ایک تصنیف اتالیقِ ہندی ہے جو ایرانیوں کو ہندوستانی پڑھانے کے لیے لکھی گئی تھی ۔ (ایضاً ، ص ۴۷۷) ۔

اس مختصر سی فہرست سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ انیسویں صدی میں بکثرت مصنفین اردو کی قواعد نویسی کی طرف متوجہ ہوئے ۔ ان میں سے بیشتر کا مقصد ان لوگوں کو اردو پڑھانا تھا جن کی مادری زبان اردو نہ تھی لیکن بعض کتابیں خود ہندوستانی طالب علموں کی تعلیم و تدریس کے لیے بھی لکھی گئی تھیں ۔

قواعد کی ان تصانیف و تالیفات کے سلسلے میں بعض اور امور بھی قابلِ غور ہیں ۔ جن مغربی مصنفین نے ہندوستانی کی قواعد لکھی ہے ان میں سے اکثر کے پیش نظر انگریزی زبان کی قواعد کا ڈھانچہ ہے جو خود لاطینی قواعد کے نمونوں پر لکھی گئی ہے ۔ اس لیے بعض اصطلاحیں اور بحثیں اس میں عجیب معلوم ہوتی ہیں ۔ مثلاً انگریزی میں الفاظ کی ایک خاصی تعداد الفاظِ سابقہ (Prepositions) کے طور پر استعمال ہوتی ہے ؛ مثلاً حروف ظرف مکان میں پر ، اوپر ، اندر ، باہر وغیرہ اور یہ Prepositions اس لیے ہوتے ہیں کہ اسم سے پہلے لائے جاتے ہیں ۔ اردو میں اس کے برعکس حروفِ لاحقہ (Post Po<ition) ہوتے ہیں کہ اسم کے بعد آتے ہیں ۔ بہت کم مغربی مصنفین ایسے ہیں جو اردو زبان کے مزاج اور اس کی ساخت سے کماحقہ واقف ہیں ۔ ان میں سے بعض عربی یا فارسی کے عالم ہیں اور وہ اردو کی قواعد کو فارسی قواعد کے نقشے کو سامنے رکھ کر لکھتے ہیں ۔ مغربی قواعد نگاروں میں ڈاکٹر جان گل کرسٹ اور گارسیں دتاسی دو ایسے فاضل نظر آتے ہیں جو اردو زبان کے اپنے مزاج سے واقف ہیں ۔ گل کرسٹ نے اردو قواعد اور ہندوستانی لسانیات پر بہت کچھ لکھا ہے ۔ گرسیں نے قواعد پر کوئی مستقل تصنیف تو نہیں چھوڑی لیکن فرانسیسی میں ''ہندوستانی کے عناصر'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اردو زبان کی ساخت اور ہیئت سے بحث کی ہے ۔ ہندی ، ہندوستانی ، اردو اور کھڑی بولی کے فرق کو واضح کیا ہے اور اردو کے بنیادی عناصر کی نشاندہی کی ہے ۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ، اہلِ زبان میں انشاء اللہ خاں پہلے شخص ہیں جنھوں نے سنہ ۱۸۰۷ع میں "دریائے لطافت'' لکھنے میں اردو کی اپنی ساخت و ہیئت کا لحاظ رکھا ۔ مولوی عبدالحق صاحب نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ سید انشاء اللہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے عربی و فارسی کا تتبّع چھوڑ کر اردو زبان کی اپنی ہیئت و اصلیت پر غور کیا اور اس سے قواعد وضع کیے ۔ اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہے تو وہاں زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے ہیں ۔ ان کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اردو میں صحت کا معیار اردو کا معیار ہے ، کسی اور زبان کا نہیں ۔

انشاء کی "دریائے لطافت'' کے تین سال بعد یعنی ۱۸۱۰ع میں روشن علی انصاری نے رسالہ صرف و نحو کے نام سے اردو کی ایک قواعد لکھی ، اور غالباً ۱۸۰۶ع میں امانت علی شیدا نے بھی ایک کتاب صرفِ اردو میں لکھی ۔ غالباً یہ وہی محمد ابراہیم ہیں جو ''تحفۂ الفنسن'' کے مصنف ہیں اور جن کا ذکر گارسیں دتاسی کے حوالے سے ہم پہلے کر چکے ہیں ۔ مولوی عبدالحق صاحب کا بیان ہے کہ سر سید احمد خاں نے بھی اردو صرف و نحو کا ایک رسالہ لکھا تھا جس کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ کی لائبریری میں موجود تھا اور کاتب نے کتاب کے

آخر میں سنہ کتابت ۱۸۴۰ع مطابق ۱۲۵۶ھ تحریر کیا تھا۔ بقول مولوی عبدالحق اس میں صرف و نحو کے معمولی قواعد تھے اور زیادہ تر مصادر سے بحث کی گئی تھی۔ قواعد کا معیار خواہ کچھ ہو اس سے یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ سر سید احمد خان بھی قواعد نویسی کی ضرورت اور اہمیت کا احساس رکھتے تھے۔ بعض اور ہندوستانی مصنفین نے بھی اردو کی قواعد نویسی کی طرف توجہ کی۔ ان میں سے بعض کا ذکر ہم گارسیں دتاسی کے حوالے سے کر چکے ہیں۔

سنہ ۱۸۵۷ع کے آس پاس اور بیسویں صدی کے آغاز تک طالب علموں کے لیے قواعد صرف و نحو پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں چونکہ صرف اسی زمانے کی رائج اردو قواعد ہے اس لیے قواعد کی ایسی کتابوں کو تاریخی قواعد کا نام نہیں دیا جا سکتا اور نہ ان سے زبان کے ارتقا کا کچھ پتہ چلتا ہے۔ جو بحث اس زمانے میں بہت زور پر تھی وہ ٹکسالی زبان او فصاحت کی ہے۔ اس میں بھی کم از کم دو مکتبۂ خیال تھے۔ ایک دلّی کا دبستان اور دوسرا لکھنؤ کا۔ اصل فرق زبان کا نہیں صرف محاورے کا تھا لیکن اس کو دونوں فریق بڑی شدت سے نمایاں کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ دوسری بحث تذکیر و تانیث کی تھی، اور یہ بحث اب تک اردو کی قواعد کی کتابوں کا ایک اہم حصہ ہے۔ تیسری بحث متروکات کی تھی جو صرف چند الفاظ یا لغات تک محدود نہ تھی بلکہ قواعد کی بعض شکلوں میں بھی موجود تھی؛ مثلاً لکھنؤ والے 'آئیاں جائیاں' ترک کر چکے تھے لیکن اہلِ دہلی جو اپنی دہلوی میراث پر فخر کرتے تھے، اسی طرح لکھتے تھے: ع

جلدی میں گو جوانوں نے چوٹیں بچائیاں

اور اس پر کہتے تھے کہ صاحبو! یہ میرے گھر کی زبان ہے۔ حضرات لکھنؤ اس طرح نہیں بولتے۔

یوں تو اس بحث میں بہت سے حضرات نے حصہ لیا ہے اور بکثرت مضامین، مقالات اور رسالے اس سلسلے میں تالیف ہوئے ہیں جن کا سلسلہ ناسخ و آتش اور ان کے شاگردوں سے شروع ہو کر نواب جعفر علی خاں اثر لکھنوی تک پہنچتا ہے، لیکن اس کی تفصیل ہمارے براہ راست موضوع سے خارج ہے۔ تاہم اس سلسلے میں بحث کے بعض حصے اصولی ہیں اس لیے ہم اختصار سے اسے لکھتے ہیں۔

خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی فرماتے ہیں:

''اس وقت موجودہ حالت میں زبان اردو کے دو ٹکسال ہیں؛ ایک دہلی اور ایک لکھنؤ۔ ان میں سے اوّلیت کا تاج دہلی کے سر ہے، اس لیے کہ سب سے پہلے دہلی کی زبان مستند و معتبر تھی اور لکھنؤ والے بھی دہلی کی تقلید کرتے تھے اور وہی زبان بولتے تھے۔ رفتہ رفتہ دہلی مٹی اور جو فصحا جو شرفا جو والیانِ ملک جو شہزادے دہلی کی جان تھے اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر لکھنؤ میں آ بسے۔ انھی لوگوں کی زبان اردوئے معلّیٰ تھی اور دہلی انھی سے عبارت تھی۔ کچھ دنوں کے بعد لکھنؤ

بھی دہلی ہوگیا اور اس کی زبان کے سکّے رائج الوقت ہو گئے - دہلی کے سب ملک الشعرا ، دہلی کے سب نجیب الطرفین شہزادے ، دہلی کی بیگمیں ، دہلی کے شرفا لکھنؤ کی خاک میں آرام کر رہے ہیں - اب لکھنؤ کا دوسرا دور شروع ہوا اور زبان کا سکّہ لکھنؤ میں ڈھلنے لگا - یہاں شاعروں میں ناسخ ، آتش مستند اور مشہور شاعر پیدا ہوئے اور ان لوگوں نے زبان کے گلزار کو خار سے پاک کر کے گلشنِ بے خار بنا دیا - جب لکھنؤ اور دہلی مدِ مقابل ہوئے تو دونوں میں رقابت پیدا ہوئی - دہلی کے رہے سہے شاعر ، جو ہمیشہ آپس میں لڑا کرتے تھے ، لکھنؤ کی مخالفت پر آمادہ ہوئے اور یہ جھگڑا طول پکڑتا گیا - پہلے تذکیر و تانیث کا سلسلہ شروع ہوا''[۱] -

اس کے بعد مصنّف نے الفاظ کی ایک لمبی فہرست نقل کی ہے جس میں تذکیر و تانیث کے علاوہ کہیں اختلاف محاورے کا ہے اور کہیں ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف استعمال کرنے کا - یہ اس بالکل قدرتی ہے کہ زبان اپنے جغرافیائی اور تہذیبی ماحول اور بعض اور عوامل سے متاثر ہوتی ہے اور اس طرح کی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں - آگے چل کر لکھتے ہیں :

''تمام ہندوستان کے لوگ جو اردو بولتے ہیں اہل زبان اور تمام ہندوستان کے وہ لوگ جو اُردو کی خدمت کرتے ہیں زبان داں ہیں لیکن ان سب کی زبان کا سر چشمہ دہلی اور لکھنؤ ہے -''

یہ بات شاید سنہ ۱۹۲۰ع میں بھی صحیح نہ تھی کیونکہ وہ حیثیت جو لکھنؤ کو شاہانِ اودھ کے دور سے حاصل ہوئی تھی وہ سنہ ۱۸۵۷ع کے بعد اسی طرح ختم ہو گئی جس طرح سیاسی انقلاب نے دہلی کی مرکزیت اور حیثیت کو ختم کر دیا تھا - اس لیے مصنف کا یہ دعویٰ درست نہیں -

''جو لفظ یا اصطلاح یا جو محاورہ ہندوستان کے کسی شہر میں یا کسی صوبے میں بولا جاتا ہے اور دہلی اور لکھنؤ میں وہ مستعمل نہیں ہے اور زبان دانانِ دہلی اور لکھنؤ نے اسے قبول نہیں کیا تو وہ ٹکسال باہر اور غلط ہے''[۲] -

ظاہر ہے یہ صورت حال سنہ ۱۸۵۷ع کے بعد تیزی سے بدل رہی تھی اور سنہ ۱۹۲۰ع تک خاصی بدل چکی تھی - حیدر آباد دکن جو اردو کے ابتدائی دور میں دہلی سے پہلے بھی اردو کی ترقی کا ایک بہت بڑا مرکز تھا ، اب اس نئے دور میں بھی اردو کی ایک نئی تحریک کا مرکز بنا اور اعلیٰ سطح تک تعلیم کے لیے اردو میں کتابوں کی تالیف و تصنیف اور

۱- جان اردو ، خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی ، بار اول ، ۱۹۲۰ع ، نولکشور پریس لکھنؤ ، ص ۷ -

۲- ایضاً ، ص ۱۱ -

ترجمہ کا کام کرنے کے لیے دارالترجمہ قائم ہوا اور جامعہ عثمانیہ میں سر راس مسعود کی تحریک پر ایک نیا تجربہ شروع ہوا ۔ اس جامعہ میں اعلیٰ تعلیم ، جس میں طب ِ جدید اور انجینیرنگ کی تعلیم و تدریس بھی شامل تھی ، اردو میں ہوتی تھی اور اس طرح ورنیکولر یونیورسٹی کے قیام کا جو خواب سر سید احمد خاں اور سید محمود نے دیکھا اور جسے ناگزیر اسباب کی بنا پر وہ عملی جامہ نہیں پہنا سکے تھے ، خدا نے سرسید احمد خاں کے نامور پوتے کے ہاتھوں اس کی تکمیل کرائی ۔ ظاہر ہے دہلی اور لکھنؤ کے زبان داں اگر اس کی مرکزیت اور حیثیت کو تسلیم نہ کریں تو اس کا کوئی جواز نہ ہوگا ۔ اسی طرح ایک اور مرکز لاہور تھا جہاں سنہ ۱۸۵۷ع کے بعد آزاد اور حالی جیسے یگانۂ روزگار اردو کے شاعر ، انشا پرداز ، ادیب ، مصنف اور نقاد جمع ہو گئے تھے ، جہاں انجمن پنجاب کے مشاعروں میں جدید اردو شاعری کا آغاز ہوا ، جہاں علوم ِ مفیدہ کی اشاعت کے لیے انجمنیں قائم ہوئیں اور بکثرت کتابوں کے انگریزی سے ترجمے ہوئے اور جدید علوم و فنون پر کتابوں کی تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع ہوا ۔ اردو کے اخبار اور رسالے یوں تو بر صغیر کے تمام صوبوں اور بڑے شہروں سے نکلے لیکن اس میں بھی پنجاب نے جس طرح اردو کی ترویج و اشاعت میں حصہ لیا ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ اگر یہاں کی ہر تحریر کے لیے سند صرف دہلی اور لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے مانگی جائے تو یہ عجیب بات ہوگی ۔

اُن مصنفین اور مؤلفین کے علاوہ جن کا ہم اب تک ذکر کر چکے ہیں ، انیسویں صدی کے نصف آخر اور بیسویں صدی کے نصف اول پر پھیلے ہوئے طویل عرصے میں بکثرت مصنفین نے اس طرف توجہ کی ہے ۔ قواعد کی کتابوں کا ایک طویل سلسلہ اُن مختصر کتابوں کا ہے جو مدرسوں میں اردو کی باقاعدہ تعلیم رائج ہونے کے سبب طالب علموں کی ضرورت پورا کرنے کے لیے لکھی گئیں ۔ مثلاً پنجاب سے محکمۂ تعلیم نے کرنل ہالرائڈ کی تحریک پر قواعد کی ایک کتاب لکھوائی جس پر مصنف کا نام درج نہیں ۔ یہ غالباً اردو کی درسی کتابوں کے اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کے لیے مولانا محمد حسین آزاد نے اردو کی چار کتابیں بھی لکھی تھیں ۔ اس کتاب کا نام رسالہ قواعد اردو ہے اور یہ لاہور سے سنہ ۱۸۷۸ع میں شائع ہوا ۔ شیوپرشاد کا ایک رسالہ صرف و نحو اردو کے نام سے سنہ ۱۸۸۱ع میں لکھنؤ سے شائع ہوا ۔ مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی نے بچوں کے لیے درسی کتابوں کا سلسلہ لکھا تھا ۔ وہ کم و بیش پون صدی تک نہایت مقبول رہا ۔ انھوں نے اردو قواعد کے بھی دو رسالے لکھے تھے جو بار بار شائع ہوئے اور طالب علموں میں بے حد مقبول ہوئے ۔ لکھنؤ میں ہی رائے درگا پرشاد نے ''زبدۃ القواعد'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو سنہ ۱۸۸۳ع میں شائع ہوا ۔ راجہ شیو پرشاد نے اردو صرف و نحو کے نام سے الہ آباد سے ایک رسالہ شائع کیا ۔ یہ رسالہ یا تو سنہ ۱۸۸۱ع میں لکھنؤ سے اسی مصنف کے شائع ہونے والے رسالے کا نیا ایڈیشن تھا یا کوئی اور رسالہ تھا ۔ سنہ ۱۹۰۱ع میں ایک اور مصنف منشی صاحب علی نے قواعد اردو کے نام سے ایک کتاب بنارس سے شائع کی ۔ سنہ ۱۹۰۴ع میں الہ آباد کے مولوی محمد احسن کی قواعد اردو شائع ہوئی ۔ شیخ برکت علی کی ہندوستانی گرامر سنہ ۱۹۰۵ع میں شائع ہوئی ۔

بیسویں صدی میں لکھی جانے والی قواعد کی کتابوں کی مکمل فہرست نہایت طویل ہوگی ۔ یہاں محض بطور نمونہ چند کتابوں اور ان کے مصنفین کی فہرست دی جاتی ہے ۔ یہ کتابیں بیشتر مدارس کے طالب علموں کی نصابی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں :

۱۔ ادیب القواعد : مؤلف حافظ سید جلال الدین احمد جعفری ،
طبع جدید ادارۂ شرکت مصنفین کراچی ، سنہ ندارد ۔

۲۔ جدید ابتدائی اردو گرامر : مؤلف محمود علی منشی فاضل و مولوی فاضل ،
پاکستان بک اسٹور ، لاہور ، طبع سنہ ۱۹۴۹ع ۔

۳۔ صرف و نحو اردو : محکمۂ تعلیم مغربی پنجاب
پبلشرز یونائیٹڈ ، لاہور ۔ سنہ ندارد ۔

۴۔ آئین اردو : مؤلفین خورسند بہادر سیاح و گوپال سنگھ گیانی ،
بھارتی بھون ، موہن لال روڈ لاہور ، طبع اول سنہ ۱۹۲۵ع ۔

۵۔ دستور اردو : مولوی محمد عبداللہ ،
ایم فرمان علی ، لاہور ۔ سنہ ندارد ۔

۶۔ جدید آئین اردو : مؤلف نسیم امروہوی ،
کتاب منزل لاہور ، طبع دوم ، سنہ ندارد ۔

۷۔ نوائے کارگر : احسان دانش ،
مکتبہ دانش ، لاہور ، طبع اول ، سنہ ۱۹۵۱ع ۔

۸۔ اردو قواعد : مؤلف ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ،
ویسٹ پاک پبلشنگ کمپنی ، لاہور ، طبع اول ، سنہ ۱۹۵۸ع ۔

قواعد کی ان درسی کتابوں کے علاوہ قواعد کی بعض کتابیں ایسی بھی لکھی گئی ہیں جو مستند قواعد کا درجہ رکھتی ہیں ۔ ان کا ایک نمونہ مولوی فتح محمد خاں جالندھری کی "مصباح القواعد" ہے ۔ یوں تو اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے لیکن ایک اشاعت خاص رامپور کا نسخہ ہے جو سنہ ۱۹۳۵ع میں رامپور سے شائع ہوا ۔ اس دور کے اکثر قواعد نویسوں نے "مصباح القواعد" سے فائدہ اٹھایا ہے اور اکثر کے یہاں تو نمونے اور مثالیں بھی وہی ہیں جو "مصباح القواعد" میں ہیں ۔ ایک اور مستند اور معیاری قواعد مولوی عبدالحق کی "قواعدِ اردو" ہے ۔ اس کے مقدمے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اردو کی ایک ایسی قواعد لکھنا چاہتے تھے جو فارسی کی تقلید میں نہ ہو بلکہ اردو زبان کے مزاج کے مطابق ہو ۔ اس میں کچھ رنگ تاریخی قواعد کا بھی ہے ؛ مثلاً افعال کی بحث میں بعض افعال کی پراکرتی شکلوں کا بھی ذکر ہے اور یہی حال ضمائر کی بحث میں ہے ۔ تاریخی قواعد کی پہلی کوشش راقم الحروف کی "جامع القواعد" کا حصۂ صرف ہے جسے مرکزی ترقیِ اردو بورڈ لاہور نے سنہ ۱۹۷۱ع میں شائع کیا اور اس میں جدید لسانیات کے

اصول پیش نظر رکھے گئے ہیں - بعض بحثیں اس میں ایسی ہیں جو اس سے پہلے اردو کے قواعد نویسوں نے نظر انداز کر دی تھیں - اس کا حصہ نحو بھی اب شائع ہو گیا ہے اور اسے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے لکھا ہے -

مغربی ممالک میں بھی جدید لسانیات کے اصول سامنے رکھ کر اردو کی قواعد کی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - ان میں سے ایک سلسلۂ کتب کے مؤلف ڈاکٹر عبدالرحمان بارکر ہیں اور کتاب کا نام ''ابتدائی اردو'' ہے - یہ کتاب تین جلدوں میں میکگل یونیورسٹی سے سنہ ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی ہے - اس کی ترتیب و تدوین میں ڈاکٹر بارکر کے رفیق اردو داں بھی شامل ہیں - اسی طرح کی ایک اور کتاب Urdu Grammar and Reader ہے جس کے مصنف ارنسٹ بینڈر (Ernest Bender) ہیں - یہ کتاب University of Pennsylvania Press سے سنہ ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی ہے - روس میں بھی اردو کی قواعد پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے -

اردو قواعد میں ایک دلچسپ اور پیچیدہ مسئلہ جنس کا ہے - سنسکرت میں اور پراکرتوں میں بھی ایک دور تک جنس کے صیغے تین تھے : نر ، مادہ اور بے جان - موجودہ اردو میں صرف دو صیغے یعنی مذکّر اور مؤنّث رہ گئے - لیکن مشکل یہ ہے کہ بے جان اشیا بھی ان دو جنسوں میں سے ایک سے تعلق رکھتی ہیں - یہ خصوصیت صرف اردو یا ہندی کی نہیں ، بعض یورپین آریائی زبانوں میں بھی جنس کے صیغے بے جان اشیا میں استعمال ہوتے ہیں ؛ مثلاً فرانسیسی میں جانداروں میں مذکّر کی تمیز حرفِ تمیز Le سے اور مونث کی La سے ہوتی ہے لیکن بے جان اشیا میں بھی جنس کی یہی تمیز ہے ؛ مثلاً ملک le pays پلنگ یا بستر le lit مذکّر ہیں ، میز la table شہر la ville مونّث ہیں اور اردو کی طرح فرانسیسی سیکھنے والوں کو بھی بے جان اشیاء کی جنس کے تعین میں بڑی دقّت ہوتی ہے - مثلاً حسب ذیل اشیا مذکر ہیں :

۱- تمام اسما جن کے آخر میں مصمتہ (Consonant) ہو -

۲- تمام اسما جن کے آخر میں مصوتہ (Vovell) ہو ، سوائے (mute) e محذوف کے -

۳- اسما جن کے آخر میں ege, age, ment ہو -

۴- دنوں ، مہینوں ، موسموں ، دھاتوں ، رنگوں ، اشجار اور جھاڑوں کے نام -

۵- فعل و حرف جو بطور اسم استعمال ہوں -

۶- اعشاری اوزان اور پیمانے -

۷- سمتوں کے نام -

اور حسبِ ذیل اسما مونث ہیں :

۱۔ اسما جن کے آخر میں te, son, ion ہو ۔

۲۔ صفات ، اوصاف اور حالتیں جن کے آخر میں rce, ude, ade, eur, eose ہو ۔

۳۔ اکثر اسما جو (mute) e محذوف پر ختم ہوں ۔

۴۔ اخلاقی صفات و اقدار ، علوم و فنون ۔

۵۔ پھلوں کے اکثر نام ۔

ظاہر ہے جنس کی یہ قسم حقیقی نہیں ، اسی لیے اسے جنسِ غیرحقیقی یا grammatical gender کہتے ہیں اور جس کے لیے اردو میں دو الگ اصطلاحیں قیاسی اور سماعی ہیں ۔ قیاسی ایسی جنس جس کی تائید میں اور مثالیں ایک ہی قاعدے اور قسم کی مل جائیں اور سماعی محض اہلِ زبان سے سننے پر منحصر ہے ۔ ظاہر ہے آخرالذکر قسم کی جنس کے بارے میں اختلاف رائے ممکن ہی نہیں ، یقینی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اردو میں جنس غیر حقیقی کے تعین میں نہ صرف دہلی اور لکھنؤ میں فرق ہے بلکہ ایک ہی شہر کے دو اہلِ زبان اور بعض صورتوں میں تو ایک ہی اہلِ زبان دو مختلف موقعوں پر جنس کا تعین دو طرح کرتے ہیں ۔ چنانچہ اردو کے قواعد نویسوں نے اس مسئلے پر بھی توجہ کی ہے ۔ لیکن پورا مسئلہ بڑا اختلافی ہے اور بعض قواعد نویسوں نے اس موضوع پر مستقل تصانیف لکھی ہیں ۔ اس کی ایک مثال رسالہ ''مفید الشعرا'' ہے جس کے مصنف اردو کے مشہور شاعر حکیم ضامن علی جلال لکھنوی (وفات ۱۹۰۹ع/۱۳۲۵ھ) ہیں ۔ اس رسالے کا پہلا ایڈیشن سنہ ۱۸۷۶ع میں شائع ہوا تھا ، دوسرا ایڈیشن ۲۲-۱۹۲۱ع میں شائع ہوا جس پر جلال نے اپنی زندگی میں نظر ثانی کی تھی۔ پھر ایک ایڈیشن مطبع مجیدی کانپور سے سنہ ۱۹۳۳ع میں بھی شائع ہوا تھا ۔

اردو قواعد نویسی کے تاریخی پس منظر کے اس مختصر جائزے کی روشنی میں شلزے کی قواعد ہندوستانی کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے ۔ لاطینی یا کسی بھی زبان میں اردو کی قدیم ترین قواعد جان جوشوا کیٹلر کی قواعد ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں ۔ شلزے اعتراف کرتا ہے کہ مستشرقین سے اس زبان کا تعارف کرانے اور اس کی اہمیت واضح کرنے میں اولیت کا فخر کیٹلر ہی کو حاصل ہے اور اسی نے یہ راہ ہموار کی جس پر شلزے خود گامزن ہوا ۔ وہ اپنی اس قواعد کو کیٹلر کی قواعد کی توضیح و اضافہ قرار دیتا ہے ۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ جان جوشوا کیٹلر کی اردو کی اولین قواعد کے مندرجات شلزے کے پیش نظر رہے اور اس نے برصغیر میں اپنے قیام کے دوران اس زبان کو مختلف ذرائع سے سیکھا اور اس کی قواعد مرتب کی ۔ خود شلزے کی اصل لاطینی ہے ۔ انگریزی مترجم نے اس میں بعض اور اضافے کیے ۔ اس طرح کیٹلر کی قواعد کی اشاعت سنہ ۱۷۴۳ع سے دو سال قبل یعنی سنہ ۱۷۴۱ع میں شائع شدہ شلزے کے لاطینی میں مترجم کے اضافے جو اس نے بنگال میں سنہ ۱۷۶۱ع میں جمع

اور مرتّب کیے ، تقریباً اٹھارہ سال کی مسلسل کوشش اور کاوش کا آئینہ یہ قواعد ہے ۔

شلزے کے متعلق ہماری اطلاعات کا واحد مأخذ خود یہ کتاب ہے ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مدراس میں عیسائیوں کا پہلا تبلیغی مشن شلزے نے ہی شروع کیا تھا ۔ مترجم کے بقول مسٹر شلزے جرمن اور ایک مشنری تھے جن کو ڈنمارک کے بادشاہ نے کرناٹک کے دربار میں مقرر کیا تھا ۔ غالباً اس مشن میں ، جس کا ذکر مترجم نے کیا ہے ، تین حضرات شامل تھے : ایک شلزے ، دوسرے زیگینبلاک ، تیسرے مشنری کا اس میں ذکر نہیں ۔

مسٹر زیگینبلاک نے ٹرنکوبار کے قیام کے دوران بائبل کا مکمل ملا باری ترجمہ شروع کیا تھا جسے سنہ ۱۷۲۵ء میں مسٹر شلزے نے تمام کیا ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسٹر شلزے کو بر صغیر کی زبانوں سے دلچسپی تھی اور ہندوستانی کے علاوہ یہاں کی اور زبانوں سے بھی خاصی واقفیت رکھتے تھے ۔ ملاباری میں انجیل کے ترجمے کی تکمیل کے علاوہ تلیگو سے بھی واقفیت بہم پہنچائی اور سنہ ۱۷۲۹ء میں اس کے مبادیات پر ایک رسالہ لکھا ۔ اور اس کے بعد ہی وہ اس ہندوستانی قواعد کی تالیف کی طرف متوجہ ہوئے ۔

اس ہندوستانی زبان کی قواعد لکھنے کے محرّکات کا ذکر کرتے ہوئے شلزے نے سنہ ۱۷۴۱ء میں اس زبان کی حیثیت اور اہمیت کا اظہار کیا ہے کہ مغلِ اعظم کی وسیع سلطنت میں یہ عام اور مشترک زبان کی حیثیت سے ہر جگہ عام ہے ۔ برِ صغیر کی اکثریت غیر عیسائی آبادی پر مشتمل تھی اور شلزے کے عقیدے کے مطابق ان کی روحانی نجات کا واحد ذریعہ عیسائیت کی تعلیم تھی ، اس لیے اس ہمہ گیر زبان کو ہی تبلیغ و اشاعتِ مذہب کا ذریعہ بنانا چاہیے ۔ شلزے کے بیان سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اٹھارویں صدی کے آغاز سے پہلے عہد نامۂ جدید اور بعض اہم مذہبی تالیفات کے کچھ حصوں کا اس زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا ، اور جیسا کہ ہم پہلے مختصراً بیان کر چکے ہیں ، مختلف عیسائی مشنریوں نے سترھویں صدی عیسوی سے ہی اس زبان کی تحصیل اس مقصد سے شروع کر دی تھی ۔ شلزے اپنا مقصد یہ بتاتا ہے کہ وہ اس زبان کو مشنری مبلغین کے لیے سہل‌الحصول بنانے کے لیے اس کی قواعد مرتّب کرتا ہے ۔

اس زبان کے سیکھنے کو وہ ایک آسان مسئلہ بتاتا ہے اگرچہ اسے خود ابتداً بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ پہلی دشواری تو یہ تھی کہ اس کا پہلا معلم تامل بولنے والا تھا جسے شلزے نے تنجور کی زبان کہا ہے ۔ وہ اپنا مدعا صرف تامل میں ادا کر سکتا تھا ۔ اور اس زبان کا علم بھی اس کا شاید واجبی ہی تھا کیونکہ شلزے کے بقول وہ ان سوالات کا جواب مشکل سے دے سکتا تھا جو اس زبان کی تحصیل کے سلسلے میں اس سے کیے جاتے تھے ۔ ظاہر ہے یہ ایسا شخص ہوگا جو نہ اہلِ زبان تھا اور نہ زبان داں ۔ اور پھر شلزے اور اس کا یہ پہلا معلم ایک ایسے علاقے میں مقیم تھے جو تامل کا علاقہ تھا اور جہاں کی بولی جانے والی عام ہندوستانی بھی زیادہ مستند اور معتبر نہ تھی ۔ بہرحال اس صورت حال کا احساس شلزے کو بھی ہوا اور اس نے اس معلم سے چھٹکارا حاصل کرکے خود اسے سیکھنے کی کوشش کی ۔ اور

جیساکہ وہ بیان کرتا ہے دو مہینے میں اس نے محسوس کر لیا کہ اس نے اپنی راہ کے خار و خس کو بہت کچھ صاف کر لیا تھا اور اب صراط مستقیم اس کے سامنے تھی ۔ اس نے الفاظ ، محاورے اور ساخت پر پوری توجہ دی اور بالآخر اس قدر مواد فراہم کر لیا کہ ایک قواعد مرتب کر سکے جس کی طرف وہ فوراً متوجہ ہوا ۔ اس نے پہلے قواعد کے اصول مرتّب کیے اور پھر بقول اس کے اس بولی یا بولیوں (کیونکہ شلزے نے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے جس سے غالباً اس کی مراد یہ ہے کہ ہندوستانی کی علاقائی بولیوں میں بھی کچھ فرق ہے) کے نمونے اس میں شامل کر دیے ۔

قواعد کی تالیف میں شلزے نے دو باتیں پیش نظر رکھی ہیں ۔ ایک اختصار اور ایک اہمیت ۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اختصار سے اکثر ابہام بھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن اسے یقین ہے کہ اس زبان میں گردانیں اور اشتقاق اس طرح ہے کہ جو شخص اس کے سیکھنے کے لیے تھوڑی بہت محنت گوارا کرے اس کے لیے اس میں دقّت باقی نہیں رہتی ۔

شلزے نے اپنی قواعد کو چھ فصلوں میں تقسیم کیا ہے ۔ پہلی فصل حروف تہجی ، ہجا ، اعراب و حرکات و سکنات سے متعلق ہے ۔ دوسری فصل میں اسم اور صفت کی بحث ہے اور ان کی گردانوں کی مشق کرائی گئی ہے اور اہم اسماء اور صفات کی ایک فہرست بھی دی گئی ہے ۔ اسی میں گنتی اور اعداد کی تفصیل ہے ۔ تیسری فصل کا موضوع ضمیر ہے ۔ چوتھی فصل میں افعال کی بحث ہے جس میں مفرد اور مرکب افعال اور امدادی افعال کی تشریح و تفصیل دی گئی ہے ۔ پانچویں فصل میں حروف کی بحث ہے یعنی حروفِ ربط ، فجائیہ وغیرہ ۔ چھٹی فصل نحو سے متعلق ہے ۔

یہ ترتیب و تفصیل تقریباً وہی ہے جو بعد میں بھی اردو کے قواعد نویسوں نے اختیار کی ہے ؛ مثلاً مولوی عبدالحق صاحب کی قواعد کا خاکہ یہ ہے :

فصل اول : ہجا ، اعراب

فصل دوم : صرف

۱۔ اسم : اسم خاص ، اسم کیفیت ، اسم جمع ، لوازم اسم ، جانداروں کی تذکیر و تانیث ، تعداد و حالت ، اسما کی تصغیر و تکبیر ۔

۲۔ صفت : صفت ذاتی ، صفت نسبتی ، صفت عددی ، مقداری ، ضمیری ۔

۳۔ ضمیر : موصولہ ، ضمائر استفہامیہ ، اشارہ ، صفات ضمیری ، ضمائر کے ماخذ ۔

۴۔ فعل : فعل حال ، فعل مستقبل ، فعل کی گردان ، حالت ، گردان افعال ، طور مجہول ، مرکب افعال ۔

۵۔ تمیز : حروف ، حروف ربط ، عطف ، تخصیص فجئیہ ۔

فعل سوم : مشتق اور مرکب الفاظ ۔

فصل چہارم : نحو

مولوی صاحب نے عروض کی بحث بھی شامل کر دی ہے - یہ بھی بعض قواعد نویسوں کے پیش نظر رہی ہے - چنانچہ ''دریائے لطافت'' کا یہی حصہ ہے جو قتیل کی تصنیف ہے - لیکن بالعموم عروض کی بحث کو قواعد سے الگ رکھا گیا ہے -

غرض جہاں تک قواعد کے مباحث و موضوعات اور اس کی ترتیب کا تعلق ہے ، شلزے کے یہاں ایک ایسا خاکہ ملتا ہے جس میں بنیادی طور پر کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے - شلزے نے اپنی قواعد کی بنیاد روزمرہ بولی جانے والی زبان یا بولی پر رکھی ہے - بعد کے قواعد نویسوں کے پیش نظر بالعموم زبان کی کتابی اور ادبی صورت رہی ہے جس کا ایک اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ قواعد میں اکثر و بیشتر مثالیں اساتذہ کے کلام سے دی جاتی ہیں - سبب اس کا یہ ہے کہ ادیبوں اور شاعروں کو زبان کا مزاج داں سمجھا جاتا ہے اور زبان کو قبول کی سند ان ہی کی تحریروں سے ملتی ہے - لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اصل زبان وہی ہوتی ہے جو روزمرہ کی بول چال کی زبان ہوتی ہے - کتابی اور ادبی زبان کتنی ہی سادہ اور آسان کیوں نہ ہو ، کسی نہ کسی حد تک ضرور پُر تکلف ہوتی ہے اور اس میں اہتمام اور آورد یا کم از کم اصولوں اور قاعدوں کی پابندی کی جاتی ہے - اور شاعری میں تو بالخصوص ضرورت شعری سے اکثر ایسے تصرّفات کرنا پڑتے ہیں جن کا نثر میں یا عام بول چال میں امکان نہیں ہوتا - اس لیے بعض ماہرینِ لغت و قواعد کا مسلک یہ ہے کہ سند میں شعر کی شہادت کو ضعیف ہی سمجھنا چاہیے - آج کے ماہرینِ لسانیات بھی زبان کے مطالعے میں سب سے زیادہ اہمیت بولی جانے والی زبان کو دیتے ہیں اور اسی روپ کو زبان کا اصلی روپ سمجھتے ہیں - شعر و ادب کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن خالص لسانی مطالعے کا موضوع زبان کا یہی اصلی روپ ہے جسے خاص و عام ، جوان ، بچے ، بوڑھے ، پڑھے لکھے ، ان پڑھ ، دیہاتی اور شہری سب بولتے ہیں - یہ درست ہے کہ شہروں اور دیہات کی زبان میں یا بڑے شہروں میں مختلف علاقوں یا مختلف طبقوں کی زبان میں فرق ہوتا ہے - لیکن یہ فرق زبان کا فرق نہیں ، محاورے اور روزمرہ کا ہوتا ہے - ان مختلف علاقوں یا گروہوں میں جو زبان ابلاغِ عام کا فریضہ ادا کرے وہی اصل زبان ہے -

شلزے کا زمانہ اٹھارویں صدی کا نصف اول ہے - یہ کتاب اس نے سنہ ۱۷۴۱ع میں مرتب کی اور یہ عہد دہلی میں محمد شاہ (۱۷۱۹ع تا ۱۷۴۸ع) کا ہے - اس سے پہلے دکن میں اردو کی نشو و نما اور اس کی ادبی ترقی خاصی ہو چکی تھی - چنانچہ گولکنڈا اور بیجاپور کے ادبی مراکز میں اعلیٰ درجے کے شاعر اور نثر نگار پیدا ہوئے - خود ولی جن سے شمالی ہند میں ریختہ گوئی کا ایک نیا دور شروع ہوا ، سنہ ۱۷۰۰ع میں دہلی کا سفر کر چکے تھے اور سنہ ۱۷۲۰ع میں ان کا دیوان دہلی پہنچ چکا تھا ، جس سے دہلی کی شعر و شاعری کی مجلسوں میں ریختہ گوئی کا چرچا بہت بڑھا - چنانچہ جس وقت شلزے نے یہ قواعد لکھی اس وقت شاہ حاتم (ولادت ۱۶۹۹ع/۱۱۱۱ھ ، وفات ۱۷۸۳ع/۱۱۹۷ھ) ، سراج اورنگ آبادی (ولادت ۱۷۱۵ع/۱۱۲۸ھ ، وفات ۱۷۶۳ع/۱۱۷۷ھ) ، عبدالولی عزلت (ولادت ۱۶۹۲ع/۱۱۰۳ھ ، وفات ۱۷۷۵ع/۱۱۸۹ھ) ، سودا

(ولادت ۱۷۱۳ع/۱۱۲۵ھ ، وفات ۱۷۸۱ع/۱۱۹۵ھ) ، میر (ولات ۱۷۲۲ع وفات ۱۸۱۰ع) اور خواجہ میر درد (وفات ۱۷۸۴ع/۱۱۹۹ھ) کے پایہ کے شاعر موجود تھے اور ان کا کلام آج تک مقبول ہے ۔ ان کے علاوہ شعرا کی اتنی تعداد موجود تھی کہ میر نے شلزے کی قواعد کے صرف دس سال بعد یعنی ۱۷۵۲ع/۱۱۶۵ھ میں اردو شعرا کا ایک ''تذکرہ نکات الشعراء'' مرتب کر ڈالا اور قائم نے سنہ ۱۷۵۵ع/۱۱۶۸ھ میں ''مخزن نکات'' مکمل کیا ۔

لیکن شلزے اُس زبان کی طرف توجہ نہیں کرتا جو ان شاعروں اور نثر نگاروں کی کوششوں سے پروان چڑھی تھی بلکہ وہ عام بول چال کی زبان کے جو نمونے پیش کرتا ہے وہ اس زمانے کی معیاری بول چال کے نمونے مشکل سے کہے جا سکتے ہیں ۔ اس کے کئی سبب ہیں ۔ اولاً تو یہ کہ شلزے نے اپنی زبان آموزی کا آغاز ایک ایسے استاد سے کیا جو صرف تامل بول سکتا تھا ، اور پھر یہ سارا واقعہ بھی تامل کے علاقے کی زبان کا ہے ۔ دہلی اور لکھنؤ کی ٹکسالی اردو کو تو چھوڑیے ، کیونکہ اصلاً لکھنؤ اس وقت تک لکھنؤ نہیں بنا تھا ۔ شلزے کی قواعد کی تالیف سنہ ۱۷۴۱ع سے صرف دو سال پہلے سنہ ۱۷۳۹ع/۱۱۵۱ھ میں ہوئی ۔ نادری حملے نے جب دہلی کا شیرازہ منتشر کیا اور یہاں کے ارباب کمال اودھ پہنچے تو پہلے فیض آباد اور پھر لکھنؤ میں رونق آئی ۔ لیکن دہلی کی زبان کی سند اس وقت تک قائم ہو چکی تھی اور محاورۂ اردوئے معلیٰ شاہجہان آباد اس کا معیاری نمونہ قرار پا چکا تھا ۔ چنانچہ میر کے تذکرے میں زبان اردوئے معلیٰ کی ترکیب اور سند موجود ہے ۔ خود ولی اور ولی سے بہت پہلے شعراء اور نثرنگاروں کے جو نمونے ، مثلاً سلطان محمد قلی قطب شاہ کی کلیات اور 'ملا' وجہی کی ''سب رس'' (۱۰۴۵ھ) میں ملتے ہیں ، ان کے مقابلے میں شلزے کے نمونوں اور مثالوں کی زبان بہت اکھڑی اکھڑی ہے ۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ شلزے کے مترجم نے اس میں جو حوالے اضافہ کیے ہیں وہ بھی بنگال کے جمع کردہ ہیں ، اور غالباً وہاں بھی کچھ ویسی ہی صورت پیش آئی جیسی شلزے کو تامل علاقے میں آئی تھی ۔

تحریری او ادبی زبان تک رسائی نہ ہونے کی بنا پر شلزے کا دار و مدار اور انحصار سنی ہوئی گفتگو پر ہے ۔ آج جدید لسانیات کے ماہرین کو صوتیات کے مطالعے کے لیے جو سائنسی آلات دستیاب ہیں اور صوتیات کے طریق مطالعہ نیز ایک بین الاقوامی صوتی املا کے تعین اور صوتیات کی تشریح کی اصطلاحات کی تدوین نے اس مرحلے کو بہت آسان بنا دیا ہے ۔ لیکن اٹھارویں صدی کے آغاز میں یہ صورت نہ تھی اور تجزیے کا دار و مدار صرف سماعت اور مروجہ املا میں اس کی تحریر پر تھا ۔ چنانچہ شلزے کی پہلی دقت اور دشواری یہی تھی ۔ اپنے دیباچے میں وہ خود اس احتمال کا اظہار کرتا ہے کہ ممکن ہے تلفظ کے سلسلے میں اس کو کہیں کہیں غلط فہمی ہوئی ہو ۔ دو ایسے ہی مقامات کا وہ خاص طور پر ذکر کرتا ہے ۔ ایک جگہ وہ ''ژ'' (جس کو وہ اپنے املا میں 'ج' لکھتا ہے) کے سلسلے میں لکھتا ہے کہ یہ حرف نہ تو جرمن 'G' کے مطابق ہے اور نہ ہی عبرانی سین یا شین ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان کی ایک آواز ہے جو کسی قدر فرانسیسی 'G' یا انگریزی ''j'' سے ملتی ہے ۔ وہ خود اس آواز کو آخرالذکر کی صورت میں قابل قبول سمجھتا ہے ، حالانکہ یہ درست نہیں ہے ۔ یہ آواز اس طرح کی ہے جیسے انگریزی

azure میں 'z' کی یا pleasure میں 's' کی ہے جو در اصل خاص فارسی کی آواز ہے۔ اسی طرح شلزے کا یہ قیاس بھی درست نہیں کہ جو لوگ عربی فارسی سے واقف ہیں ان کے لیے اس آواز کی تمیز دشوار نہ ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ عربی میں یہ آواز ہے ہی نہیں۔ صرف فارسی میں ہے اور اردو میں بھی صرف ان مستعار الفاظ میں ملتی ہے جو فارسی الاصل ہیں۔ دوسری آواز جس سے شلزے کو خاصی پریشانی ہوئی، ہائے ہوز اور ہائے حطی ہے۔ متن میں جا بجا اس سے ان آوازوں کے سمجھنے اور لکھنے میں غلطی ہوئی ہے؛ مثلاً 'محنت' کو وہ 'مہنت' لکھتا ہے۔ اسی طرح 'ط' اور 'ت' میں بعض اوقات اسے دھوکا ہوا ہے؛ مثلاً 'مضبوط' کو 'مظبوت' لکھا ہے۔ خیر اس قسم کی آوازوں میں خلط ملط کا سبب تو سمجھ میں آ جاتا ہے لیکن شلزے نہ معلوم کیوں ایک اور غلط فہمی کا شکار ہوا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ 'ہے' یعنی 'ہے' (بغیر نون غنہ) اور 'ہیں' دونوں کا تلفظ ایک ہی ہے؛ ظاہر ہے یہ بات درست نہیں ہے۔ اردو میں مصوتوں کی تعداد دس ہے اور ان میں سے ہر ایک کی ایک انفیائی شکل بھی ہے۔ اس طرح مصوتوں کی تعداد بیس ہو جاتی ہے۔ بعض مصنفین نے ہر مصوتے کی سادی شکل کو ایک شکل اور انفیہ کو ایک الگ مصوتہ شمار کیا ہے۔ یہ بحث الگ ہے اور ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ چاہے تشریح کا اصول کچھ ہو، انفیہ کا وجود بہرحال مسلّم ہے۔

اسی طرح اردو کی ہائیہ آوازوں کو بھی شلزے نے الگ نہیں لکھا ہے اور نہ اردو حروف کی فہرست میں ان کو شامل کیا ہے۔ اور متن میں بھی ہائے ہوز اور دو چشمی کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھا ہے حالانکہ دیوناگری رسم الخط کے نمونے میں، جو فارسی رسم الخط سے پہلے ہے، یہ حروف ہائیہ موجود ہیں۔ تعجب تو یہ ہوتا ہے کہ شلزے نے اس فہرست میں ٹ، ڈ اور ڑ کو بھی شامل نہیں کیا ہے۔ اور اس طرح اس کی فہرست میں صرف حسب ذیل بتیس حروف ہیں: ا ب پ ت ث ج چ ح خ د ذ ر ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی۔ لیکن متن میں ایسے الفاظ کی مثالیں موجود ہیں جن میں یہ حروف آئے ہیں، مثلاً اونٹ، چھوٹا، لپیٹا، جھوٹ، ٹھاکر، ٹھنڈا، ساٹ (ساٹھ) اونسٹ (انسٹھ) باسٹ (باسٹھ) گھوڑا، کمھار باڑی، کڑا، سڑا، باڑی، ٹھاکر باڑی، کمہار باڑی، گال باڑی، ڈالنا، ڈھونا۔ ویسے تو ٹ کے لیے ت پر دو کی جگہ چار نقطے لگائے ہیں، ر پر چار نقطوں سے ڑ اور د پر چار نقطوں سے ڈ مقصود ہے لیکن کتاب میں املا کی یکسانیت نہیں ہے؛ مثلاً سڑا میں ر پر چار نقطے موجود ہیں، کڑوا کو کروا لکھا ہے۔ گھوڑا دونوں طرح لکھا ہے یعنی صرف 'ر' بھی اور ر پر چار نقطے بھی، گرتے پڑتے کو 'گرت پرت' لکھا ہے۔ چھوڑنا کو چھورنا، ڈھویا کو 'د' پر چار نقطوں سے لکھا ہے لیکن 'ڈالنا' کو 'دالنا' بھی لکھا ہے، 'ہونڈار' (بھیڑیا) کو 'ہوندار' لکھا ہے۔ غالباً اس کا سبب املا کی مشق کی کمی ہے؛ مثلاً فہرست میں 'ط' موجود ہے اور 'واسطے' کو بعض جگہ 'ط' سے لکھا ہے: مثلاً 'اس واسطے' لیکن کئی مثالیں 'ت' سے لکھنے کی بھی موجود ہیں؛ مثلاً 'واستے'، آنے کے واستے، بند ہونے کے واستے۔ حروفِ عطف کی بحث میں 'واسطے' کو مستقل اندراج بنا کر اس کی مثالوں میں بھی 'ط' سے لکھا ہے۔

بعض جگہ املا غالباً اس لیے مختلف نظر آتا ہے کہ سننے والے نے صرف جو سنا ہے اسی کو درج کر دیا ہے۔ مثلاً 'جگہ' کی مثال ہے: "خدا ہر جگہ میں رہتا ہے" ۔ یہاں 'جگہ' کی بجائے 'جگے' لکھا ہے۔ اسی طرح کی ہائیہ آواز کو نظر انداز کرنے کی اور بھی مثالیں ہیں۔ اور اس کے برعکس بعض مثالیں ایسی بھی ہیں جہاں اصل میں ہائیہ نہیں لیکن سننے میں اشتباہ کی بنا پر ہائیہ سے لکھا ہے مثلاً 'سنگ' (ساتھ) کو 'سنگہ' لکھا گیا ہے 'پیچھے' کو دونوں طرح لکھا ہے یعنی ہائیہ بھی اور محض 'چ' سے بھی - ہائیہ کی طرح یہی صورت انفی اصوات کی بھی ہے مثلاً 'مے' اور 'میں' کو الگ الگ حرف شمار کیا ہے۔ چنانچہ حروف کی بحث میں تین شکلیں 'می'، 'میں'، اور 'موں' لکھی ہیں، مثلاً 'بیچ می' بجائے 'بیچ میں'، 'ہات می' بجائے 'ہاتھ میں'، 'کلکتہ می پہونچا ہی'، یعنی کلکتہ میں پہنچا ہے - ہمزہ کا استعمال بھی نہیں ہے: "جہاز پر سارے بھی چڑ گیے" ۔

املا کی بعض خصوصیات کا اندازہ اس بحث سے ہو گیا ہوگا - چند اور خصوصیات املا کی ایسی ہیں جو بعض پرانی تحریروں میں مشترک ہیں؛ یعنی یائے معروف اور یائے مجہول کی الگ الگ صورتیں نہیں ہیں - اردوئے قدیم کے املا میں ک اور گ میں بھی تمیز نہ تھی - شلزے نے اس کا خاص طور پر اہتمام کیا ہے اور 'ک' پر مرکز کے علاوہ تین نقطے اور لگائے ہیں - اس طرح اس متن کے املا میں حسب ذیل خصوصیات ہیں:

۱- 'ٹ' کو کہیں 'ت' لکھا ہے لیکن اس کا املا 'ت' پر دو کی جگہ چار نقطوں سے ہے -

۲- 'ڈ' کو کہیں 'د' لکھا ہے لیکن اس کا املا 'د' پر چار نقطے لگا کر ہے -

۳- 'ڑ' کو کہیں 'ر' لکھا ہے لیکن اس کا املا ر پر چار نقطے لگا کر ہے -

۴- 'گ' کو 'ک' لکھ کر مرکز کے علاوہ تین نقطے مرکز کے ساتھ اوپر کی جانب لگائے ہیں -

۵- یائے معروف اور یائے مجہول میں تمیز نہیں ہے -

۶- ہائیہ آوازوں میں اکثر بجائے ہائیہ سادہ آوازوں کو لکھا ہے- جہاں ہائیہ ہے بھی وہاں ہائے ہوز ہے، ہائے ملفوظی نہیں ہے -

۷- انفیہ آوازوں میں اکثر انفیہ کو نظر انداز کر دیا ہے -

۸- اکثر 'ط' اور 'ت' میں فرق نہیں کیا ہے -

۹- املا بعض اوقات صوتی ہے -

۱۰- سماعت پر اعتبار کرکے بعض الفاظ کا املا غلط لکھا ہے، مثلاً 'مہنت' بجائے 'محنت' 'مناع' بجائے 'منع'، 'صواب' بجائے 'ثواب' -

جیسا کہ مقدمہ' قواعد سے ظاہر ہے، شلزے نے یہ قواعد لاطینی میں لکھی تھی۔ اس کے کئی اسباب تھے؛ اول تو یہ کہ لاطینی کا جاننا مشنریوں کے لیے تقریباً لازمی تھا بلکہ کسی قدر اب بھی ہے۔ دوسرے لاطینی کی حیثیت ایک علمی زبان کی تھی اور اعلیٰ درجے کے علمی کارناموں کے لیے لاطینی کا استعمال عام تھا۔ لاطینی کا رواج عام نہ رہا تب بھی علوم و فنون کی زبان میں اس کا سکہ رواں رہا اور آج تک ہے۔ جدید علوم و فنون کی اکثر و بیشتر اصطلاحیں لاطینی یا یونانی میں ہیں اور لاطینی مادوں، سابقوں، لاحقوں کی مدد سے جدید اصطلاحات کے بنانے کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ایک اور سبب لاطینی اختیار کرنے کا یہ تھا کہ خود انگریزی قواعد کا ڈھانچا اٹھارویں صدی عیسوی تک لاطینی قواعد کے نمونے پر قائم تھا اور یہی قواعد نویسوں کے نزدیک قواعد نویسی کا ایک معتبر اور مستند نمونہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اصطلاحات انگریزی قواعد کی اصطلاحیں لاطینی قواعد سے زیادہ متعلق ہیں۔ اردو کے لیے یہ ڈھانچا تو اور بھی اجنبی تھا لیکن شلزے کے لیے اس سے مفر کا کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔ اس کے باوجود تعجب ہوتا ہے کہ اس نے اپنے مباحث کی تقسیم اور ان کی ترتیب بڑی حد تک اس طرح کی ہے جس طرح بہت بعد کے اردو کے قواعد نویسوں کے یہاں نظر آتی ہے۔ اس کا سبب بنیادی طور پر سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اردو اور انگریزی دونوں اپنی اصل نسل میں آریائی ہیں اور ان میں اتحاد و اشتراک کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہیں۔ قدرتی طور پر بعض بنیادی مباحث ایسے ہیں جو ایک خاندان سے تعلق رکھنے والی مختلف زبانوں میں مشترک مل سکتے ہیں۔

افسوس ہے کہ شلزے کی اصل لاطینی کے مترجم اور اس کی تصریحات میں اضافہ کرنے والے قواعد نویس نے اپنے بارے میں مقدمے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ یہ البتہ معلوم ہوتا ہے کہ مترجم کے پاس کسی وقت لاطینی کا یہ مسودہ موجود تھا۔ اپنے حواشی میں مترجم نے لکھا ہے کہ شلزے کی لاطینی، کلاسیکی لاطینی کا کوئی مستند اور اچھا نمونہ نہ تھی بلکہ بعض مقامات پر اس میں اشکال و ابہام تھا اور کہیں لفاظی زیادہ تھی۔ چنانچہ مترجم نے اس کا لفظی ترجمہ کرنے کی جگہ اس کے اندراجات اور مفاہیم کو اپنے طور پر ادا کر دیا۔ بعد میں اس نے محسوس کیا کہ شاید یہ ترجمے کی دیانتداری کے خلاف ہو اس لیے اس نے ارادہ کیا کہ اصل مسودے کو سامنے رکھ کر جہاں تک ممکن ہو ترجمے کو اصل کے مطابق رکھے۔ لیکن اس وقت اصل لاطینی مسودہ اسے دوبارہ نہ مل سکا اور نہ وہ سمجھ سکا کہ یہ اصل کیسے غائب ہو گیا۔ بہرحال مترجم اعتراف کرتا ہے کہ اس نے ترجمے کو اسی طرح رہنے دیا، اور یہ توقع ظاہر کی کہ ممکن ہے کسی وقت اسے دوسرا لاطینی مل جائے یا کوئی اس سے بہتر یہ خدمت انجام دے سکے تاکہ جہاں اس نے دھوکا کھایا ہے یا اس سے غلطی سرزد ہوئی ہے اس کی بھی اصلاح ہو جائے۔

موجودہ نسخہ جو انڈیا آفس کے کتب خانے میں ہے اس کا نمبر نشان Ethe, Catalogue of Persian Manuscripts میں No. 2537, Press Mark 2531, Column 1362 ہے۔ مترجم کے مختصر ابتدائی تعارف کے خاتمے پر ایک سرخ مُہر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ

ایسٹ انڈیا کمپنی کے کتب خانے میں رہ چکا ہے ۔ مترجم کے بارے میں صرف اشارۃً اس بات کا پتا چلتا ہے کہ وہ ۱۷۶۱ع میں بنگال میں موجود تھا اور وہاں اس نے اس زبان کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں انہیں بھی شلزے کی تصریحات میں شامل کر دیا تھا ۔ شلزے نے خود جان جوشوا کیٹلر کی قواعد کا ذکر کیا ہے جو اس کی قواعد سے مقدم ہے لیکن اب وہ نایاب ہے۔ ہمارے سامنے شلزے کا نسخہ اور اس کے مترجم کے اضافے موجود ہیں اس لیے اردو کی قواعد کی یہ اولین کوشش ہے جو اب تک شائع ہوئی ہے ۔

خود شلزے اور اس کے مترجم کو اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف ہے اور بلاشبہ اس میں جا بجا اغلاط موجود ہیں ۔ ان کے بارے میں حواشی اور تعلیقات میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے اس لیے یہاں ان کا اعادہ ضروری نہیں ۔

میں نے اس کتاب کا مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری میں جو اب کامن ویلتھ آفس لائبریری کہلاتی ہے ، اگست ۱۹۶۷ع میں دیکھنا شروع کیا ۔ اس زمانے میں مجھے دولت مشترکہ کی یونیورسٹیوں کی تنظیم Commonwealth Universities Association کی طرف سے ایک Senior Fellowship پر برطانیہ کی مختلف یونیورسٹیوں کے دورے ، لیکچر ، تدریس اور تحقیق کا کام کرنا تھا ۔ چھ مہینے کی اس مصروف زندگی میں اس مخطوطے کا صرف ۴۲ صفحہ تک مطالعہ کر سکا اور باقی کام پاکستان واپسی پر مائیکرو فلم سے کیا گیا ۔ یہ نسخہ جابجا نم زدہ ہے ۔ عبارت میں اکثر ترمیم کی گئی ہے۔ بعض عبارتوں کو قلمزد کر دیا گیا ہے ۔ سیاہی بھی ایسی استعمال کی گئی ہے جو کہیں کہیں اڑ گئی ہے ۔ پھر پوری کتاب ایسے قلم سے لکھی گئی ہے کہ کہیں پڑھنے میں دقّت ہوتی ہے ، بہت سے صفحوں میں عبارت کی تکرار ہے ۔ یہ حصہ اس جملے سے شروع ہوتا ہے :

Verbs in the Indian languages are conjugated by one general rule . . . .

اسی طرح اسم کی بحث میں جنس کی بحث نامکمل ہے اور درمیان سے صفحات غائب ہیں ۔ جہاں سے دوسری بحث شروع کی ہے اس سے پہلے عنوان ندارد ہے لیکن قلم اور سیاہی ایک ہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب اس کا ایک ہی ہے ۔

یہ عبارت مخطوطے کے صفحہ ۱۵۴ پر ہے حالانکہ یہی بحث پہلے مخطوطے کے صفحہ ۷۲ پر فعل کی بحث کے آغاز میں آئی ہے اور یہ تکرار فعل کی پوری بحث پر محیط ہے جو خاصی طویل ہے ۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید مترجم نے دو نسخے تیار کیے تھے اور یہ پہلا نسخہ ہے جس میں تصحیح اور حذف و اضافہ ہے اور اسی میں جلد بندی کے وقت دوسرے نسخے کے کچھ اجزا بھی شامل ہو گئے ۔ کسی اور کتب خانے میں شلزے کے اس ترجمے کا کوئی دوسرا نسخہ موجود نہیں ہے جس سے مزید مقابلہ اور تصحیح ممکن ہو اور نہ اصلی لاطینی موجود ہے جس سے شلزے کی اپنی تصریحات اور اس کے لاطینی متن کے انگریزی میں مترجم کے اضافوں کا اندازہ ہو سکے ۔

اس کے باوجود اردو قواعد نویسی کی تاریخ میں نقطۂ آغاز ہونے کی حیثیت سے اس کتاب کی بڑی اہمیت ہے۔ ۱۹۶۷ء میں لندن سے واپسی کے بعد میں اپنی اردو کی تاریخی قواعد کے حصۂ صرف کی تکمیل میں مصروف ہوگیا جسے بالآخر مارچ ۱۹۷۱ء میں مرکزی اردو بورڈ لاہور نے شائع کیا۔ اسی میں، میں نے شلزے کی قواعد کا بھی ذکر کیا تھا اور اس کے مرتّب کرکے شائع کرنے کا وعدہ بھی۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء کے آخر میں اس کی تکمیل کی اور مرحوم حمید احمد خاں صاحب کی فرمائش پر اس کا مسودہ مجلس ترقی ادب کے حوالے کر دیا۔

آج مجھے مرحوم پروفیسر حمید احمد خاں بہت یاد آ رہے ہیں۔ وہ میری ہر تصنیف کی طباعت پر خوش ہوتے تھے اور میری ہمت افزائی کرتے تھے۔ میں ان کی اس قدردانی کو اپنی محنت کا صلہ سمجھتا تھا۔ انہوں نے ہی فرمائش کی تھی کہ میں اپنی کوئی کتاب مجلس کو اشاعت کے لیے دوں۔ مسودہ ان کی زندگی میں بھیج دیا گیا تھا اور اس کی طباعت شروع ہونے والی تھی کہ خاں صاحب کا انتقال ہو گیا۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے۔ میں اس کتاب کو خاں صاحب کی یاد کی نذر کرتا ہے۔

طباعت اور اشاعت کے بعد کے مراحل مجلس کے ناظم جناب احمد ندیم قاسمی کی توجہ سے طے ہوئے ہیں۔ ان کی شرافت، محبت، خلوص اور علم سب کا معترف ہوں۔ مائیکرو فلم کے پڑھنے اور نقل کرنے میں مدد کے لیے میں اپنے عزیز اور شاگرد منیر فاروقی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔

کراچی
جنوری ۱۹۷۷ء

ابواللیث صدیقی

فوائد

ہندوستانی[1] زبان کی جس کے مصنف بینجمن شلزینو یا شلزے ہیں ، ۳۰ جون ۱۷۴۱ء کو مدراس میں لکھی گئی اور بہ مقام ہال سیکسنی ۱۷۴۵ء میں طبع ہوئی ۔ اس میں وہ ملاحظات بھی شامل ہیں جو بنگال میں ۱۷۶۱ء میں جمع کیے گئے ۔

حاشیۂ مترجم (از لاطینی بزبان انگریزی)

میں سمجھتا ہوں کہ شلزے جرمن نژاد تھے اور شاہ ڈنمارک کے کرناٹک میں مبلّغ مشنری تھے ۔ اُن کا رسالہ لاطینی میں ہے جس سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے ۔

مسٹر شلزے وہی شخص ہیں جنھوں نے مدراس میں ڈنمارک کے مشن کو شروع کیا اور اسے استحکام بخشا ۔ (دیکھیے : Gent. Mag. Vol. 15, June 1745, p. 306)*

مسٹر زیگنبلوگ جب ٹرینکوبار واپس پہنچے تو انھوں نے پوری انجیل کا ملاباری زبان میں ترجمہ شروع کیا جسے ۱۷۲۵ء سے پہلے مسٹر شلزے مکمل نہ کرسکے ۔

مسٹر شلزے کلیسا کے تین عہدہ داروں (Ministers of the Gospel) میں سب سے پرانے اور سرگرم کارکن تھے ۔ (دیکھیے : Gent. Mag. Vol. 15, June 1745, p. 361-362) ۔

[ص ۲] مسٹر شلزے نے اپنے فرائضِ منصبی کو غیر معمولی جدوجہد سے انجام دیا ۔ وہ ۱۷۲۶ء میں مدراس کے ایک خیراتی مدرسہ کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے پہنچے**

مؤلف کا پیش لفظ†

اب بارہ سال[2] گزر چکے ہیں جب میں نے تلیگو زبان کے مبادیات پر ایک مختصر رسالہ لکھا تھا ۔ (یہ وہی زبان ہے جسے وروگی بھی کہتے ہیں اور جو ساحلِ مالابار کے شمال کی طرف بولی جاتی ہے) وہی اسباب جو اس وقت اس تالیف کی طباعت کے محرک ہوئے تھے انھی کی بنا پر

---

*افسوس ہے کہ تلاش کے باوجود یہ دستاویز دستیاب نہ ہو سکی ۔ یورپ کے کتب خانوں میں اس کی تلاش جاری ہے ۔ اور اگر دستیاب ہو گئی تو آیندہ اس کی تفصیلات پیش کر دی جائیں گی ۔ (ا ۔ ل)

** مُہر ایسٹ انڈیا کمپنی لائبریری ۔
مُہر انڈیا آفس لائبریری ۔

† یعنی شلزے کا پیش لفظ ۔

اب میں اس تالیف کے لیے آمادہ ہوا کیونکہ (ہندوستانی زبان*) یا زبانِ ہندوستان [ص A-۲] مغلِ اعظم کی پوری مملکت کی عام زبان ہے ۔ اس کے باشندوں کی اکثریت گمراہ (Pagan) ہے اور چونکہ ان بیچاروں کی نجات کا حضرت عیسیٰ کے وسیلے سے وعدہ کیا گیا ہے اور عہدنامۂ جدید ان کی روحوں کی قلب ماہیت کا بہترین ذریعہ ہے اور چونکہ داؤد کے گیت (Psalms of David) اور دانیال کی پیشین گوئیاں (Daniel's prophesies) ، تین بچوں کے گیت ، اور تاریخ سروانا ، دو بزرگوں کی ، اور بیل (Bel) اژدر کی اور اس کے ساتھ کتاب پیدائش کے پہلے چار ابواب کا پہلے ہی اس زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے ، میں نے اپنے لیے لازم جانا کہ اسے مشنریوں کی دسترس تک پہنچانے کے لیے ، تاکہ وہ بغیر کسی زحمت کے اس میں مہارت حاصل کر لیں ، حتی المقدور پوری کوشش کروں اور اسے طبع کراؤں ۔

[ص ۳] بجائے خود اس زبان کا اکتساب آسان ترین ہے ، لیکن مجھے ابتدا میں سخت دشوار معلوم ہوا بالخصوص اُن زبانوں کے پیش نظر جن سے میں پہلے متعارف تھا ۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میرا معلّم دوسری زبانوں میں مہارت نہیں رکھتا تھا اور صرف تامل [(Tamulic) جو تنجور کی زبان ہے] اور تلیگو میں اظہار و گفتگو کر سکتا تھا اور ان زبانوں میں بھی اس کی واقفیت بس واجبی ہی سی تھی ۔ اور وہ ان سوالات کا جو میں اس سے کرتا صاف اور واضح جواب دینے سے قاصر رہتا ۔ لیکن دو مہینے کی ذاتی کوشش ، اپنے شوق اور لگن سے میں ان مشکلات پر غالب آ گیا تو میں نے محسوس کیا کہ بالآخر میں نے اپنے راستے میں حائل خار و خس کو دور کر لیا ہے ۔ آغاز کار ہی سے میں نے اس زبان کے محاورے اور الفاظ کی ساخت پر خاص توجہ کی تھی ۔ اب مجھے احساس ہوا کہ میں نے اس قدر مواد فراہم کر لیا ہے کہ ایک قواعد مرتّب کر سکتا ہوں ۔ چنانچہ میں فوراً اس کی ترتیب میں مصروف ہو گیا ۔ اس کے بعد نحو اور تلفّظ کے نمونوں کا بھی اس میں اضافہ کیا گیا جو مختلف بولیوں کے مطابق تھے ۔ یہ جیسی بھی ہے میرا خیال ہے کہ مفید ثابت ہوگی ۔ اور کچھ نہیں تو اس کا اختصار اور افادیت پڑھنے والوں کو اس کے استعمال کی سفارش کریں گے ۔ ممکن ہے کہ اس کے چند ابواب اور ان کا اختصار بعض حضرات کے نزدیک قابلِ اعتراض ہو ، کیونکہ اختصار بہرحال کسی نہ کسی قدر اشکال یا ابہام بھی پیدا کرتا ہے ، لیکن اس زبان کی فطری نوعیت اس کی ذمہ دار ہے ۔ جہاں تک مرکبات بنانے اور اشتقاق کے قاعدوں کا (جو ہندوستان کی زبانوں کی خصوصیت ہے) تعلق ہے ، جو حضرات اس میں کسی قدر عبور حاصل کریں گے اُن کے لیے یہ زیادہ دشوار اور پیچیدہ مسئلہ ثابت نہ ہوگا ۔

یہ رسالہ چھ فصلوں[۳] پر مشتمل ہے ۔ پہلے باب میں حروفِ تہجی کا بیان ہے اور اس میں جدید[۴] اور قدیم دونوں رسم الخط شامل ہیں ۔ ان کے آموختہ اور حافظے کے لیے چند اسباق مشقوں کے بھی شامل کر دیے گئے ہیں ۔ دوسرے باب میں اسماء اور صفات کا بیان ہے ۔ اس میں اُن کی گردان ، صفات کی نوعیت اور اُن کے بنانے کے مختلف قاعدوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اس میں ایک

---

* انگریزی Hindoostan tongue ۔

فہرست اُن اسماء اور صفات کی بھی شامل ہے جن کا استعمال بہت عام ہے ۔ ان میں اعداد بھی شامل ہیں ۔ تیسرے حصے کا موضوع ضمائر ہیں ۔ چوتھے حصے میں مفرد اور مرکب افعال کی بحث ہے ۔ پانچویں میں حرف کی بحث ہے جس میں حروفِ مابعد (Post positions) ، حرفِ تمیز ، ظرف ، حروفِ عطف ، حروفِ ندا وغیرہ شامل ہیں ۔ چھٹے حصے میں نحو سے بحث کی گئی ہے ۔ اور جہاں تک ممکن ہو قابلِ فہم بنانے کے لیے تلفّظ کے سلسلے میں کچھ اشارے بھی شامل کر دیے گئے ہیں ، اگرچہ مجھے شبہ ہے کہ شروع سے آخر تک میرا قیاس یا بیان بالکل درست ہے ۔ ایک مثال جو میرے سامنے ہے وہ حرف 'ج'[۵] کے بارے میں ہے ۔ اس کا تلفّظ نہ تو قطعاً جرمن G کے مطابق ہے اور نہ عبرانی سین یا شین کے مطابق ، بلکہ مجھے اس کی آواز فرانسیسی G یا انگریزی J کے قریب معلوم ہوئی ۔ میں نے اس آواز کو یہی آخری صورت دی ہے ۔ لیکن جو شخص فارسی یا عربی میں مہارت رکھتا ہے اسے کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی ۔ اسی طرح حرف ہ (ہائے ہوز) کی آواز ہے جو ہائیہ ہے ۔ میں نے تلفظ میں اس کے فرق کو نظرانداز کر دیا ہے ۔ اس سلسلے میں آخری بات یہ ہے کہ 'ہے' اور 'ہیں'[۶] کے تلفظ میں کوئی فرق نہیں ۔ دونوں کا تلفظ یکساں یعنی 'ہے' ہی ہے ۔

یہاں اس امر کا اعتراف ضروری ہے کہ لائق و فاضل ڈیوڈ میلینو (David Millino) نے جو یوٹرکریٹ (Utrect) میں متبرک عتیقیات اور ایشیائی زبانوں کے پروفیسر ہیں ، اپنے متفرقات بابت سنہ ۱۷۴۳ع میں ہندوستانی قواعد کا ایک رسالہ شائع کیا تھا ۔ وہ خود اس کے مصنف نہیں تھے بلکہ اس کے مصنف محترم جان جوشوا کیٹلر[۷] تھے جو ڈنمارک کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے مغلِ اعظم کے دربار میں سابق سفیر تھے ۔ جس زمانے میں وہ آگرہ میں مقیم تھے انھوں نے ہندوستانی زبان کے باب میں اپنے مشاہدات ڈچ زبان میں قلمبند کیے ۔ یقیناً انھیں یہ امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے اس زبان کو مشرقی زبانوں کے ماہر مستشرقین سے متعارف کرایا اور ان کی توجہ کا مرکز بنایا اور اس طرح ایک مبسوط رسالے کی تالیف کے لیے راہ ہموار کر دی جسے اب میں نے اضافہ کر کے مرتّب کیا ہے ۔ کیسا اچھا ہوتا کہ وہی فاضل مصنف ہندوستانی[۸] الفاظ کو فارسی رسم‌الخط میں بھی تحریر کر گئے ہوتے اور کچھ امور اس کے تلفظ کے باب میں بھی لکھ گئے ہوتے ۔ ممکن ہے کوئی اور شخص ان اغلاط کی تصحیح کر سکے جو میں نے اس فاضل مصنف کے متن متعلقہ ایمان ، دعائے مسیح اور مکالمہ میں کی ہیں ۔

رحیم و قدیر باپ کے لیے ہی ساری تعریف اور عظمت ہے جس نے تمام روحانی اور مادی نعمتیں بخشیں ۔ دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے کلام سے سرفراز کرے ۔ اور یسوع مسیح اپنے بیٹے کی سلطنت کو جلد قائم کرے ، اپنے ایماندار بندوں کو اپنے دشمنوں کے شر اور برائی سے بچائے اور اپنے اولیا (saints) کو ابدیت کی رحمت کے محلات میں مسرت بخش ابدی قیام عطا فرمائے ۔ آمین !

تاریخ ۳۰ جون ۱۷۴۱ع*

---

* اصل مسودے میں صفحہ ۹ سادہ ہے ۔

قسمتِ اول

مصنف کا دیباچہ

یہ زبان جس کے مبادیات کا میں ذکر کرنے والا ہوں ، یورپ کے لوگ اسے عام طور پر مورس[۹] (Moors) کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن اس کا صحیح اور اصلی نام ہندوستانی ہے ۔ مسٹر فریزر (Fraser) کی تشریح کے مطابق اس کی وجہِ تسمیہ لفظ 'ہندو' ہے جس کے معنی سیاہ ہیں ۔ یہ لقب ان ہندوستانیوں کو اولین مغول نے ، جو نسبتاً زیادہ گورے چٹے تھے ، اپنے سے ممتاز کرنے کے لیے دیا تھا ۔ چنانچہ اس ملک کے رہنے والوں ، اور یہاں کی زبان ، دونوں کو وہ ہندوستانی کہتے تھے ۔*

---

*حاشیۂ مصنف (ش) :

ہندوستان کی اصلی زندہ زبان کو ہندی یا ناگری یعنی مخلوط زبان کہتے ہیں ۔ یہ ہندی اور فارسی کے عناصر سے مرکب ہے ۔ تیمور کی فتحِ ہند کے بعد سے یہ ہندوستانی کہلاتی ہے اور ہم اسے مورس (Moors) کہتے ہیں ۔ یہ نام اسے پرتگالیوں نے بخشا تھا جو اسے موریوکو (Morvico) کہتے تھے ۔ یہ فارسی[۱۰] کی ایک علاقائی بولی ہے ، لیکن ہر صوبے میں یہ یکساں نہیں[۱۱] ہے ۔ ہر علاقے میں ، جہاں وہ بولی جاتی ہے ، اس کی بولیوں میں کم و بیش علاقائی اثرات کا نفوذ ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی اصلی شکل و صورت اور آپس میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ۔ یہ اختلاف اس پر بھی منحصر ہے کہ کوئی علاقہ فارس[۱۲] کی سرحد سے کس قدر قریب یا دور ہے ۔ جس قدر کوئی علاقہ دارالخلافے سے دور ہے ، بالعموم اسی قدر زبان غیر۔معیاری[۱۳] ہوتی جاتی ہے ۔ یہ اسی طرح کی صورت حال ہے جیسی اُن بولیوں کی جو نارمنڈی ، بریطنی ، پوئیتان ، گینی اور پرووِنس کی فرانسیسی کے اختلاف کی ہے جب اس کا مقابلہ اس فصیح و بلیغ فرانسیسی سے کیا جائے جو ورسائی (Versai les) کے دربار میں بولی جاتی ہے ۔ یہی اختلاف ویلز (Wales) اور یورک شائر (Yorksh.re) کے تکلم میں پایا جاتا ہے ، اگر اس کا موازنہ انگریزی دربار اور اس کے علماء کی خانقاہوں میں بولی جانے والی زبان سے کیا جائے ۔

حاشیہ مترجم ش[۱۴] یہ قول درست نہیں کیونکہ اس ملک کو مغلوں کے حملے سے پہلے بھی ہند کہتے تھے ۔ اگر لغوی معنوں پر غور کریں تو بھی یہ صحیح نہیں کہ لفظ ہندو کے معنی کالے یا سیاہ فام کے ہیں ۔ نہ مغل جنوبی صوبوں کے ہندوؤں سے بہت زیادہ گورے ہیں ۔ اور شمالی علاقوں کے لوگوں کے مقابلے میں تو یہ بات اور بھی صحیح نہیں ۔

[ص ۸] اس وسیع مملکت میں استعمال ہونے والی زبان کے علائم اور حروفِ تہجی متعدد ہیں۔ ان میں قدامت اور احترام کے اعتبار سے ہندوی[۱۵] یا سنسکرت یا دیوناگر (Devenagar) اول ہے۔ یہ اب ایک مردہ رسم‌الخط ہے لیکن اس میں برہمنوں کے تمام اسرار و رموز، ادب اور ان کی دیومالا کا ذخیرہ ہے۔ دوسرا رسم‌الخط ہندی یا ناگری ہے، تیسرا بنگلہ ہے، چوتھا گرنکی اور تانگڑی (Taunkaree) پانچواں ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہیں جو ساحل کورومنڈل، مالابار اور گجرات[۱۶] کے علاقوں میں رائج ہیں۔

ہندوی کے حروف جو نہایت قدیم زمانہ سے آج تک محفوظ رکھے گئے ہیں، عبرانی حروف سے مماثل ہیں[۱۷]۔ اُن میں سے بعض میں بہت ہی کم فرق ہے اور بعض میں تو بالکل ہی امتیاز نہیں۔

کتبِ مقدسہ میں جس عہد کا ذکر ہے اس میں یہودیوں کے دس قبائل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قید کر لیے گئے تھے۔ عام خیال یہ ہے کہ اُن کو اُس ملک میں منتقل کر کے آباد کیا گیا جسے ہم جارجیا (Georgia) کہتے ہیں اور جو بحر کیسپین (Caspian sea) اور بحر ایوکسینا (Euxina) کے مابین واقع ہے، اس لیے گمان ہے کہ یہاں اور ہندوستان کے دوسری طرف بھی اُن علاقوں میں، جن کی سرحد بحر ہرکانین (Hyrcanian sea)* سے ملتی ہے، رہنے والوں نے جن کا اپنا کوئی رسم‌الخط نہ تھا، عبرانی[۱۸] سے اسے مستعار لیا۔ ہندوی زبان، جو عبرانی حروف استعمال کرتی ہے، اسے اس ملک کے باشندے جو اب بھی بے دین ہیں، اصل میں اسی کو دیوناگر کہتے ہیں۔ یہ زبان جدید ہندوستانی[۱۹] یا مورس سے مختلف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تیمور کے حملے کے بعد مسلمانوں نے ہندوستان کو فتح کیا تو دونوں قوموں کے میل جول سے ایک مخلوط زبان پیدا ہو گئی جو ہندوستانی کہلاتی ہے۔ چونکہ مغلوں نے اسے رواج دیا اور خود بھی اختیار کیا اور اس کے لیے انھوں نے اپنا رسم‌الخط برقرار رکھا، اس کا سبب یا تو ان کا فخر کا جذبہ تھا کہ انھوں نے اپنے ہی رسم‌الخط کو اختیار کیا یا محض تساہل کہ دوسرے رسم‌الخط کے سیکھنے کی زحمت نہ ہو جو مختلف اور مخصوص ہو۔ لیکن ہندوستانی زبان[۲۰] فارسی قدیم یا جدید نہیں ہے، نہ یہ بات درست ہے کہ اس کا ماخذ عربی ہے کیونکہ اس کے اسماء اور افعال کی گردان، اس کے صیغے، اس کی صرف و نحو اور اس کا تلفظ و لہجہ بالکل مختلف ہے۔ ان اہم خصوصیات میں وہ ان تمام مشرقی زبانوں سے مختلف ہے جو مستشرقین کے علم میں ہیں۔ سوائے تامل یا تیلگو[۲۱] کے جن سے وہ الفاظ کی ترتیب اور تقدیم و تاخیر میں مماثلت رکھتی ہے۔

---

*حاشیہ مترجم:

یہ بات سمجھنا ذرا مشکل ہے کہ مصنف مسٹر شلزے کی مراد اس علاقے سے کیا ہے جو بحرِ ہرکونین (Hyrconian sea) کی سرحد سے ملا ہے۔ یہ بحرِ ہرکونین موجودہ بحرِ کیسپین (Caspian sea) ہے جسے قدما ہرکانیا (Hyrcania) کہتے تھے۔ وہ گھیلیان (Ghileen)، میاندر (Mayander) اور استرآباد (Astrabad) کے صوبے کے مطابق ہے۔

تامل بولنے والوں کے بقول قدیم ہندوی[۲۲]، جسے منسکرت (Śhunscrit) یا دیوناگر کہنا زیادہ درست ہوگا، ہندوستان میں بولی جانے والی اُن تمام زبانوں کی اُم‌الالسنہ ہے جو فتح سے پہلے رائج تھیں۔ وہ زبانیں جو براہِ راست اس سے نکلی ہیں خاص تجزیہ اور تحقیق کی مستحق ہیں۔ اگر حروف کا مطالعہ کیا جائے تو بالبندی (Balbandic) جو مرہٹوں کی زبان ہے، اس سے قریب ترین ہے۔ اس کے بعد گجراتی ہے، پھر کنڑی اور سب سے آخر میں تلیگو[۲۳]۔ تاملی کی گرنتھک (Granthic) بولی ان بولیوں سے تدریجی طور پر ماخوذ ہے۔ بہرحال جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مغل اعظم کی سلطنت، جس میں ہندوستانی عام بولی جانے والی روزمرہ (vernacular) کی حیثیت رکھتی ہے، دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی ہے، اس لیے یہ بالکل یقینی ہے کہ اس کی مختلف علاقائی بولیاں ہوں گی۔ جب مسلمانوں کا اقتدار بڑھا تو انھوں نے فارسی کو کاروباری زبان کی حیثیت سے ہر جگہ فروغ دیا تاکہ وہ عام ہو جائے لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن کا مطالعہ بھی اُن کے لیے ضروری تھا اس لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اس وقت سے فارسی اور عربی کے الفاظ و اصطلاحات بھی ہندوستانی زبان میں شامل اور دخیل ہو گئیں[۲۴]*

---

* حاشیہ مصنّف:

سلطنت ہندوستان بائیس صوبوں پر مشتمل ہے جس کی اکثر آبادی یہاں کے اصلی باشندوں کی ہے جو ہندو ہیں کیونکہ مسلمان اُن کے فاتح ہونے کے باوجود اپنی بے دین رعایا سے تعداد میں کم ہیں۔ تمام مسلمانوں کی زبان وہ ملی جلی بولی ہے جو ہندوستانی[۲۴] یا مورس کہلاتی ہے۔ ہندوؤں میں، جو مختلف صوبوں میں آباد ہیں، اُن کی اپنی زبانیں اور بولیاں رائج ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ مثلاً بنگالی، مرہٹی اور مالاباری وغیرہ۔ اس کے علاوہ بے شمار اجڈ بولیاں بالخصوص[۲۵] پہاڑی علاقوں کی ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب دو زبانیں جانتے ہیں۔ ان میں ایک منسکرت ہے جو ادب اور مذہب کی زبان ہے[۲۶]۔ لیکن جو اب زندہ زبان کی حیثیت سے کوئی وجود نہیں رکھتی۔ دوسری ہندی (Hindy) یا ناگری ہے جو عام زبان تو نہیں لیکن اکثر مقامات پر بولی اور سمجھی جاتی ہے اور تحریر اور حساب کتاب میں استعمال ہوتی ہے۔

باب اول

قسمت دوم

جو مشتمل ہے حروفِ تہجی کے اُن مختلف نمونوں پر جو فی‌الحال سلطنت ہندوستان (Indostan) میں استعمال ہوتے ہیں ۔

سنسکرت یا دیوناگری حروف ، اُس زبان کے جو اب استعمال نہیں ہوتی لیکن جن میں شاستر (Shaustrah) یا ہندوؤں کی انجیل مقدس لکھی ہے ، جس میں اسرار و رموز ، مذہب اور دیومالا شامل ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی میں ہندوؤں کے قوانین بھی ہیں اور اسے صرف برہمن ہی سمجھتے ہیں ۔

انگریزی حروف تہجی میں ان کے مقابل حروف	ان کی قوت یا آواز انگریزی تلفظ کے مطابق		حروف	شمار	شمار
K	(Kaw)	کاؤ	क	1	९
Kh.	(Kehaw)	کھیاؤ	ख	2	२
G	(Gaw)	گاو	ग	3	३
Gh.	(Gehaw)	گھیاؤ	घ	4	४
Gn	(Gnaw)	گناؤ	ङ	5	५
Ch. soft.	(Chaw)	چاو	च	6	६
Chh.	(Chehaw)	چھیاؤ	छ	7	७
J	(Jaw)	جاو	ज	8	८
Jh	Jehaw	جھیاو	झ	9	९
Y	(Yaw)	یاؤ	ञ	10	९०
T	(Taw)	ٹاو	ट	11	९९
Teh.	(Tehaw)	ٹھیاو	ठ	12	९२
D	(Daw)	ڈاو	ड	13	९३
Dh.	(Dehaw)	ڈھاؤ	ढ	14	९४

انگریزی حروف تہجی میں ان کے مقابل حروف	ان کی قوت یا آواز انگریزی تلفظ کے مطابق	حروف	شمار	شمار
A Broad	(Annauy) اناو	ण	15	१५
T	(Taw) تاو	त	16	१६
Teh	(Tehaw) تھاؤ	थ	17	१७
D [Page 12]	(Daw) داو	द	18	१८
Dh.	(Dehaw) دھاو	ध	19	
N	(Naw) ناو	न	20	
P	(Paw) پاؤ	प	21	
Peh	(Pehaw) پھاو	फ	22	
B	(Baw) باو	व	23	
Bh	(Behaw) بھاو	भ	24	
M	(Maw) ماو	म	25	
J	(Jaw) جاو	य	26	
R	(Raw) راو	र	27	
L	(Law) لاو	ल	28	
W	(Waw) واو	ब	29	
Sh	(Shaw) شاو	श	30	
Khs	(Kehaw) کشاو	ष	31	
Seh	(Saw) سا	स	32	
H	(Haw) ہاو	ह	33	
Ch soft as in Chaise	(Cheh) چھیا	छ	34	

[ص ۱۳] مندرجہ ذیل سنسکرت کے حروفِ علّت[۲۸] (مصوّتے) ہیں۔ یہ تعداد میں سولہ ہیں اور حروفِ صحیحہ (مصمتوں) سے مل کر اُن کی صوت کو واضح کرتے ہیں۔ تحریر میں مصوّتوں یا حروفِ علّت کی پوری شکل لکھی نہیں جاتی بلکہ مصوّتے کی شکل میں سے کوئی امتیازی نشان یا

نقطہ حروفِ صحیحہ یا مصمتوں کے ساتھ پوری علامت کی بجائے لگا دیا جاتا ہے اور اسے

حرفِ صحیحہ یا مصمتے کے ساتھ ایک طرف جہاں آسانی اور سہولت ہو ملا دیتے ہیں :

شمار	علامتِ حروفِ علت یا تاکید کے شمول سے	انگریزی تلفظ کے مطابق ان کی قوت یا آواز		انگریزی حروفِ تہجی جن کے یہ مطابق ہیں	نشان یا نقطہ جو بجائے پوری علامت کے صرف جزو استعمال کرتے ہیں
1	अ	آ یا او	Aw or O	A broad or O	ǀ
2	आ	آؤ	Aaw	A broad and prolonged	ा
3	इ	اِ	e		ि
4	ई	اِی	ee	e prolonged	ी
5	उ	اُ	u	U like the French u	ु
6	ऊ	اُو	oo	O prolonged like the dipthong oo	ू
7	ऋ	ری	Ree		ृ
8	ॠ	رری	Luree		ॄ
9	ऌ	لری	Luree		ॢ
10	ॡ	لرری	Lurree		ॣ
11	ए	اے	Ay	A sharp	े
12	ऐ	اَ	Ay	I	ै
13	ओ	او	O	O	ो
14	औ	اؤ	ow	ou, Dipthong	ौ
15	अं	انگ	ung		ं
16	अः	اہ	Ah	A	ः

[ص ۴۱] سنسکرت۲۹ حروفِ تہجی کا دوسرا نمونہ جو عام طور پر دہلی ، پٹنہ اور بنارس کے اسکولوں میں سکھایا جاتا ہے ۔

شمار	شمار	حرف	انگریزی تلفظ کے مطابق قوت یا آواز		انگریزی حروف تہجی جس کے مطابق ہے	مصوتہ یا حرف صحیحہ یا تاکید	ان کی قوت یا آواز
۱	1	क	کا	Kaw	K	(·	Kaw
۲	2	ख	کھا	Khaw	Kh.	ا	Kehaw
۳	3	ग	گا	Gaw	G		Kee
۴	4	घ	گھا	Ghaw	Gh		Kee
۵	5	ङ	گنا	Gnaw	Gn		Koo
۶	6	च	چا	Chaw	Ch } soft		Ku
۷	7	छ	چھا	Chehaw	Ch } soft		Kay
۸	8	ज	جا	Jaw	J	=	Ki
۹	9	झ	جھا	Jehaw	Jh		Ko
۱۰	10	ञ	نیا	Nyaw	N		Kow
۱۱	11	ट	ٹا	Taw	T	ı	Kung
۱۲	12	ठ	ٹھا	Tehaw	Teh	.	Keh
۱۳	13	ड	ڈا	Daw	D		
۱۴	14	ढ	ڈھا	Dehaw	Dh		
۱۵	15	ण	انا	Anaw	N		
۱۶	16	त	تا	Taw	T		
۱۷	17	थ	تھا	Tehaw	Teh		
۱۸	18	द	دا	Daw	D		
۱۹	19	ध	دھا	Dehaw	Dh		
۲۰	20	न	نا	Naw	N		

ان کی قوت یا آواز	مصوتہ یا حرفِ صحیحہ یا تاکید	انگریزی حروف ہجی جس کے مطابق ہے	انگریزی تلفظ کے مطابق قوت یا آواز	حرف	شمار	شمار
		P	Paw پا	प	21	२१
		Peh	Pehaw پھا	फ	22	२२
		B	Baw با	ब	23	२३
		Bh	Behaw بھا	भ	24	२४
		J	Jaw یا	य	25	२५
		R	Raw را	र	26	२६
		L	Law لا	ल	27	२७
		W	Waw وا	व	28	२८
		S	Saw شا	श	29	२९
		Kh	Khehaw کشا	ष	30	३०
		seh	Sahaw سا	स	31	३१
		H	Haw ہا	ह	32	३२
		Ch soft	Cheh چھا	छ	33	३३
		M	maw ما	म	34	३४
		A broad as in call.	aw آ	आ	35	३५
		e	ee اِی	इ	36	३६
		o	oo اُ	उ	37	३७
		A sharp as in Ace.	A اے	ए	38	३८

[ص ۱۵] ہندی[۳۰] یا ناگری رسم‌الخط جو ہندوستان کے ہر حصے میں ہندوی زبان کے لکھنے میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔

K	Kaw	کا	क	1	१
Kh	Kehaw	کھا	ख	2	२
G	Gaw	گا	ग	3	३
Gh	Gehaw	گھا	घ	4	४
Gn	Naw	نا	न	5	५
ch (Soft.)	Chaw	چا	च	6	६
ch (Soft.)	Chehaw	چھا	छ	7	७
j	Jaw	جا	ज	8	८
jh	Jehaw	جھا	झ	9	९
N	Naw	نا	न	10	१०
T	Taw	ٹا	ट	11	११
Teh	Tehaw	ٹھا	ठ	12	१२
D	Daw	ڈا	ड	13	१३
Dh	Dehaw	ڈھا	ढ	14	१४
N	Naw	نا	न	15	१५
T	Taw	تا	त	16	१६
Th	Tehaw	تھا	थ	17	१७
D	Daw	دا	द	18	१८
Dh	Dehaw	دھا	ध	19	१९
N	Naw	نا	न	20	२०

P	Paw	پا	प	21	२१
Peh	Pehaw	پھا	फ	22	२२
B	Baw	با	व	23	२३
Bh	Behaw	بھا	भ	24	२४
M	Maw	ما	म	25	२५
J	Jaw	جا	ज	26	२६
R	Raw	را	र	27	२७
L	Law	لا	ल	28	२८
W	Waw	وا	व	29	२९
S	Saw	سا	स	30	३०
Kh	Kehaw	کھا	ष	31	३१
Seh	Sehaw	شا	स	32	३२
H	Haw	ہا	ह	33	३३
Ch soft as in Chaise	Cheh	چھا	छ	34	३४

اس کے علاوہ وہ لوگ حسب ذیل چار مصوتے (حروفِ علّت) جو مندرجہ بالا علامات میں شامل نہیں ہیں ، حروف کے ساتھ لکھنے میں ملا دیتے ہیں :

A Broad	Aw	آ	चं
▪	ee	ی	र
▪	oo	وُ	उ
Y	Yay	ے	है

[ص ۱۶] بنگالہ[۳۱] (Bungaleh) حروف جو اس زبان کے لیے مخصوص ہیں جو صوبہ بنگال کے ہندو عام طور پر بولتے اور لکھتے ہیں :

حروفِ تہجی انگریزی جن کے یہ مطابق ہیں	انگریزی تلفظ کے مطابق ان کی قوت یا آواز		حرف	شمار	شمار
K	Kaw	کا	ক	1	১
Kh	Kehaw	کھا	খ	2	২
G	Gaw	گا	গ	3	৩
Gh	Gehaw	گھا	ঘ	4	৪
W	Waw	وا	ঙ	5	৫
Ch } Soft	Cheh	چا	চ	6	৬
Ch	Cheheh	چھا	ছ	7	৭
J	Jeh	جا	জ	8	৮
Jh	Jeheh	جھا	ঝ	9	৯
Y	Yeh	یا	ঞ	10	১০
T	Teh	ٹا	ট	11	১১
Th	Teheh	ٹھا	ঠ	12	১২
D	Deh	ڈا	ড	13	১৩
Dh	Deheh	ڈھا	ঢ	14	১৪
A broad	Anah	انا	ণ	15	১৫
T	Teh	تا	ত	16	১৬
Th	Teheh	تھا	থ	17	১৭
D	Deh	دا	দ	18	১৮
Dh	Deheh	دھا	ধ	19	১৯
N	Neh or Nu	نا	ন	20	২০

[ص ۱۷] گورمکھی[۳۱] رسم الخط جسے وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جو ہندوؤں[۳۲] کے سکھ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں - یہ صوبہ لاہور میں آباد ہیں :

شمار	شمار	حرف	انگریزی تلفظ کے مطابق ان کی قوت یا آواز	انگریزی حرف تہجی جس کے مطابق ہے
੧	1	ਸ	سا Saw	S
੨	2	ਮ	ما Maw	M
੩	3	ਕ	کا Kaw	K
੪	4	ਗ	گا Gaw	G
੫	5	ਹ	ہا Haw	H
੬	6	ਟ	کا Kaw	K
੭	7	ਭ	بھا Bhaw	Bh
੮	8	ਜ	جا Jaw	J
੯	9	ਡ	ڈا Daw	D
੧੦	10	ਲ	لا Law	L
੧੧	11	ਚ	چا Chaw	Ch Soft
੧੨	12	ੜ	ڈا Dau	D
੧੩	13	ਢ	ڈھا Dhaw	Dh
੧੪	14	ਫ	پھا Phaw	Peh
੧੫	15	ਙ	لا Llnau	le
੧੬	16	ਪ	پا Paw	P
੧੭	17	ਧ	دا Daw	D
੧੮	18	ਖ	کھا Khaw	Kh
੧੯	19	ਥ	تا Teh	T
੨੦	20	ਯ	یا Yaw	Y

[ص ۲۱] اگرچہ ہندوستانی زبان میں صرف تین یا زیادہ سے زیادہ پانچ مصوّتے (حروفِ علت) ہوتے ہیں لیکن یہ شاذ ہی استعمال میں آئے ہیں[۳۴] - سوائے اس کے کہ انہیں غیر ملکی زبانوں کے الفاظ* میں شامل کر لیتے ہیں - اس کی وجہ سے اس کے ہجا میں انتہائی دشواری پیش آتی ہے اور صحیح تلفظ کے لئے کوئی قاعدہ نہیں ہے اور صحیح تلفظ صرف رواج سے ہی معلوم ہوتا ہے -

ہندوستانی زبان چونکہ فارسی کی ایک علاقائی بولی[۳۵] ہے اس لئے اس میں ایسے عناصر نہیں ہیں جو اس سے مخصوص ہوں اس لیے اپنے نقائص دور کرنے کے لیے اس باب میں وہ فارسی حروف تہجی کی علامات اختیار کرتی ہے** - فارسی کی طرح یہ بھی سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ کی طرف لکھی جاتی ہے[۳۶] -

---

* حاشیہ لاطینی -

** چونکہ یہ زبان مخصوص عناصر یا حروف سے محروم ہے اس لیے اس میں تحریر نہیں ہوتی بلکہ صرف بول چال اور زبانی گفتگو تک محدود ہے - اگرچہ بول چال کی زبان ہندوستانی یا مورس ہے لیکن ساری تحریریں (یعنی تالیف و تصنیف) خالص فارسی[۳۷] میں ہی ہوتی ہیں جیسا کہ انگلستان بلکہ در حقیقت اکثر دوسرے ممالک میں بھی ہے - مثلاً کورنوال اور نورتھمبرلینڈ کے رہنے والے سلطنت کی دو انتہائی بعید سرحدوں کی نمائندگی کرتے ہیں - ان کی بول چال کی ایک زبان بلکہ اجڈ بولی ہے ، لیکن اپنی تحریروں میں وہ ہمیشہ صرف انگریزی استعمال کرتے ہیں - اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کی مراسلت اور ان کے ابلاغ میں دشواری پیدا ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کے لیے بالکل ناقابل فہم ہو جائیں اور یہی صورت اُن لوگوں کو پیش آئے جو دوسرے دور دراز علاقوں میں بستے ہیں -

لیکن موجودہ فارسی بھی کوئی اصل یا مکمل زبان نہیں ہے - اسم صفت اور صفت مشبہ ، اور عام چیزوں کے نام جو آنکھوں سے نظر آتی ہیں ، بالعموم فارسی سے لیے گئے ہیں[۳۸] ، لیکن تمام اسمائے مجرد (تصورات مجرد سے متعلق) ، مثلاً اخلاقی خوبیاں اور عیوب ، ذہنی تصورات و ادراکات ، علوم کی اصطلاحیں ، بعض افعال اور حروف عربی سے لئے گئے ہیں[۳۹] - ہندوستانی زبان چونکہ فارسی سے ماخوذ[۳۹] ہے اس لئے اس کے اسم صفت ، صفت مشبہ اور اس کے عام افعال اور کلمے کے مختلف عناصر اسی طرح[۴۰] ہندرستانی ہیں لیکن جن الفاظ کا تعلق تجرید یا علوم سے ہے وہ فارسی اور عربی سے لیے گئے ہیں -[۴۱]

قسمتِ سوم

حروفِ تہجی[۳۲]

شمار	حرف	اس کی قیمت یا آواز		انگریزی حرف جس کے مطابق ہے
1	ا	الف	Awliph	A broad
2	ب	بے	Bay	B
3	پ	پے	Pay	P
4	ت	تے	Tay	T
5	ث	ثے	Say	Ç soft
6	ج	جیم	Jeem	J
7	چ	چے	Chay	Ch soft
8	ح	حے	Hay	H
9	خ	خے	Chay as in chaoss	Ch hard
10	د	دال	Doll	D
11	ذ	ذال	Zoll	Z
12	ر	رے	Ray	R
13	ز	زے	Zay	Z
14	ژ	ژے	Jay	J
15	س	سین	Seen	S
16	ش	شین	Sheen	Sh
17	ص	صاد	Sawd	S
18	ض	ضاد	Zawd	Z

شمار	حرف	اس کی قیمت یا آواز		انگریزی حرف جس کے مطابق ہے
19	ط	طوئے	Toee	T
20	ظ	ظوئے	Zoee	Z
21	ع	عین	Ain	A
22	غ	غین	Ghan	Gh hard
23	ف	فے	Fay	F
24	ق	قاف	Cawf	C hard
25	ک	کاف	Coff	K
26	گ	گاف	Gawf	G
27	ل	لام	Lawm	L
28	م	میم	Meem	M
29	ن	نون	Noon	N
30	و	واؤ	Waw	W
31	ہ	ہے	Hay	H
32	ی	ے	Yay	Y

ان کے ساتھ عام طور پر ایک علامت ء اور شامل کی جاتی ہے جسے ہمزہ کہتے ہیں ۔

باب اول

[ص ۲۳]

قسمتِ چہارم

اس زبان میں رکن (Syllable) کی صحیح ترکیب کے لیے عربی کے انداز پر تین تاکیدیں (Accents) استعمال کرتے ہیں؛ یعنی تشدید (Duplication) ، جزم (Recision) اور مد (Croduction) -

باب اول

قسمتِ پنجم

حروفِ تہجی کے پڑھنے میں یہ لحاظ رہے کہ حرف ب جس کے نیچے تین نقطے ہوں اس کا تلفظ پ (پے) ہوتا ہے - 'ر' کے اوپر تین نقطے ہوں تو اس کی آواز[۴۳] 'ژ' (Jay)[۴۴] ہوتی ہے - گ[۴۵] (یعنی ک مع تین نقطوں کے) لفظ کے شروع میں ، درمیان اور آخر میں ج (G) کی آواز دیتا ہے ، اور ن[۴۶] لفظوں کے درمیان اور آخر میں اکثر ہائیہ ہوتا ہے -

باب اول

قسمتِ ششم

مبتدی کے افادہ کے لیے یہاں کچھ الفاظ درج کیے جاتے ہیں تاکہ وہ جیسے جیسے اپنے مطالعے میں آگے بڑھے اسے اس کی مشق ہو جائے - ان الفاظ کو فارسی رسم‌الخط میں حروف تہجی کی ترتیب سے لکھنا چاہیے - فارسی بائیں طرف اور انگریزی دائیں طرف :

Heaven	آسمان	God	خدا
Sun	سورج	Hour	گھڑی٥٠
Moon	چاند	Fire	آگ ۔ انگارہ
Eclipse	گہن	Smoke	دوہنواں
Star	تارہ ۔ ستارہ	Coal	کویلا
Year	برس	Ashes	راکھ
Heat	گرمی	Wind	باؤ ۔ بتاس
Cold	ٹھنڈ٤٧	Cloud	ابہال
Month	مہینا	Earth	زمین
Week	ہفتہ	Water	پانی
Root	جڑ٤٨	Sea	دریا
Gnat	مچھر	River	ندی
Lake	جھیل	Wave	لہر
Pond	ڈگی ۔ تالاب	Day	دن
Well	کونواں	Night	رات
Drop	بوند	Spirit	دیو
Hill	پہاڑ٤٩	Angel	فرشتہ
Tile	کھپریل	A fine kind of butter-lard	گھی
Tree	گاچ	Curd, whey	دہی
Branch	ڈال	Cheese	پنیر
Leaf	پتا	Cream	ملائی
Grass	گھانس	Duck	بتک٥٣
Grain	اناج	Goose	ہانس
Wheat	گیہوں	Fountain	حوض
Flour	آٹا ۔ میدہ٥١	Valley	گڑھا
Mustard	رائی ۔ سرسوں	Cave	کوی
Oil	تیل	Corner, angle	کونا
Lac, rosin	لاک	Mud, dirt	چھیلا ۔ کیچڑ

Rat, mouse	چوہا	Sand, earth	مٹی
Vinegar	سرکا	Region, foreign	ولایت
Sour	کھٹا[٥٢]	Wood	جھاری ـ لکری[٥٥]
Sweet	میٹھا	Garden	باغ
Bitter	کڑوہ[٥٣]	Bridge	پل
Honey	شہد	Road .	راستہ
Wax	موم	Way, street	راہ
Milk	دودھ	Market	بزار
Butter	مسکا ـ مکھن	Inn	چھتر
Gold	سونا	Fish	مچھی
Silver	روپا	Elephant	ہاتی[٥٧]
Glass	شیشہ	Deer	ہرن
Lead	سیسہ	Bear	ریچ[٥٨]
Pewter, tin	کالای	Fox	لومڑی[٥٩]
Copper	تانبا	Hare, rabbit	خر گوش
Brass	پیتل	Horse	گھوڑا
Iron	لوہا	Mule	خچر
Cup	کانسہ (کاسہ)	Camel	اونٹ
Buffalo	بھینس	Ox, bullock	بیل
Goat	بکری	Cow	گائے
Steel	فولاد	Bull	آنڑو[٦٠]
Salt	نمک	Calf	بچھرو[٦١]
Sulpher	گندھک	Sheep	میڑھا[٦٢]
Cock [ص ٢٥]	مرغ	Ass	گدہ[٦٣]
Hen	مرغی	Lady	بی‌بی
Wild fowl	مرغابی	Hog	سور
Peacock	مور	Dog	کتا
Poison	زہر	Cat	بلی

English	Urdu
Egg	انڈا٥٦
Pigeon	کبوتر
—	ایلچی
Skin	چمرا
Flesh, meat	گوشت
Blood	لوہو٦٣
Head	سر
Ear	کان
—	باورچی
Face, mouth	مُو٦٥
Forehead	بیشانی
Eye	آنک٦٦
Nose	ناک
Teeth	دانت
Tongue	جیب
Neck	گردن
Bread	روٹی
Breast	چھاتی
Back	پیٹ
Side	کوکھا٦٧
Right hand	دہنا ہات
Left hand	باینا ہات٦٨

English	Urdu
Snake	سانپ
Body	انگ
Finger	انگلی
Nail	ناخون
Foot	پانو
Life	جی
Soldier	سپاہی
King	پادشاہ
Officer, servant	خدمتگار
Footman	پیادہ
Sabre	تروار
Fly	مکھی
Scorpion	بچھو
Flea	پسو
Father	باپ
Mother	ماں
Sister	بوبو۔ بہن٦٩
Marriage	بہا٧٠
Bride	دلہن

باب دوم

[ص ۲۶]

قسمت اول

اسم کا بیان

اسم (Substantive) کی گردان بہت آسان ہے کیونکہ اصلاً ان کی صرف تین حالتیں (Cases) ہوتی ہیں اور صرف دو عدد کے صیغے یعنی واحد اور جمع ۔

پہلی حالت فاعلی ہے ، واحد اور جمع دونوں صیغوں میں ۔ دوسری حالت اضافی جو ہمیشہ کا ، کہہ[۱] ، کی کے ساتھ آتی ہے اور صفت کی طرح اس علامت کے بھی جنس اور عدد کے صیغے ہوتے ہیں ، یعنی کا یا کہے مذکر واحد ہے ، کہے مذکر جمع بھی ہے ۔ کی مونث ہے اور واحد اور جمع دونوں صیغوں کے لیے استعمال ہوتی ہے ، مثلاً آسمان کا باپ ، آسمان کے فرشتے ، آسمان کی روشنی ، آدمی کی آنکھیں[۲] ۔ حالت اضافی کو کبھی لاطینی اور فارسی کی طرح علامت ظرفی سے بھی ظاہر کرتے ہیں ، مثلاً ہزاروں سے ایک ، تھوڑا بہت سے ، یہ اور دوسرے حروف حالت اضافی کے مثلاً سات (ساتھ) نزدیک ، نیچے ، بھیتر ، دوسرے الفاظ کی گردان کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں ۔ مثلاً صاحب کا ، صاحب کے سات ، انگارے کا ، انگارے کے نزدیک ، ہات کا ، ہات کے نیچے ، گھر کا ، گھر کے بھیتر ۔

تیسری حالت مفعولی ہے جس کی علامت کون یا کیتیں ہے جس کی بجائے سیتی بھی لاتے ہیں ۔ مثلاً صاحب سیتی جھوٹ کہن[۳] (یعنی کیا میں مالک سے جھوٹ کہوں) ۔

چوتھی حالت فارسی کی طرح حالت مفعول معہ اسی طرح ہے جس طرح مفعولی ۔

پانچویں حالت ندائی ہے جس کی گردان حالتِ فاعلی کی طرح ہوتی ہے ۔ البتہ اس میں حرف ندا اے لگاتے ہیں ، لیکن یہ علامت اے صرف اس حالت میں لاتے ہیں جب کہ کسی ایسے شخص کو پکارا جائے جو قریب ہو ۔ یا اس کا استعمال دعا اور تعظیم کے لیے ہوتا ہے ۔ مثلاً اے خدا ، اے پادشاہ ۔ جب اس علامت کا استعمال صیغہ جمع کے ساتھ ہوتا ہے تو علامت جمع [ص ۲۷] ن حذف کر دیتے ہیں ۔ مثلاً اے یارو ۔ تعظیم اور ادب کے لیے پکارے جانے والے کو یوں مخاطب کرتے ہیں : او جی ، او میاں ۔ مثلاً او پیادہ جی ، او میاں ٹھاکر ۔

چھٹی حالت ظرفی ہے اور اس کی گردان بھی حالتِ فاعلی کی طرح ہوتی ہے ۔ البتہ اس کے ساتھ حرفِ اضافتِ ظرفی اسم کے فوراً بعد لاتے ہیں برعکس بعض زبانوں کے جن میں یہ حرف گردان

میں اسم سے پہلے آتا ہے - ان حروف میں سے ، سوں ، میسوں ، سیتی عام طور پر ان حرفوں کے ساتھ لاتے ہیں جیسے سات ، نزدیک ، نیچے ، بھیتر ، مثلاً صاحب کے سات (یعنی اپنے مالک کے ہمراہ یا ساتھ) ، انگار کے نزدیک (یعنی آگ کے قریب) ، گھر کے بھیتر (یعنی گھر پر یا گھر میں) ، ہات کے نیچے (یعنی ہاتھ کے نیچے یا ہاتھ تلے) -

ساتویں صورت یہ ہے : حالتِ فاعلی جمع کی صورت میں اسم کا خاتمہ ے یا ا پر ہوتا ہے بشرطیکہ فاعل واحد ا پر ختم ہو تو فاعل جمع ے پر ختم ہوتا ہے ، لیکن اگر فاعل واحد کے آخر میں ے ، و ، ہ یا کوئی حرف صحیحہ ہو تو فاعل جمع ہمیشہ ا پر ختم ہوتا ہے -

یہ اور بعض مونث اسموں[4] کی جمع وں ، یں یا یاں پر ختم ہوتی ہے ؛ مثلاً آنکھیں ، آنکھوں ، باتیں ، باتوں ، مچھلی ، مچھلیاں ، مچھلیاں پیرتیاں تھیں - بعض اوقات آنکھ کی جمع آنکھاں بھی آتی ہے - عام استعمال میں جمع بنانے کے لیے ایسے الفاظ بھی لاتے ہیں جن سے تعداد یا کثرت ظاہر ہوتی ہے - مثلاً سب ، لوگ ، مثلاً صاحب سے جمع صاحباں ، سب صاحب ، صاحب لوگ بناتے ہیں -

بے جان چیزوں کو ظاہر کرنے والے اسماء کی جمع صرف دو طرح کی ہے ؛ مثلاً چوکی (بہ معنی کرسی) ، چوکیوں ، سب چوکی -[5]

کچھ اور اسماء جو ہ پر صورتِ واحد میں ختم ہوں وہ صورتِ جمع میں غنہ 'اں' میں بدل جاتے ہیں - خاص طور پر ایسی صورت میں جب جمع بنانے کے لیے سب یا لوگ استعمال کریں ، مثلاً سب فرشتے بجائے فرشتاں -

[ص ۲۸] جنس کے صرف دو صیغے ہوتے ہیں؛ یعنی مذکر اور مونث* ، لیکن مزید بحث سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک امرِ خاص کی وضاحت کر دی جائے ، اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان کے لوگ عام طور پر اپنی گفتگو میں ایک محاورہ یا خاص انداز گفتگو استعمال کرتے ہیں جو کچھ غیر معمولی ہے اور وہ یہ کہ لفظوں کے ساتھ وہ تقریباً ہمیشہ دو رکنی ہم قافیہ یا ہم صوت لفظ ملا دیتے ہیں[6] جس کا سمجھنا شروع شروع میں بہت دشوار معلوم ہوتا ہے ، تاوقتیکہ سنتے سنتے ان کی عادت یا مشق نہ ہو جائے - مثلاً کپڑا اوپڑا ، مچھی وچھی ، کوڑی اوڑی ، کرچ ورچ ، کھانا وانا** -[7]

---

* متن میں یہاں پہلے ایک حاشیہ درج تھا جو بعد میں قلمزد کر دیا گیا اور اب پڑھا نہیں جا سکتا -

** غالباً یہاں کچھ حصہ ترجمے میں رہ گیا ہے ، کیونکہ اس میں جنس کی تفصیل کی توقع کی جاتی ہے -

قسمت دوم

اسم کی گردان

حالت	واحد		Singular	حالت	جمع		Plural
فاعلی	آدمی		A man	فاعلی	آدمیاں		Men
اضافی	آدمی	کا / کهه	Of a man	اضافی	آدمیاں	کا / کهه	Of men
مفعولی یا مفعول معه	آدمی	کون / کیتیں / سیتے	To a man	مفعولی یا مفعول معه	آدمیاں	کون / کیتیں / ستے	To men
ندائی	اے آدمی		O man	ندائی	اے آدمیاں		O men
ظرفی	آدمی	سے / سوں / میسوں / سیتے	From a man	ظرفی	آدمیاں	سے / سوں / میسوں / ستے	From men
فاعلی	بوڈی		An old woman	فاعلی	بوڈیاں		Old women
اضافی	بوڈی کی		Of an old woman	اضافی	بوڈیاں کی		Of old women
مفعولی یا مفعول معه	بوڈی	کون / کیتیں / ستے	To an old woman	مفعولی یا مفعول معه	بوڈیاں	کون / کیتیں / ستے	To old women
ندائی	اے بوڈی		O, old woman	ندائی	اے بوڈیاں		O, old women

حالت	واحد			حالت	جمع		
ظرف	بوڈی	سے سوں میسوں ستے	From an old woman	ظرف	بوڈیاں	سے سوں میسوں ستے	From old women

[ص ۳۰]

حالت	واحد			حالت	جمع		
فاعلی	صاحب		Master	فاعلی	صاحباں		Masters
اضافی	صاحب	کا کہہ	Of a master	اضافی	صاحباں	کا کہہ	Of masters
مفعولی یا مفعول معہ	صاحب	کوں کیتیں ستے	To a master	مفعولی یا مفعول معہ	صاحباں	کوں کیتیں ستے	To masters
ندائی	اے صاحب		O master	ندائی	اے صاحباں		O masters
ظرفی	صاحب	سے سوں میسوں ستے	From a master	ظرفی	صاحباں	سے سوں میسوں ستے	From masters

حالت	واحد			حالت	جمع		
فاعلی	کام		Work	فاعلی	کاماں		Works
اضافی	کام	کا کہہ	Of a work	اضافی	کاماں	کا کہہ	Of works
مفعولی یا مفعول معہ	کام	کوں کیتیں ستے	To a work	مفعولی یا مفعول معہ	کاماں	کوں کیتیں ستے	To works
ندائی	اے کام		O work	ندائی	اے کاماں		O, works
ظرف	کام	سے سوں میسوں ستے	From a work	ظرف	کاماں	سے سوں میسوں ستے	From works

[ص ۱م] 'ث' یا 'سے'[78] سے بھی حالتِ ظرفی کی علامت ہے جس کی بجائے اکثر سوں یا ستے استعمال کرتے ہیں -

بعض اسماء کی جمع کی گردان حسب ذیل طریقے سے بنائی جاتی ہے :

واحد		جمع	
بت	Deity or idol	بتاں	Deities or idols
دیو	Evil spirit, devil	دیواں	Devils
پانو	Foot	پانواں	Feet
نانو	Name	نانواں	Names
لہو	Blood	لہواں	Bloods
سہرہ	Shoulder	سہراں	Shoulders
تالو	Crown of head	تالواں	Crowns of heads
بہا	Nuptial	بہایاں	Nuptials
تلاؤ ، تالاب	Pond	تلاواں	Ponds
نوشہ	Bridegroom	نوشہواں	Bridegrooms
بائی	Woman	بائیاں	Women
انبھائی	Virgin	انبھایاں	Virgins
دائی	Maid servant	دائیاں	Maid servants
لڑائی	War	لڑائیاں	Wars
بوبو	Younger sister	بوبویاں	Younger sisters
بازو	Arm	بازواں	Arms

ہندوستانی زبان میں مہینوں کے نام وہی ہیں جو فارسی میں ہیں اور فارسی میں بھی وہی ہیں جو عربی میں ہیں :

پہلا	دوسرا	تیسرا	چوتھا	پانچواں	چھٹا
محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الآخر	جمادی الاول	جمادی الآخر
ساتواں	آٹھواں	نواں	دسواں	گیارھواں	بارھواں[79]
رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذی القعدہ	ذالحجہ

[ص ۴۲] لیکن چونکہ فارسی بلکہ یوں کہیے کہ عربی مہینوں کا دور شمسی سال کے دور کے مطابق[80] نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل موسموں میں بدلتا رہتا ہے اس لیے اس کو کسی شمسی سال کے مطابق نہیں[81] کیا جا سکتا ۔ تاہم مسلمانوں کی سرکار اپنے محصولات اور حسابات عام طور پر ہندو[82] مہینوں کے مطابق رکھتی ہے اور اُن کی تاریخیں قطعی طور پر متعین ہوتی ہیں جیسی کہ ہمارے شمسی سال کی ہیں ، سوائے اس کے کہ موسموں کی مطابقت سے اُن میں ایک مقررہ تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور ایک مسلسل و مستقل اضافہ اُن کے ایام کے حساب میں ہوتا رہتا ہے[83] - نامناسب نہ ہوگا اگر ہم یہاں ان ہندو مہینوں کے نام اور اپنے حساب سے اُن کی مطابقت کی تفصیل یہاں درج کر دیں -

ہندو مہینے کا نام	ہر مہینے میں ایام کی تعداد	کس انگریزی تاریخ کو شروع ہوتا ہے	اس مہینے میں دن	کس انگریزی تاریخ کو ختم ہوتا ہے
بیساکھ	۳۱	۱۰ اپریل	۲۱	۱۰ مئی
جیٹھ	۳۱	۱۱ مئی	۲۱	۱۰ جون
اساڑ	۳۰	۱۱ جون	۲۰	۱۰ جولائی
ساون	۳۱	۱۱ جولائی	۲۱	۱۰ اگست
بھادوں	۳۱	۱۱ اگست	۲۱	۱۰ ستمبر
اسن	۳۰	۲۰ ستمبر	۲۰	۱۰ اکتوبر
کاتک	۳۰	۱۱ اکتوبر	۲۱	۹ نومبر
اگہن	۲۹	۱۰ نومبر	۲۱	۸ دسمبر
پوس	۲۹	۹ دسمبر	۲۳	۶ جنوری
ماگھ	۲۹	۷ جنوری	۲۳	۴ فروری
پھاگن	۳۰	۵ فروری	۲۳	۷ مارچ
چیت	۳۱	۸ مارچ	۲۳	۸ اپریل

ہندو اور مسلمان دونوں اپنے مہینے کو چار ہفتوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں۔

[ص ۴۳] فارسی اور ہندو دنوں کے نام اور آپس میں اُن کی اور انگریزی دنوں سے مطابقت یوں ہے :

فارسی ایامِ ہفتہ	ترتیب	انگریزی ایامِ ہفتہ	ترتیب	ہندو ایامِ ہفتہ	اُن کی ترتیب
یک شنبہ	۲	Sunday	پہلا دن	ربی	ساتواں دن
دو شنبہ	۳	Monday	دوسرا	سوم	پہلا
سہ شنبہ	۴	Tuesday	تیسرا	منگل	دوسرا
چہار شنبہ	۵	Wednesday	چوتھا	بود	تیسرا
پنج شنبہ	۶	Thursday	پانچواں	برسپت	چوتھا
جمعہ	۷	Friday	چھٹا	سکر	پانچواں
شنبہ (روزِ سبت) [۸۲]	۱	Saturday	ساتواں	سینی	چھٹا

[ص ۴۴ خالی]

[ص ۳۵] ## قسمت ، اسماء کی ساخت

اسماء اپنی ساخت کے اعتبار سے واحد ہوتے ہیں یا جمع اور اکثر مذکر کو مونث بنانے کے لیے یائے معروف استعمال کرتے ہیں 'ی'*۔

مذکر	مؤنث
بندہ	بندی
بھولا	بھولی
بیٹا	بیٹی
چاکر	چاکری[۸۵]
دوستدار ، یار	دوستدارنی ، یارنی[۸۶]
مرید	مریدنی[۸۷]
پردیسی	پردیسنی[۸۸]
گھوڑا	گھوڑی
ہرن	ہرنی
بلاؤ	بلی[۸۹]
ہاتی	ہتنی[۹۰]
اونٹ	اونٹنی[۹۱]

[ص ۳۶] بعض اسم نفی کا سابقہ 'بے' لگا کر بنائے جاتے ہیں ۔ مثلاً 'بے ایمان' :

ایمان	بے ایمان
فہام	بے فہام
تقصیر	بے تقصیر
در	بے در
فائدہ	بے فائدہ
عیب	بے عیب
وفا	بے وفا
ہنر	بے ہنر
خوف	بے خوف
گناہ	بے گناہ
خبر	بے خبر
نفع	بے نفع

[* تکرار کے خیال سے انگریزی مترادفات درج نہیں ہوئے ، متن میں شامل ہیں اور دیکھے جا سکتے ہیں ۔ یہ صورت آگے بھی ملحوظ رکھی گئی ہے] ۔

اسم بنانے کا ایک اور طریقہ حرفِ تصغیر 'کم' لگانے کا ہے:

قوت	کم قوت
عقل	کم عقل
ذات	کم ذات
زور	کم زور
بخت	کم بخت
قیمت	کم قیمت

حرف نفی لا یا نا ساتھ لگا کر بناتے ہیں:

رضامند	نارضامند
چارہ	لاچارہ۹۲
چیز	ناچیز
امید	ناامیدی۹۳
حق	ناحق
دانائی	نادانائی۹۳
مہربانی	نامہربانی
توانائی	ناتوانائی

[ص ۷۳] سابقہ با لگا کر جس سے معنی خوبی، صلاحیت یا ملکہ کے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً

[متن میں یہاں سلسلہ منقطع ہے لیکن بحث کا سلسلہ وہی ہے]۔

لاحقہ والا اور ار لگا کر مثلاً:

تقصیر	تقصیر والا/والی
نصیب	نصیب والا/والی
تغافل	تغافل والا/والی
مچھی	مچھی والا/والی
نہست	نہست والا
سونا	سنار۹۵
لوہا	لوہار۹۶
چمڑا	چمار۹۷

لفظ غیر بطور سابقہ بہ معنٰی محروم یا نفی :

انصاف	غیر انصاف
ہنگام	غیر ہنگام
فرصت	غیر فرصت
آشنا	غیر آشنا
مناسب	غیر مناسب

حرف دان بطور لاحقہ جس سے معنی ظرف مکاں (رکھنے کی شے) کے پیدا ہوتے ہیں :

قلم	قلمدان
شمع	شمعدان
پیک	پیک‌دان
عطر	عطردان
پان	پاندان
ناس	ناسدان

[ص ۷۸] لاحقہ کے طور پر حرف گو لگا کر جس سے معنی کہنے والے یا خصوصیت کے پیدا ہوتے ہیں :

بیہودہ	بیہودہ گو
دروغ	دروغ گو
خوشامد	خوشامد گو
برآمد	برآمد گو

حرف ِ صنت خوش بہ معنٰی خوشگوار اور خوب بہ معنی اچھا بطور ِ سابقہ لگا کر ؛ مثلاً خوش بوئی (Fragrance) ، بوئی (Scent) :

وقت	خوش وقت
حال	خوش حال
آواز	خوش آواز
صورت	خوبصورت

حرف ظرف مکان گاہ۹۸ بہ معنی وقت و مکان ، مثلاً :

خواب	Sleep	خوابگاہ	Chamber
شکار	Game	شکارگاہ	Forest, chase park
تخت	Throne	تخت گاہ	Metropolis
چرا	Pasturage	چراگاہ	Pasture
نشست	Sitting	نشست گاہ	Seating hold
در	Door	درگاہ	Place of worship
قدم	Foot	قدم گاہ	Footsteps also residence
ہر	Every	ہر گاہ	Whenever

اسم لاحقہ خانہ بہ معنی مکان لگا کر ، مثلاً :

دولت	Fortune	دولت خانہ	A palace
کار	Work	کارخانہ	Shop
توپ	Armour	توپ خانہ	A train of artillary
مہمان	Guest	مہمان خانہ	Dining room
فوطہ	Treasure	فوطہ خانہ	Treasury
بت	Idol	بت خانہ	Temple

حرف گر یا گار بہ معنی کرنا یا کار بہ معنی کام کرنے والا بطور لاحقہ لگا کر ، مثلاً :

شیشہ	شیشہ گر
کار	کاریگر
توان	توانگر
سودا	سوداگر
بد	بدکار
پرور	پروردگار۹۹
خدمت	خدمتگار
ہر	ہر گاہ

[ص ۹۳] حرف چی۱۰۰ لگا کر ، مثلاً :

مشعل	Torch	مشعلچی	Torch bearer
خزانہ	Treasury	خزانچی	Treasurer
بندوق	Gun	بندوقچی	Gun man
توپ	Gun	توپچی	Gun man

حرف بان لگا کر ، مثلاً :

نگاہ	Sight	نگہبان	Watchman
در	Door	دربان	Doorman
دار	House	داربان[۱۰۱]	Housekeeper
سایہ	Shadow	سایہ بان[۱۰۲]	Shed umbrella
باغ	Garden	باغبان	Gardener

حرف گیر لگا کر ، جو علامت گرفت یا پکڑ کی ہے ، مثلاً :

گل	...	گلگیر	...
خو	...	خوگیر	...
دل	Heart	دلگیر	Grief
موزہ	...	موزہ گیر	...

[ص ۵۰] حرف ہم لگا کر بہ معنی ساتھ ، مثلاً :

دم	Breadth	ہمدمی	Sincerity
راہ	Way	ہمراہ	Companion
جنس	Speciy	ہم جنس	Fellow
سایہ	Shadow	ہم سایہ	Neighbour

حرف خوار لگا کر بہ معنی کھانے یا پھاڑ کھانے والا ، مثلاً :

غم	Grief	غمخوار	Comfortrer
شراب	Wine	شراب خوار	Drunkard
کم	Little	کم خوار	One who eats little
پر	Full	پُرخوار	One who eats more
چغل	Slander	چغل خوار	A slanderer

اسم زادہ لگا کر بہ معنی پیدا شدہ ، جنا ہوا ، مثلاً :

حرام	Forbidden	حرام زادہ	Bastard
حلال	Lawfull	حلال زادہ	Legitimate child
شاہ	King	شاہ زادہ	Prince

اسم باڑی[۱۰۳] لگا کر ، مثلاً :

ٹھاکر	Idols	ٹھاکر باڑی	Temple
امام	Priest	امام باڑی	...
گولہ	Goods	گولا باڑی	Warehouse
گھال	Cowhouse	گھال باڑی	Cowstalls
کمہار	Potter	کمہار باڑی	...

[ص ۵۱] حرف پوش بہ معنی ڈھکنا لگا کر ، مثلاً :

زین	Saddle	زین پوش	Saddle cover
سر	Head	سرپوش	Cover (lid)
پلنگ	Bedstead	پلنگ پوش	Bed cover
پا	Foot	پاپوش	Shoe or slipper
بالا	Upon	بالا پوش	Cover
رو	Face	روپوش	Veil

حرف ی (بطور لاحقہ) لگا کر ، مثلاً :

چوڑا	Broad	چوڑائی	Breadth
لاچار	Helpless	لاچاری	Helplessness
کم قوت	Impotent	کم قوتی	Impotence
خوشبو	Fragrant	خوشبوئی	Fragrance
خوشوقت	Joyful	خوشوقتی	Joy
دلگیر	Sad	دلگیری	Melancholy
خبر	Advise	خبر گیری	Care
دست	Hand	دستگیری	Patronage
خود پسند	Self ; own	خود پسندی	Vanity
دروغ	Falsity	دروغی	Liar
لالچ	Avarice	لالچی	Miser
جوہر	Jewel	جوہری	Jeweller
داند	...	داندی	...
آزار	Sickness	آزاری	Sick

[صفحہ ۵۲ سادہ]

قسمت چہارم

بیان صفت کا[۱۰۴]

[ص ۵۳]

صفت ہمیشہ اپنے اسم (موصوف) سے پہلے آتی ہے اور اس اسم کے صیغے جنس اور عدد کے مطابق ہوتی ہے ۔ اس کا حرفِ آخر شئے موصوف کی[۱۰۵] جنس کی مناسبت سے بدلتا رہتا ہے ۔

اچھا باپ	Good father	سادے آدمیاں	Mild men
اچھی ماں	Good mother	نو شادی	...
اچھے بھائیاں	Good brothers	نیا باغ	New garden
اچھی بھیناں	Good sisters	ساری بائیاں کوں	To all women
جھوٹے نبیاں	False prophets	باقی کی بائیاں	Rets of the women
بیہودی باتاں	Vain talking	دوبلی انبھائیاں	Lean girls

حاشیہ :

صفات اسم نہیں ہیں کیونکہ وہ اشیا کے نام نہیں ہیں بلکہ وہ صرف اُن کی کیفیت یا حالت بیان کرتی ہیں ۔ ان کو صفات (attributives) کہنا چاہیے کیونکہ وہ جن اسما سے تعلق رکھتی ہیں اُن کو کسی نہ کسی[۱۰۶] کیفیت (quality) سے موصوف کرتی ہیں ۔

صفت میں مقابلہ یا درجہ (یعنی[۱۰۷] تفضیل) ظاہر کرنے کے لیے حروف ستی ، سبتی ، سوں بھی اس طرح شامل کرتے ہیں :

توں میرے سوں بھی برا ہی آدمی ہے ۔ سارے آدمیاں سوں بھی اللہ قیاس مند ہے ۔
اچھا تم سیتی چھوٹا ۔

صفت بنانے کے لیے بہت سے قاعدے ہیں ۔ مثلاً حرف با بطور سابقہ لگا کر جس سے صلاحیت ؛ والا ؛ ظاہر ہوتی ہے :

ہمت	Bravery	با ہمت	Brave
انصاف	Justice	با انصاف	Just
[ص ۵۴] ہوش	Skill	با ہوش	Skillfull
آرام	Care	با آرام	Easy
خبر	Care	با خبر	(?)Aware

یا حرف با بہ معنی ساتھ ، ہمراہ ، شامل یا بے بہ معنی بغیر لگا کر :

با استر	Lined	بے استر	Unlined
با پروا	Careful	بے پروا	Careless
با خبر	Intelligent, sobr	بے خبر	Foolish
با ہوش	Wise	بے ہوش	Foolish

یا حرف کم بطور سابقہ لگا کر جس سے کمی کے معنی پیدا ہوتے ہیں ، مثلاً :

ذات	Rank, caste	کم ذات	Mean ; of low rank

یا حرف مند بطور لاحقہ لگا کر جس سے ملکیت یا قبضہ کا مفہوم پیدا ہوتا ہے :

طالع	Destiny	طالع مند	Destined
دولت	Property	دولت مند	Rich
مصیبت	Adversity	مصیبت مند	Calamitory
بہرہ	Great	بہرہ مند	Fortunate

حرف نا یا لا لگا کر جو معدوم یا نہ ہونے کی علامت ہے :

چارہ	Help	لاچار	Helpless
پروا	Care	لاپروا	Careless
چیز	Thing (worth)	ناچیز	Worthless
امید	Hope	ناامید	Hopeless
حق	Right	ناحق	Wrong
[ص ۵۵] دانا	Wise	نادان	Ignorant
مہربان	Kind	نامہربان	Unkind
توان	Powerful	ناتوان	Impotent

حرف والا لگانے سے اشخاص یا افراد میں وہ صفت ظاہر کرتے ہیں :

سونا	Gold	سونا والا	Golden or gold fellow

حرف دار لگا کر صفت رکھنے والا بناتے ہیں ، مثلاً :

خبر	Advice	خبردار	Well-advised
دیانت	Honesty	دیانت‌دار	Honest
نام	Name	نام‌دار	Famous
سر	Head	سردار	Chief
مزہ	Taste	مزےدار	Savoury
داغ	Scar	داغدار	Spotted
...	...	...	Grateful
جواہر	Jewel	جواہردار	Adorned with jewels

حرف مند لگا کر جس سے کسی فرد میں کسی صفت کا پایا جانا ظاہر ہوتا ہے :

رضا	Will	رضامند	Contented
عقل	Wisdom	عقلمند	Wise
خرد	Wisdom	خردمند	Wise
فتح	Victory	فتح مند	Victorious
درد	Pain	دردمند	...

[ص ۵٦] حرف غیر لگا کر جس کے معنی بغیر یا بلا کے ہوں گے ، مثلاً :

ایام	Season	غیر ایام	Unseasonable
حاضر	Present	غیر حاضر	Absent
عادل	Just	غیر عادل	Unjust

حرف بہ کو دو لفظوں کے درمیان لاتے ہیں ۔ ان سے تمیز فعل بھی ہوتی ہے (یعنی معنی ظرف کے پیدا ہوتے ہیں) ، مثلاً :

نو	New	نو بنو	Various, variously
رنگ	Colour	رنگ برنگ	Diverse, diversity
گروہ	Group	گروہ بہ گروہ	In crowd, crowding
ساعت	Hour	ساعت بہ ساعت	Continuous, continually

حرف کش لگا کر جس سے معنی اٹھانے ، بلند کرنے یا رکھنے کے پیدا ہوتے ہیں :

سر	Head	سرکش	Headstrong
بدن کا سرکش گھوڑا!			...
کینہ	Malice	کینہ کش	Malicious

حرف گو لگا کر جس سے معنی کہنے والے کے پیدا ہوتے ہیں :

غرض	Intention	غرض گو	Crafty

ایک اور حرف صفت خراب لگا کر جس سے معنی برے یا بد کے شامل ہو جاتے ہیں ، مثلاً :

حال	Condition	خراب حال	In wretched condition

صفت بد لگا کر جس سے معنی خراب یا برے کے پیدا ہوتے ہیں ، مثلاً :

کار	Work	بدکار	Wicked, evil
ذات	...	بد ذات	Mischievous
بخت	Fortune	بد بخت	Unlucky
گمان	Opinion	بد گمان	Suspicious
بوے	Scent	بد بوے	Bad smell

[ص ۵۷] : حرف ور یا آور لگا کر ، مثلاً :

طالع	Fate	طالع ور	Fortunate
بخت	Fortune	بخت ور	Prosperous
زور	Strength	زورآور	Strong
دل	Heart	دلاور	Valiant
یاری	Help	یاور	Ally
سزا	...	سزاوار	...

حرف گیر لگا کر جس سے معنی بہرہ مند (؟) کے ہوتے ہیں :

دل	Heart	دلگیر	Grieved

حرف پرست لگا کر جو علامت پرستش یا پوجنے کی ہے :

خدا	God	خدا پرست	Devout
نفس	Soul	نفس پرست	Sensuous
تن	Body	تن پرست[۱۰۸]	Selfish
بت	Idol	بت پرست	Idolator
آشنا	Friend	آشنا پرست	Friendly ; obliging

حرف ہم یا یک کو بطور سابقہ لگا کر جس کے معنی ایک ہو جانے کے ہیں :

دم	Breath	ہم دم	Sincere
ذات	Kind	یک ذات	Similar
دل	...	یک دل	...
رنگ	Colour	یک رنگ	...
اتفاق	...	یک اتفاق	...

حرف خوار بطور لاحقہ جس سے معنی کھانے والے کے پیدا ہوتے ہیں ، مثلاً :

خون	Blood	خون خوار	...
کم	Little	کم خوار	...

[ص ۵۸] لفظ زادہ بطور لاحقہ لگا کر جس سے معنی 'جنا ہوا' پیدا ہوتے ہیں ، مثلاً :

حلال	Lawful	حلال زادہ	Legitimate

حرف پوش لگا کر جس سے اوڑھنے ، ڈھکنے ، چھپانے کے معنی پیدا ہوتے ہیں :

رو	Face	روپوش	Concealed

صیغۂ اضافت کے حروف لگا کر ، مثلاً :

خوش‌خبری کی باتیں	Agreeable news Or Word of pleasing advice
خوش (خود) پسندی کا آدمی	Self conceited man and a man of self conceit

حرف ی اسم موصوف یا منعوف کے ساتھ لگا کر ، مثلاً :

آزار	Sickness	آزاری	Sick
لالچ	...	لالچی	...
ذات	...	ذاتی	...

حرف اشارہ لگا کر جس سے وہ اور یہ کے معنی پیدا ہوتے ہیں :

خوب ہے سو چاکر	...
زبوں ہے سو چاکر۱۰۹	...
چور ہے سو بلی	...
لکھتا سو کرانی (؟)	...
دوڑتا سو گھوڑا	A running horse
اوڑتا سو چڑیا	A flying bird
سوتا سو بھائی	A sleeping brother
تیرتی سو مچھی	A swimming fish

حرف ہارا لگا کر جس سے کام کرنے والے یعنی فاعل کے معنی پیدا ہوتے ہیں :

منّت کرنے ہارا	...
نیکی کرنے ہارا	...
ظلم کرنے ہارا	...
جھوٹ بولنے ہارا	...

محاورہ یا طرز کلام کا کوئی لفظ لگا کر جس سے کرنے والے یا کی جانے والی کی صفت ظاہر ہوتی ہے ، مثلاً :

نیکی کرتا ہوا سو اون	...
[ص ۵۹] نیکی کرتا ہوا سو اونیے	...
تیہا کرتا ہوا سو پینا	...
تیز کرتا ہوا سو کولہاڑی (کلہاڑی)	...

عربی لفظ کے بعد ہندی طرز کلام یا کلمہ محاورہ ، مثلاً :

قدرت سوں ہے سو اللہ	...
قیاس سوں ہے سو خدا	...
انصاف سوں ہے سو کوتوال	...
مکر سوں ہے سو حاصل والا	...

صفت ساری اور سب جس سے تمام اور کل کے معنی پیدا ہوتے ہیں ، اسماء کے ساتھ بطور سابقہ لگائے جاتے ہیں کیونکہ یہ بھی اسم سمجھے جاتے ہیں :

سب	All	سب کوں	All
سارے	All	ساریاں کوں	To all

ایسی صفات جو اکثر استعمال ہوتی ہیں ، مندرجہ ذیل فہرست میں دی گئی ہیں :

سونلا۱۱۲	Brown, Grey	گول	Round
ابلق	...	چوکھونٹا	Square
کالا	Black	مشہور ، عام	Common
اونچا	High	تمام ، سارے ، سب	All
نیچا	Low	ہلکا	Light
تنگ	Narrow	بھاری	Heavy
کشادہ	Broad	لمبا	Long
روشن	Light	چوڑا	Broad
غبار	Cloudy	دونو ، لپیٹا۱۱۳	Double
میلا	Dirty	تحفہ	Gift
چھیلا	Muddy	کڑوا	Bitter
لنگا	...	نازک	Soft
بیرانہ (برانا)۱۱۵	Strange	سفید ، اُجیالا۱۱۰	White
اپنا	Own	لال	Red
سخت	Hard	ہرا	Green
پکا	Ripe	پیلا	Yellow
کچا	Unripe	نیلا	Blue

میٹھا	Sweet
کھٹا	...
خراب	Ugly
بڑا	Great
چھوٹا	Little
ننھا	Small
مہنگا	Dear
سستا	Cheap
کاہلا۱۱۲	Sick
بھلا	Well
صاف	Clear
گدلا	Muddy
بوڈھا (بوڑھا)	Old
جوان	Young

سڑا	...
جلد	Swift
آہستہ	Slow
دوبلا (دُبلا)	Lean
موٹا	Fat
باریک	Slender
گرم	Hot
ٹھنڈا	Cold
پورانہ (پرانا)۱۱۱	Old
نیا	New
پاک	Pure
ناپاک	Impure
خوب ، اچھا	Good
حرام	...
بد	Bad

قسمت ہفتم

[ص ۶۱]

اسم عدد (صفت عددی) گنتی

1	ایک	۱	26	چھبیس	۲۶
2	دو	۲	27	ستائیس	۲۷
3	تین	۳	28	اٹھائیس	۲۸
4	چار	۴	29	اونتیس	۲۹
5	پانچ	۵	30	تیس	۳۰
6	چھے	۶	31	اکتیس	۳۱
7	سات	۷	32	بتیس	۳۲
8	آٹھ[۱۱۶]	۸	33	تیتیس	۳۳
9	نو	۹	34	چوتیس	۳۴
10	دس	۱۰	35	پیتیس	۳۵
11	اگارہ[۱۱۷]	۱۱	36	چھتیس	۳۶
12	بارہ	۱۲	37	سیتیس	۳۷
13	تیرہ	۱۳	38	اٹتیس[۱۱۸]	۳۸
14	چودہ	۱۴	39	اونتالیس ، اونچالیس[۱۱۹]	۳۹
15	پندرہ	۱۵	40	چالیس	۴۰
16	سولہ	۱۶	41	اکتالیس	۴۱
17	سترہ	۱۷	42	بیالیس	۴۲
18	اٹھارہ	۱۸	43	تیتالیس	۴۳
19	اونیس	۱۹	44	چوالیس ، چوتالیس[۱۲۰]	۴۴
20	بیس	۲۰	45	پینتالیس	۴۵
21	اکیس	۲۱	46	چھیالیس ، چھتالیس[۱۲۱]	۴۶
22	بائیس	۲۲	47	سیتالیس	۴۷
23	تیئیس	۲۳	48	اٹتالیس[۱۲۲]	۴۸
24	چوبیس	۲۴	49	اُنچاس[۱۲۳]	۴۹
25	پچیس	۲۵	50	پچاس	۵۰

51	اکاون	۵۱
52	باون	۵۲
53	ترپن	۵۳
54	چون ، چوپن[۱۲۴]	۵۴
55	پچپن	۵۵
56	چھپن	۵۶
57	ستاون	۵۷
58	اٹھاون	۵۸
59	اونسٹھ	۵۹
60	ساٹھ	۶۰
61	اکسٹھ	۶۱
62	باسٹھ	۶۲
63	ترسٹھ[۱۲۵]	۶۳
64	چوسٹھ	۶۴
65	پین سٹھ	۶۵
66	چھاسٹھ	۶۶
67	ست سٹھ[۱۲۶]	۶۷
68	اٹ سٹھ[۱۲۷]	۶۸
69	اونہتر	۶۹
70	ستر	۷۰
71	اکہتر	۷۱
72	بہتر	۷۲
73	تہتر	۷۳
74	چوہتر	۷۴
75	پچھتر	۷۵
76	چھہتر	۷۶
77	ستہتر	۷۷

78	اٹھتر	۷۸
79	اوناسی	۷۹
80	اسی	۸۰
81	اکاسی	۸۱
82	براسی[۱۲۸]	۸۲
83	تراسی	۸۳
84	چوراسی	۸۴
85	پچاسی	۸۵
86	چھاسی	۸۶
87	ستاسی	۸۷
88	اٹھاسی	۸۸
89	اونانوے[۱۲۹]	۸۹
90	نوے	۹۰
91	اکانوے	۹۱
92	برانوے[۱۳۰]	۹۲
93	ترانوے	۹۳
94	چورانوے	۹۴
95	پچانوے	۹۵
96	چھانوے	۹۶
97	ستانوے	۹۷
98	اٹھانوے	۹۸
99	نوانوے[۱۳۱]	۹۹
100	سو	۱۰۰
1000	ہزار	۱۰۰۰
100000	لک	۱۰۰۰۰۰
10000000	کروڑ	۱۰۰۰۰۰۰۰

عدد ترتیبی

1st	پہلا	26	چھبیسواں
2nd	دوسرا	27	ستائیسواں
3rd	تیسرا	28	اٹھائیسواں
4th	چوتھا	29	اونتیسواں
5th	پانچواں	30	تیسواں
6th	[۱۳۲] چھٹواں	31	اکتیسواں
7th	ساتواں	32	بتیسواں
8	آٹھواں	33	تیتیسواں
9	نواں	34	چوتیسواں
10th	دسواں	35	پینتیسواں
11	[۱۳۳] اگارواں	36	چھتیسواں
12	بارواں	37	سینتیس واں
13	تیرواں	38	[۱۳۴] اٹ تیسواں
14	چودہواں	39	[۱۳۵] اونچالیسواں
15	پندہرواں	40	چالیسواں
16	سولواں	41	[۱۳۶] اکچالیسواں ، اکتھالیسواں
17	ستروان	42	بیتالیسواں
18	اٹھارواں	43	تینتالیسواں
19	اونیسواں	44	[۱۳۷] چوتالیسواں
20	بیسواں	45	پنتالیسواں
21	اکیسواں	46	چھالیسواں
22	بائیسواں	47	سینتالیسواں
23	تئیس واں	48	[۱۳۸] اٹتالیسواں
24	چوبیسواں	49	[۱۳۹] انچاسواں
25.	پچیسواں	50	پچاسواں

51	اکاونواں ، یکپنواں
52	باونواں ، باپنواں
53	ترپن واں
54	چولواں ، چوپنواں
55	پچپنواں
56	چھپنواں
57	ستاونواں
58	اٹھاونواں
59	اونسٹواں
60	ساٹواں
61	اکسٹواں
62	باسٹواں
63	ترسٹواں
64	چوسٹواں
65	پین سٹواں
66	چھیسٹواں
67	ست سٹواں
68	[۱۳۰] اٹھاسٹواں
69	اونہترواں
70	سترواں
71	اکھترواں
72	[۱۳۱] باہترواں
73	تہترواں
74	چوہترواں
75	پچھترواں
76	چھترواں
77	ستترواں
78	اٹھترواں
79	اوناسیواں
80	اسیواں
81	اکاسیواں
82	[۱۳۲] براسیواں
83	تراسیواں
84	چوراسیواں
85	پچاسیواں
86	چھاسیواں
87	ستاسیواں
88	اٹھاسیواں
89	انانویواں
90	نویواں
91	اکانویواں
92	[۱۳۳] برانوینواں
93	ترانوینواں
94	چورانویواں
95	پچانویواں
96	چھانویواں
97	ستانویواں
98	اٹھانویواں
99	لوانویواں
100	سواں
1000	ہزارواں
100000	لاکواں
10000000	کروڑواں

اس زبان میں (اسم واحد) کو عدد 'سے' یوں ملاتے ہیں دو آدمی ، بہت آدمی ، کے آدمی

[ص ۹۳،۹۴ خالی]

باب سوم

ضمائر

[ص ٩٥]

ان کی گردان اسی طرح ہوتی ہے جس طرح اسم کی ہوتی ہے -

ضمیر شخصی Personal ، (صیغۂ متکلم)

	واحد (Singular)		جمع (Plural)	
Nominative فاعلی	میں ، ہم	I	ہمیں ، ہموں ، ہمارا ۱۳۴ ، ہمیں سب ، ہم لوگ	We
Genitive اضافی	میرا ، ہمارا ، میری	of me, mine. my.	ہموں کا ، ہم سب کا ، ہم لوگ کا	of us, our, ours.
Dative or Accusative مفعولی	مجھے ، ہم کو ، مجھکوں ، ہمیں ، مجبے ، مجکو	To me, me.	ہمنا کوں ۱۳۵ ، ہمنا ، ہموں کوں ، ہم سب کوں ، ہموں کو تیں ، ہم سب کے تیں	to us, us.
Ablative ظرفی	مجھسے ، ہم سے ، میرے میں ، میرے سوں ، میرے سیوں	from me	ہمارے مے ، ہمارے سوں ، ہموں سے ، ہم سب سے ، ہمارے سوں ، ہمارے سیوں	from us.
	میرے واستے (واسطے) ۱۳۶	for me.		
	میرے سات	with me	ہمارے سات	with us.
	میرے نزدیک	at me, near me	ہمارے نزدیک	at, near us
	میرے ہات سوں	by me	ہمارے ہات سوں	by us.
	میرے اندر	In me	ہمارے اندر	within us.
	میرے اوپر	above me	ہمارے اوپر	above us.

حالتِ ظرفی کے لیے اسی طرح اور حروف استعمال کرتے ہیں :

(صیغہ حاضر)

جمع		واحد		
You, ye	تومی ، تمھارا تمھوں	Thou.	توں ، تیں ، تم	Nominative فاعلی
Of you, yours.	تمھارے ، تمھوں کا تمھاریاں	of thee, thine, they.	تیرا ، تیری تمھارا ، تجھ	Genitive اضافی
to you, you.	تمھوں کوں تمنا ، تمنا کوں	To Thee Thee	تجھ کو ، تجکوں تجھے	Dative or Accusative
from you.	تمھوں سے تمھارے سے	From thee.	۱۲۷ تجھ سے ، تم سے تیرے سے	مفعولی Ablative
within you	تمھارے بیچ میں	within thee	تیرے بیچ میں	ظرفی
حاشیہ : تم ، توں ، تیں کو بالعموم لوگ بلا تخصیص استعمال کرتے ہیں کیونکہ اُن کے معنی بالکل ایک ہیں ۔		کلمہ تکریمی بجائے تو کے		
		Thou	تم	
		of thee	۱۲۸ تومانرا ، تومانری	
		to thee, thee	تمکوں	
		from thee	۱۲۹ تومانرا سے	

صیغہ غائب

(مذکر)

جمع		واحد		
they	اونو ۱۵۰	he	او	فاعلی
of them, theirs, their	اونو کا	of him, his	اونکا	اضافی
to them, them	اونو کوں	to him, him	اونکوں	مفعولی
from them	اونو سے	from him	اونسے	ظرفی

(مونث)

	واحد		جمع	
فاعلی	اونی	she	اونیاں[۱۵۱]	they
اضافی	اونیکا	of her, her	اونی یاں کا	of them, theirs, their
مفعولی	اونیکوں	to her, her	اونی یاں کوں	of them, them
ظرفی	اونی سے	from her	اونی یاں سے	from them

(بے جان Neuter)

فاعلی	ایں[۱۵۳]	it	اینو[۱۵۲]	they
اضافی	انکا	of it	اینو کا	of theirs, theirs, their
مفعولی	انکوں	to it, it	اینو کوں	to them, them
ظرفی	اینسے	from it	اینو سے	from them

(مونث)

فاعلی	اینی[۱۵۴]	she	اینیاں	they
اضافی	اینیکا	of her, her	اینیاں کا	of theirs, theirs, their
مفعولی	انیکوں	to her, her	اینیاں کوں	to them, them
ظرفی	اینسے	from her	اینیاں سے	from them

صیغہ مشترک

فاعلی	وہ ، وے	he, she, it, that	وے[۱۵۵] لوگ ، وے سب	They
اضافی	اوسکا	his, hers, its	وے سب کا ، وہ سب کا اوتوں کا	of them, of their, theirs
مفعولی	اوس ، اوس کیتیں اوس کوں	to him, to her to it, him, her it	وے سب کو وے سب کیتیں	to them
ظرفی	اوس سے	from him, her, it	وہ سب سے انوں سے	from them

	واحد		جمع	
فاعلی	سو تو وہ / وبے وس / تس اون	he, she, it also that	وے سب اوگ / وے سب ، اونہوں	they all, those
اضافی	اوسکا ، تسکا / اونکا	of her of that that's	وہ سب کا / اونہوں کا	of theirs, of those
مفعولی	اوس کو ، اوس کیتیں / اونکو ، اونکو تیں / تس کو ، تس کیتیں	to him, to her, to that that	وہ سب کو ، وہ سب کیتیں / اونہوں کو ، اونہوں کیتیں	to them, to those those
ظرفی	اوس سے ، ستے / اوسے	from him, from that	وہ سب سے / اونہوں سے	from them, from those

(اشارہ)

اس ، ان ، اے ، او ، اے لوگ ، ان ، اوسے ، اس سے ، اے سب ، اوسے لوگ ، اسے لوگ اسے سب ، اوسے سب

[ص ۶۸] صیغۂ تعظیمی یا تکریمی

	واحد		جمع	
فاعلی	آپ	he, himself	اپنیاں۱۵۶	themselves
اضافی	آپ کا ، اپنا	own, of himself	اپنیاں کا۱۵۷	of themselves
مفعولی	آپ کو ، اپنے تیں / آپ کے تیں	to himself himself	اپنیاں کوں	of themselves, themselves
ظرفی	آپ سے ، اپستے / آپسوں	from himself	اپنیاں سے	from themselves
فاعلی	اپی	he himself	اپنیاں	themselves
اضافی	اپنے کا	own, of himself	اپنیاں کا	of themselves
مفعولی	اپنے کو	to himself, himself herself	اپنیاں کو	to themselves
ظرفی	اپنے سے (میں)	for himself	اپنیاں سے (میں)	from themselves, themselves

آپ۱۵۸ کا لفظ بالعموم میں کے ساتھ (یعنی صیغۂ متکلم کی تکریم کے لئے) نہیں لاتے ، لیکن ہم آپ ، تم آپ ، وے آپ کا استعمال عام ہے ، بہرحال اپنا کا استعمال کسی بھی ذات کے لئے ہو سکتا ہے ؛ مثلاً میں اپنے ہاتھ سے لکھا۱۵۹ ۔ تعظیم کے لئے بولنے میں تمھارا کی جگہ اپنا اور تم کی جگہ آپ کہتے ہیں ۔

ضمیر اشارہ (قریب)

	واحد		جمع	
فاعلی	ایس ، اے ، تس ، تن	this	ایس سب۱۶۰ ، اے اوگ تہنوں ، تس لوگ۱۶۱	these
اضافی	اے کا ، اس کا ، تس کا ، تن کا	of this	ایس لوگ کا ، اے سب کا ، تنہوں کا ، تس لوگ کا	of these
مفعولی	ایسے ، اس کوں ، تس کو ، تن کو۱۶۲	to this, this	ایس لوگ کوں ، ایسے سب کوں ، تہنوں کوں ، تس لوگ کوں	to these, these
ظرفی	تسے ، تسنے ، اس سے (میں)	from this	تنہوں سے ، ایس سب مے (سے) ، تس لوگ سے	from these

[ص ۶۹]

ضمیر اشارہ (بعید)

	واحد		جمع	
فاعلی	اوس ، او	that	کوئی۱۶۳	any one
اضافی	اوس کا ، اوسی کا/کے	of that	کوئی کا ، کوئی کی/کے۱۶۴	of any one
مفعولی	اوس کوں ، اوسے	to that	کوئی کو	to anyone, anyone
ظرفی	اوس مے (سے)	from that	کوئی مے/سے	from anyone

فاعلی	ایک	one	ایکا ایک۱۶۵	every one
اضافی	ایک کا/کی	of one	ایک کا ایک	of every one
مفعولی	ایک کو	to one, one	ایک کو ایک	to every one
ظرفی	ایک مے	in one	ایکا ایک مے	from every one

ضمیرِ استفہامی

(شلزے نے اسے Relative کہا ہے جو در اصل ضمیرِ موصولہ کے لیے درست ہے ۔ مثالیں ضمائرِ استفہامی کی ہیں اس لیے عنوان میں ان کو ضمیرِ استفہامی لکھا گیا) ۔

	واحد		جمع	
فاعلی	کیں	who	کون	whom
اضافی	کیں کا	of whom, whose	کون کا/کے۱۶۶	of whom, whose
مفعولی	کیں کوں	to whom, whom	کون کوں	to whom, whom
ظرفی	کیں مے/سے	from whom	کون میں/سے	from whom

جو (who, which, that) ، جو کچھ ، کسی ، کوئی ، تس کوئی۱۶۷ ، جو کچھ ، کسی ، کوئی ، کوئی نہیں ، کسی کا نہیں ، کچھ ، کچھ نہیں ، ان کی گردان بھی اسی طرح ہوتی ہے ۔ کیا سوالیہ یا استفہامیہ ہے اور کیتا ، کیتی بھی ۔

[ص ۷۰]	واحد	جمع
فاعلی	کن ، کس	کن لوگ ، کس لوگ ، کن سب ، کس سب
اضافی	کس کا ، کن کا ، کس کے	کن لوگ کا ، کس لوگ کا ، کن سب کا ، کس سب کا
مفعولی	کس کو ، کن کو ، کس کے	کن لوگ کو ، کس لوگ کو ، کن سب کو ، کس سب کو
ظرفی	کسے ، کن سے ، کس مے/سے	کن لوگ سے ، کس لوگ سے ، کن سب سے ، کس سب سے

باب چہارم

[ص ۱۷]

افعال کی بحث

ہندوستانی زبان میں افعال کی گردان ایک عام قاعدے پر منحصر ہے - ہر فعل میں صرف تین صیغے ہوتے ہیں : مصدر (infinitive) ، حالیہ اور صیغہ امر - باقی صیغے دوسرے صیغوں کے لیے ان میں کوئی علامتِ صیغہ لگا کر بنا لیتے ہیں - ہر فعل میں تین زمانے ہوتے ہیں ، یعنی حال ، ماضی اور مستقبل غیر مرکب[۱۶۸] - چونکہ ان صیغوں میں جنس کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے جو عربی[۱۶۹] زبان کی صرف کے مطابق ہے اس لیے ان کی گردان جنس کی بنا پر بھی ہوتی ہے - اس مقصد کے لیے مخصوص حروف یا علامت استعمال کرتے ہیں - مندرجہ ذیل مثالوں سے گردان اور صیغوں کی تصریف کا اندازہ ہو سکتا ہے :

قسمت اول

مصدر 'دینا' کی گردان

زمانہ حاضر (مطلق)

	واحد		جمع	
مذکر	دیتا	متکلم	دیتے	متکلم
مونث	دیتی		دیتیاں[۱۷۰]	
مذکر	دیتا	حاضر	دیتے	حاضر
مونث	(دیتی)		(دیتیاں)	
مذکر	دیتا	غائب	دیتے	غائب
مونث	(دیتی)		دیتیاں	

زمانہ حاضر مرکب

	واحد	جمع	
مذکر	میں دیتا ہوں	ہمارا	دیتے[۱۷۱] ہے (ہیں)
مونث	(میں دیتی ہوں)		دیتیاں

	واحد		جمع
مذکر	(تو دیتا ہے)	توماٹرا	دیتے ہے (ہیں)
مونث	توں دیتی ہے		دیتی (ہیں)
مذکر	(وہ دیتا ہے)	اونکا	دیتے ہیں
مونث	وہ دیتی ہے		(دیتی ہیں)

واحد تکریمی و تعظیمی

[ص ۷۲] ہم دیتے ہیں ، تم دیتے ہو ، وے دیتے ہیں<۲>۱ -

صیغۂ حاضر کا استعمال مختلف صورتوں میں ہوتا ہے - مثلاً حرف (شرط) کے ساتھ جیسے جو دیتا یعنی اگر وہ دینا (ہے) یا اسے دینا چاہئے ، ایک اور صورت صیغہ حاضر کو ماضی کے لئے استعمال کرنے کی ہے جس کی مثال یہ ہے : "ملت ذلت کہوندے کے کنار میں پہونچا" - "باز کا بچہ زمین پر نہں گریا (گرا)" "جنگل میں پکڑا ہے -" تیسرے استعمال کی مثال بھی (ماضی) کو صیغہ حاضر میں استعمال کرنے کی ہے -

"<۳>۱گرتِ (گرتے) پرتِ (پڑتے) دوپہر کے وقت اپنے کہونڈیکے نزدیک آ پہونچا -"

اسم تعظیمی اور تکریمی کے لیے جس طرح اسم میں صیغہ واحد کی جگہ اکثر جمع بولتے ہیں اسی طرح فعل کی صورت بھی بجائے واحد کے جمع لاتے ہیں ، مثلاً صاحب دیتے ہیں - جمع مونث کی پہچان اس کی علامت یاں سے ہو جاتی ہے - آپ صیغہ غائب کے لئے تکریمی لاتے ہیں مثلاً "آپ دیتے ہیں" -

یہ وہ قاعدے ہیں جن کا اطلاق فعل کے ہر زمانہ پر ہوتا ہے -

فعل ناتمام (ماضی)

	واحد	جمع
مذکر	میں دیتا تھا	ہمارا دیتے تھے<۴>۱
مونث	(میں) دیتی تھی	دیتیاں

(انگریزی میں اس صیغے کو یوں بیان کیا ہے : "میں نے دیا یا دے رہا تھا" جو ظاہر ہے ناتمام کی شکل نہیں - اس طرح اس کے معنی میں ماضی مطلق یا استمراری کے معنی نکلتے ہیں جو اردو کی مثال کے مطابق نہیں ہیں) -

[ص ۷۳] واحد تکریمی "ہم دیتے تھے"

اس صیغے کی باقی گردان اسی انداز پر ہوتی ہے جس پر عدد واحد کی گردان ہے جو صیغہ متکلم کی مثال ہے۔ دوسرے صیغوں (حاضر و غائب) میں بھی یہی تصریف ہر دو عدد (واحد و جمع) کے لیے اختیار کی جاتی ہے۔ اس صیغہ زمانہ میں حروف جو (شرطیہ ، اگر) جب (شرطیہ) لگا کر بھی صیغہ ناتمام بناتے ہیں۔ مثلاً "جو سب آدمی ایک اتفاق ہوتے تھے تو بھی ایک بات زبون نہی (نہیں) نکال سکتے تھے۔" فعل کی اس صورت ناتمام (مثلاً دیتا) میں گردان کی مختلف علامتیں لگا کر زمانہ کے دوسرے صیغہ اور خاص طور پر صیغہ مستقبل کی مختلف شکلیں پیدا ہوتی ہیں اور ان کی گردان اس نہج پر ہوتی ہے جس کی اوپر مثال دی جا چکی ہے۔

صیغہ (حاضر)[۱۷۵] تمام (اول)

	واحد	جمع
مذکر	(میں) دییا	(ہمارا) دییی
مونث	(میں) دییی	دییاں
مذکر	(توں) دییا	(توں) دییے
مونث	—	—
مذکر	(وہ) دییا	(وہ) دییے
مونث	—	—

صیغہ (حاضر) تمام (دوم)

	واحد	جمع
مذکر	میں دییا ہوں	ہمارا دییے ہے[۱۷۶]
مونث	میں دییی ہوں	ہمارا دییاں ہے
	توں دییا ہے	تومارا دییے/دییاں ہے
	وہ دییا ہے	اونکا دییے/دییاں ہے

[ص ۷۴] واحد تعظیمی

ہم دییے ہیں۔

ماضی تمام

	واحد	جمع
مذکر	میں دییا تھا	ہمارا دییے تھے[۱۷۷]
مونث	میں دییی تھی	ہمارا دییاں تھا
مذکر	تم دییا تھے	تومانرا دییے تھے
مونث	—	—
مذکر	وہ دییا تھے	اونکا دییے تھے
مونث	—	—

واحد تعظیمی

[۱۷۸]ہم دییا تھے -

تھا سے جمع (مونث) کے لئے جب صرف تھا استعمال ہو تھیاں بناتے ہیں مثلاً "رنڈیاں (بہ معنی عورتیں)[۱۷۹] ہواں (وہاں) تھیاں -"

ایک تشریحی یا توضیحی حرف[۱۸۰] 'نے' عدد کے کسی صیغہ (یعنی واحد یا جمع) کے ساتھ فعل ماضی کے ساتھ لگاتے ہیں ، مثلاً (واحد) صاحب نے کہا ہے ، خدا نے فرمایا ہے ، (جمع) حکیموں نے کہا ہے - لیکن اگر 'نے' استعمال نہ ہو تو پھر فعل کی مطابقت عدد میں بھی اسم کے ساتھ ہوتی ہے مثلاً "صاحب دییے ہیں" (بجائے "صاحب نے دیا ہے") یہ 'نے' صیغہ حاضر یا صیغہ مستقبل کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا -

صیغہ فعل مستقبل[۱۸۱]

	واحد	جمع
مذکر	میں دوں	ہمارا دیویں/دیں
مونث	—	—
مذکر	توں دے	تومانرا دے
مونث	—	—
مذکر	وہ دے	—
مونث	—	اون کا دے

[ص ۵ ۔] ایک صورت اس صیغہ کے استعمال کی یہ بھی ہوتی ہے کہ حالت فاعلی میں صیغۂ حاضر کے مماثل نظر آتا ہے مثلاً "جو دوں میں تو مجکو شاباش کہیں" (یعنی اگر میں دوں تو مجھے شاباش کہیں) ، اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ حرف 'جو' یا 'جب' کو محذوف کر دیتے ہیں اور فعل کے بعد صرف 'تو' یا 'تب' لاتے ہیں مثلاً "میں آؤں تو دوں میں" ، (یعنی اگر میں آؤنگا تو دونگا میں) ، "جاؤں تب خبر دوں میں" (یعنی اگر میں جاؤں گا تب خبر دونگا میں) ۔

صیغۂ مستقبل[۱۸۲]

	واحد	جمع
مذکر	میں دونگا	ہمارا دوینگے/دینگے
مونث	میں دونگی	ہمارا دوینگیاں/دینگیاں
مذکر	تم دویگا/دیگا	تومانرا دیو گے
مونث	تم دویگی/دیگی	تومانرا دیویگیاں
مذکر	وہ دویگا/دیگا	اونوکا دوینگے/دینگے
مونث	وہ دویگی/دیگی	اونوکا دوینگیاں/دینگیاں

واحد تعظیمی[۱۸۳]

واحد	جمع
ہم دیوینگے/دینگے	وے دوینگے/دینگے
تیں دوگے/دونگے	وے دوینگی/دینگی

صیغہ امر[۱۸۴]

"وہ دیو" (شلزے نے انگریزی میں اسکا جو ترجمہ کیا ہے وہ "تو دے" ہے) ، "دیجئے" ، "اوس کو دینے دیے" اور نفی میں "وہ مت دیو" امر کے لئے صیغہ شخصی (یعنی حاضر و غائب) کی گردان مذکورہ بالا مستقبل کی گردان کے مطابق ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ صیغہ زمانہ کو بنانے کے لیے 'ہے' (حال) اور 'تھا' (ماضی) استعمال کرتے ہیں ، اور دوسرے مرکبات فعل 'ہونا' یا 'رہنا' سے بناتے ہیں ۔

جو دیتا ہوتا میں — جو دیا ہوتا میں

[ص ۶ ۔] "دیتا ہوگا" (مستقبل تاکیدی و مستقبل انشائی) مستقبل کے لئے یا تمنا کے لیے مثلاً "کہ تم دیتا (دیتے) رہو گے"[۱۸۵] استعمال کرتے ہیں ۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ فعل 'ہونا' صیغہ مجہول بنانے کے لئے لاتے ہیں لیکن اس میں شبہ ہے کہ . . . اسی طرح بنتا ہے۔

اسم مفعول اور ماضی معطوف علیہ کی یہ ساخت عام ہے جیسا کہ ان مثالوں سے ظاہر ہے۔

"موم کا بنا ہوا چوگوشہ تخت پر بیٹھا ہے"

(اس مثال میں 'موم کا بنا ہوا' اسم مفعول ہے جو 'چوگوشہ تخت' کی صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے)، "خوب سیکھا ہوا آدمی"، "فارسی حرف کی لکھی ہوئی ہندی کتاب کو"، "یہ ہمارا لکھا ہوا ہے" "تھوڑ دانا اوس کبوتر کے سامنے کھنڈایا ہوا تھا"[۱۸۶]۔ ان میں سے بعض صورتوں میں یہ فعل کسی دوسرے فاعل کے فعل کے نتیجے کو لازمی طور پر ظاہر نہیں کرتا، مثلاً آخری مثال کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ "کھنڈایا تھا"۔

اسم حالیہ 'دیکو' اسم استقبالیہ 'دینکا'[۱۸۷] [۱۸۸] اسم مصدر دینے دو، دینکوں، دینے میں، دینے کے واسطے'[۱۸۹] احتمالی 'نا دے سکا'۔

مذکورہ بالا گردان کے مطابق فعل 'دیتا' کی تصریف ہوتی ہے اور باقی تمام افعال کی گردان [ص ۷۷] بھی اسی طرح ہوتی ہے، سوائے چند افعال کے کہ ان کی تعداد ہندوستانی زبان میں چار یا پانچ سے زیادہ نہیں ہے۔

فعل 'رہنا' کی گردان

زمانۂ حاضر

واحد	جمع
میں رہتا/رہتی ہوں	ہمیں رہتے/رہتیاں ہیں
تیں رہتا ہے[۱۹۰]	تومی/تمانرا رہتے ہیں
وہ رہتا ہے	اونو/اونوکا رہتے ہیں

نامناسب نہ ہوگا اگر یہاں یہ بیان کر دیا جائے کہ اسمائے ضمیر میں 'میں، ہم' صیغۂ متکلم کو ظاہر کرتے ہیں، 'تو، تیں، تم' صغۂ حاضر کو، 'او، وہ، وے، اونے' صیغۂ غائب کو۔ اسی طرح 'ہمیں، ہموں، ہمارا'، متکلم کے لئے، 'تومی، تمھوں، تمھارا'، صیغۂ حاضر کے لئے، 'اونو، اونیاں، اونوکا' صیغۂ غائب جمع کے لئے لاتے ہیں۔ یہ لحاظ رہے کہ مختلف افعال کے ساتھ ان کی گردان میں ان کے لئے مناسب صیغۂ عدد اور صیغۂ ضمیر استعمال کیا جائے[۱۹۱]۔

زمانۂ ماضی[۱۹۲]

	واحد	جمع
مذکر	میں تھا	ہمیں تھے
مونث	میں تھی	ہمیں تھیاں
	توں تھا	توسی تھے
	اوں تھا	اونو تھے

[ص ۸۷]

زمانۂ مستقبل

	واحد	جمع
مذکر	میں رہونگا	ہمیں رہینگے
مونث	میں رہونگی	ہمیں رہینگیاں
مذکر	توں رہیگا	توسی رہینگے
مونث	توں رہیگی	—
	—	اونو رہینگے
	—	—

صیغۂ امر

واحد	جمع
رہ	رہو

حال مطلق
رہو

مستقبل مطلق
رہنیکا*[۱۹۳]

*یہ استعمال اسی طرح کا ہے، جیسے میر کے اس شعر میں :

جانے کا نہیں شور سخن کا مرے ہرگز
تا حشر جہاں میں مرا دیوان رہیگا

یعنی میرے سخن کا شور ہرگز نہیں جائے گا۔

گردان معہ حروف کون ، میں ، واسطے ، رہنیکوں ، رہنے دیو ، رہنےمیں ، رہنےکے واسطے -

نفی

نا رہے سکا۱۹۴

ایک صورت زمانہ حال مطلق کی بھی ہوتی ہے -

(میں) رہا - (ہم) رہے**

گردان فعل مصدر 'ہونا'

زمانہ حاضر

	واحد	جمع
مذکر	میں ہوتا ہوں	ہمیں ہوتے ہیں
مونث	میں ہوتی ہوں	ہمیں ہوتیاں ہیں
مذکر	[توں ہوتا ہے	توں ہوتے ہیں۱۹۵
مونث	(توں ہوتی ہے)	(توں ہوتیاں ہیں)]
مذکر	اوں ہوتا ہے	اونو ہوتے ہیں
مونث	(اوں ہوتی ہے)	(اولو ہوتیاں ہیں)

زمانہ ماضی

[ص ۷۹]

	واحد	جمع
مذکر	ہوا	ہوئے
مونث	ہوئی	ہویاں
مذکر	ہوتا تھا	ہوتے تھے
مونث	ہوتی تھی	ہوتی تھیاں

**یعنی جہاں ماضی سے معنی مستقبل کے نکلتے ہیں ، عام طور پر شرط کے ساتھ "میں رہا توآؤنگا" -

زمانۂ مستقبل

	واحد	جمع
مذکر	(میں) ہوونگا	(ہم) ہونگے
مونث	(میں) ہوونگی	(ہم) ہونگیاں[۱۹۶]
مذکر	(وہ) ہووے (گا)	(وہ) ہونگے
مونث	—	(وہ) ہونگیاں

صیغۂ امر

واحد	جمع
ہو	ہواؤ[۱۹۷]

حاضر (حال مطلق)   (مستقبل مطلق)

ہوگو[۱۹۸]   ہونے کا

گردان معہ حروف کو ، کا ، میں ، واسطے ، ہونے کوں ، ہونے میں ، ہونے دیو ، ہونے کے واسطے[۱۹۹] ۔

نفی (احتمالی)

نا ہونے سکا[۲۰۰]

مصدر کرنا

زمانۂ حاضر

	واحد	جمع
مذکر	میں کرتا	ہمیں کرتے
مونث	میں کرتی	ہمیں کرتیاں
مذکر	توں کرتا	تومی کرتے
مونث	—	—
مذکر	اون کرتا	اونو کرتے
مونث	—	—

زمانۂ ماضی (مطلق)

[ص ۸۰]

	واحد	جمع
مذکر	سہیں کریا[۲۰۱]	ہمیں کریے
مونث	سہیں کریی	ہمیں کریاں
مذکر	توں کریا	تومی کریے
مونث	—	—
مذکر	اوں کریا	اولو کریے
مونث	—	—

ماضی (تمام)

	واحد	جمع
مذکر	میں کیا	ہمیں کیے
مونث	میں کی	ہمیں کیاں[۲۰۲]
مذکر	توں کیا	تومی کیے
مونث	—	—
مذکر	اوں کیا	اولو کیے
مونث	—	—

صیغۂ مستقبل

	واحد	جمع
مذکر	میں کرونگا	ہمیں کرینگے
مونث	میں کرونگی	ہمیں کرینگیاں
مذکر	توں کریگا	تومی کرینگے
مونث	توں کریگی	—
مذکر	اوں کریگا	اولو کرینگے
مونث	—	—

صیغۂ امر

واحد	جمع
کر	کرو
حاضر (حال مطلق)	(مستقبل مطلق)
کرکو	کرنے کا

[گردان معہ حروف کوں ، میں ، واسطے ، کرنیکوں ، کرنے میں ، کرنے دیو ، کرنے کے واسطے ۔]

نفی (احتمالی)

نہ کر سکا

[ص ۸۱] مصدر 'آوتا'۳۰۴

زمانۂ حال (مطلق)

	واحد	جمع
مذکر	(میں) آوتا	(ہم) آوتے
مونث	(میں) آوتی	(ہم) آوتیاں
مذکر	(توں) آوتا	(تومی) آوتے
مونث	—	—
مذکر	اوں) آوتا	(اونو) آوتے
مونث	—	—

حالیہ ناتمام

	واحد	جمع
مذکر	آوتا ہوں	آوتے ہیں
مونث	آوتی ہوں	آوتیاں ہیں
مذکر	آوتا ہے	آوتے ہیں
مولث	—	—
مذگر	آوتا ہے	آوتے ہیں
مولث	—	—

ماضی مطلق

	واحد	جمع
مذکر	آیا	آئے
مونث	آئی	آئیاں
مذکر	آیا	آئے
مونث	—	—
مذکر	آیا	آئے
مونث	—	—

زمانہ مستقبل

	واحد	جمع
مذکر	آونگا	آوینگے
مونث	آونگی	آوینگیاں
مذکر	آویگا	آوینگے
مونث	آویگی	-
مذکر	آویگا	آوینگے
مونث	—	—

صیغہ امر

واحد	جمع
آؤ	آؤ

حاضر (حال مطلق) — (مستقبل مطلق)

[ص ۸۲] آ کو ۲۰۳ — آنے کا

[گردان مع حروف کو ، میں ، واسطے ، آنے کوں ، آنے میں ، آنے دیو ، آنکے واسطے۔]

مصدر 'بندنا ہونا' (صیغہ مجہول)

زمانہ حاضر

	واحد	جمع
	بندنا ہوتا ہوں (میں)	بندنا ہوتے ہیں (ہم) (تم) (وے)
	بندنا ہوتا ہے (وہ) (تو)	—

ماضی (قریب)

	واحد	جمع
مذکر	بندنا ہوا (میں) (تو) (وہ)	بندنا ہوئے (ہم) (تم) (وے)
مونث	—	—
مذکر	,, (تو)	,, (تم)
مونث	—	—
مذکر	,, (وہ)	,, (وہ سب)
مونث	—	—

ماضی بعید

	واحد	جمع
مذکر	بندنا ہوتا تھا (میں)	بندنا ہوتے تھے (ہم)
مونث	—	—
مذکر	,, (تو)	,, (تم)
مونث	—	—
مذکر	,, (وہ)	,, (وہ سب)
مونث	—	—

زمانۂ مستقبل

	واحد	جمع
مذکر	ہندنا ہویگا (میں)	ہندنا ہوینگے (ہم)
مونث	—	—
مذکر	(تو)	(تم)
مونث	—	—
مذکر	(وہ)	(وہ سب)
مونث	—	—

صیغۂ امر

واحد	جمع
ہندنا ہو (تو)	ہندنا ہوا
مجہول (حال مطلق)	(مستقبل مطلق)
ہندنا ہو کو	ہندنا ہولیگا

[ص ۸۳] [گرداں مع حروف کوں ، میں ، واسطے ، ہندنا ہولیکوں ، ہندنا ہونے میں ، ہندنا ہونے کے واسطے ، ہندنا ہونے دیو۔]

احتمالی نفی

نہیں ہندنا ہونے سکا

مصدر "کراونا"۲۰۵

زمانۂ حاضر

	واحد	جمع
مذکر	(میں) کراتا	(ہم) کراتے
مونث	کراتی	(ہم) کراتیاں
مذکر	(تو) کراتا	(تم) کراتے
مونث	—	—
مذکر	—	(وہ) کراتے
مونث	—	—

حال (مطلق)

	واحد	جمع
مذکر	(میں) کراتا ہوں	(ہم) کراتے ہیں
مونث	(میں) کراتی ہوں	(ہم) کراتیاں ہیں
مذکر	(تو) کراتا ہے	(تم) کراتے ہیں
مونث	—	—
مذکر	(وہ) کراتا ہے	(وہ) کراتے ہیں
مونث	—	—

ماضی قریب

	واحد	جمع
مذکر	(میں) کرایا	(ہم) کرائے
مونث	کرائی	(ہم) کرائیاں
مذکر	(تو) کرایا	(تم) کرائے
مونث	—	—
مذکر	(وہ) کرایا	(وہ) کرائے
مونث	—	—

ماضی بعید

	واحد	جمع
مذکر	(میں) کراوتا تھا ۲۰۶	(ہم) کراوتے تھیں (تھے)
مونث	(میں) کراوتی تھی	(ہم) کراوتی تھیاں
مذکر	(تو) کراوتا تھا	(تم) کراوتے تھیں (تھے)
مونث	—	—
مذکر	(وہ) کراوتا تھا	(وہ سب) کراوتے تھیں (تھے)
مونث	—	—

[ص ۸۴]

زمانۂ مستقبل

	واحد	جمع
مذکر	(میں) کراونگا	(ہم) کراوینگے
مونث	کراونگی	کراوینگیاں
مذکر	(تو) کراویگا	(تم) کراوینگے
مونث	—	—
مذکر	کراویگا	(وہ سب) کراوینگے
مونث	—	—

صیغۂ امر

واحد	جمع
کرا	کراؤ

حال (مطلق)	مستقبل (مطلق)
کراو کو	کراوئیگا

[گردان مع حروف کوں ، واسطے وغیرہ ، کراونیکوں ، کراونے میں ، کراونے کے واسطے ، کراونے دیو ۔]

نفی احتمالی

نا کرائے سکا

مصدر 'دھولاونا'

زمانہ حاضر

	واحد	جمع
مذکر	(میں) دھولاوتا	(ہم) دھولاوتیں>۲۰
مولث	(میں) دھولاوتی	(ہم) دھولاوتیاں
مذکر	(تو) دھولاوتا	(تم) دھولاوتیں
مولث	—	—
مذکر	(وہ) دھولاوتا	(وہ سب) دھولاوتیں
مولث	—	—

[ص ۸۵]

زمانۂ حال (مطلق)

	واحد	جمع
مذکر	(میں) دھولاوتا ہوں	(ہم) دھولاوتے ہیں
مونث	(میں) دھولاوتی ہوں	(ہم) دھولاوتیاں ہیں
مذکر	(تو) دھولاوتا ہے	—
مونث	—	—
مذکر	(وہ) دھولاوتا ہے	—
مونث	—	—

ماضی (مطلق)

	واحد	جمع
مذکر	دھولایا	دھولائیں
مونث	دھولائی	دھولاییاں
مذکر	دھولایا	—
مونث	—	—
مذکر	دھولایا	دھولائیں
مونث	—	—

مستقبل

	واحد	جمع
مذکر	دھولاونگا	دھولاوینگے
مونث	دھولاونگی	دھولاوینگیاں
مذکر	دھولاویگا	دھولاوینگے
مونث	دھولاویگی	—
مذکر	دھولاوینگے (ویگا)	دھولاوینگے
مونث	—	—

صیغہ امر

واحد	جمع
دھولا	دھولاؤ

حال (مطاق)	مستقبل (مطاق)
دھولاوکو	دھولاونیکا

[گردان مع حروف کون ، نے ، میں ، واسطے ، دھولانیکوں ، دھولانے میں ، دھولانے کے واسطے ، دھولانے دیو ۔]

نفی (احتمالی)

نا دھولائے سکا

[ص ۸۶] مذکورہ بالا مثالوں سے فعل کی مختلف گردانوں کو زمانہ حال ، ماضی اور مستقبل کے صیغوں کے لیے منصرف کرنا کافی ہے ۔ بقیہ تمام صیغے اسی تصریف پر مبنی ہوتے ہیں ۔ دوسری گردان صیغہ حالیہ کے استعمال کی ہے ۔ تمیز یا متعلق فعل کے لیے حروف تو بھی ، تو ، سکا ، لگ ، ککو وغیرہ استعمال کرتے ہیں مثلاً ککو (کہ) کے استعمال کی مثالیں یہ ہیں : او آئے ککو[۲۰۸] ہمی سمجے (یعنی ہم جانتے ہیں کہ وہ آیا) ، اونی دی ککو مہیں سنیا (یعنی میں نے سنا کہ اس (مونث) نے دیا) ، اوں مر گے ککو سارے آدمیاں کہے (یعنی سب آدمی کہتے ہیں کہ وہ مر گیا) ، چھوٹھا بھائی بھاگ گیا ککو ہانرا باپ ہمکوں معلوم کیے (یعنی میرے باپ نے مجھے بتایا کہ چھوٹا بھائی بھاگ گیا) ، تیری بہن کوں کل بہا (بیاہ) ہوا ککو اب سنا ہوں (یعنی میں نے اب سنا ہے کہ تمھاری بہن کا کل بیاہ ہوا) ۔

۲۰۹'لگ' کی مثالیں

اوں آنے لگ مہیں یہاں رہونگا (یعنی ان کے آنے تک میں یہاں رہونگا) ، مرہٹا کے لگ اس ملک میں لڑائیاں رہینگی (یعنی جب تک مرہٹے یہاں ہیں اس ملک میں لڑائیاں رہینگی) ، [ص ۸۷] دولت مند بھیک دے لگ بھکاری کا رے (کھڑے) رہیگا (یعنی جب تک دولت مند بھیک دے بھکاری انتظار کرے گا) ، [۲۱۰]میری ماں کوں دیکے (دیکھے) لگ اوسے پس چلونگا (یعنی میں اپنی ماں کے پیچھے چلوں گا یہاں تک کہ میں اسے دیکھوں) ، اوں میرتے [۲۱۱] (مرتے) لگ انبھائی رہیگی (یعنی وہ مرتے وقت تک کنواری رہیگی) ، بادشاہ فرمائے لگ تھرکاناداراں امید سوں رہتا ہے (یعنی جب تک بادشاہ حکم فرمائے رعایا امید میں رہتی ہے) ۔

'نہوکا' (نہو کہ) کی مثالیں

ہمیں گناہاں نہیں کے سکا ہمنا کوچ۲۱۲ نگہبانی کرینگے او (یعنی ہمیں احتیاط کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ ہم گناہ کریں)، اورے نہیں کہے سکا اوسے بول (یعنی اس سے کہو ایسا نہ ہو کہ وہ یہ کہدے)، ناپاک مند ۲۱۳میرے نزدیک نہیں آئے نہوکا دیک (یعنی دیکھ کہ ناپاک میرے نزدیک نہ آئے)، اوں گھڑے۲۱۴ میں نہیں گرے نہوکہ دیکا ہو (دیکھو ایسا نہ ہو کہ وہ گڑھے میں گرے)، بچے جھوٹ نہیں بولے نہوکا ۲۱۵ مناع (منع) کرو (یعنی منع کرو ایسا نہ ہو کہ بچے جھوٹ بولیں)، چوراں نہیں چورائے نہوکا دروازے بند کرنا (یعنی دروازے بند کرو ایسا نہ ہو کہ چور چوری کر لیں)۔

[ص ۸۸]

'تو' کی مثالیں

اونو پیسے نہیں دے تو کرنیکا کیا (یعنی اگر وہ پیسہ نہ دے تو کیا کر سکتا ہے)، اونو کھانا نہیں پکاوتا تو بھوک سوں رہنا (یعنی اگر وہ (مونث) کھانا نہیں پکاوے گی تو بھوکی رہیگی)، ادمیاں نہیں اعتبار کیے تو خراب ہوینگے (یعنی اگر آدمی ایمان نہیں لائینگے تو برباد ہونگے)، بھائی آیا تو خوب ہے (یعنی اگر بھائی آئے تو اچھا ہے)، باپ معاف کیے تو ساروں کوں خوشوقت رہینگا (یعنی اگر باپ معاف کر دے تو سب کے لیے خوشی ہوگی)، مہیں میرا۲۱۶ کام آج کیا تو آخر ہوویگا (یعنی اگر میں اپنا کام آج کر لوں تو ختم ہو جائیگا)۔

'تو بھی' کی مثالیں

جھوٹا سوگند کہایا تھا تو بھی اماں۲۱۷ (ایمان) نا لایا (یعنی اگرچہ جھوٹے نے قسم کھائی تھی تو بھی ایمان نہ لا یعنی اعتماد نہ کر)، فکرمند مسکرائے تو بھی اوس کوں خوشوقتی نہیں (یعنی اگرچہ فکرمند انسان مسکرائے تب بھی اسے مسرت نہیں)، مہوں۲۱۸ (مینہ) پڑا تو بھی اناج سستا کرنے کا نہیں (یعنی اگر بارش ہو بھی جائے تو بھی اناج سستا نہیں ہونیکا)، خوب آدمی [ص ۸۹] بیکاری ہو رہ تو بھی بد بخت نہیں (یعنی اچھا آدمی اگر غریب (کذا) بھی ہو تو بھی بد نصیب نہیں)، اولیا مر گئے تو بھی جیو سوں ہیں (یعنی اگر اولیا مر جائیں تو بھی زندہ ہیں)، حرامی عاجزی کیے تو بھی خاوند اوسے قبول کرتے نہیں (یعنی اگر حرامزادے عاجزی کا اظہار کریں تو بھی اللہ تعالیٰ اوسے قبول نہیں کرتا)۔

حصہ دوم

فعل کے مختلف زمانوں اور حالتوں کے صیغے بنانے کے قاعدے

افعال دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک فعلی اور ایک اسمی۔ ایسے افعال کو میں فعلی کہتا ہوں جو سادہ اور اصلی ہوتے ہیں اور کسی اسم سے نہیں بنتے۔ اسمی سے میری مراد ایسے افعال ہیں جو یا تو کسی اسم سے بنتے ہیں یا افعال مرکبہ ہوتے کہ رہنا، ہونا، کرنا، دینا وغیرہ امدادی افعال سے مل کر

بنتے ہیں مثلاً آرام سوں رہنا ، بھوک سوں رہنا ، قدرت سوں رہنا ، مضبوط ہونا ، پاک ہونا ، اوپر ہونا ، انصاف کرنا ، مصلحت کرنا ، تعریف کرنا ، تعلیم دینا ، عقل دینا ، پیرا (پہرہ) دینا ۔

جس شخص نے مذکورہ بالا صیغوں کا غور سے مطالعہ کیا ہوگا اسے ان صیغوں کے بنانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی ۔

[ص ۹۰]

مصدر

مصدر کی پہچان یہ ہے کہ اس کے آخر میں ہمیشہ 'نا' ہوتی ہے مثلاً 'لینا' ۔ اور انگریزی کی طرح یہ دوسرے افعال کے ساتھ مرکب بھی ہوتا ہے لیکن ایسی صورتوں میں اس کا یہ آخری رکن نا ، ے سے بدل جاتا ہے مثلاً ہم دینے نہیں سکتا[۲۱۹] (یعنی ہم نہیں دے سکتے) اور کبھی کبھی یہ علامت بالکل حذف بھی کر دی جاتی ہے مثلاً ہم دینے سکتا نہیں[۲۲۰] (یعنی ہم نہیں دے سکتے) ۔

مصدر کی گردان اسی طرح ہوتی ہے جس طرح اسم کی ہوتی ہے اور اس اعتبار سے یہ گردان انگریزی اسم (یا اسم موصوف ، منعوف) سے مطابقت کرتی ہے مثلاً نیکی کا کرنا ، نیکی کے کرنے کا ، نیکی کے کرنے موں (یعنی میں) ۔ گردان کے یہ صیغے ایک حد تک لاطینی اسم مصدر (gerund) سے مماثلت رکھتے ہیں مثلاً گئے ہیں لاونے کوں (لانے کے لئے گئے ہیں) ، ہات (ہاتھ) دھونے کا پانی ۔ اس سے افعال میں ظرف (زمانی و مکانی) کی صورت بھی بنتی ہے ۔ ہمارے آونے تک رہو (یعنی اس وقت تک رہو جب تک میں آؤں) ۔

زمانۂ حاضر

زمانۂ حاضر کی علامت 'تا' ہے مثلاً لیتا (یعنی میں لیتا ہوں) ۔ یہی علامت صیغہ غائب واحد مذکر کی بھی ہے (مثلاً وہ آتا ہے) ۔ مونث کے لیے یہ علامت 'تی' ہے ، مذکر جمع کی علامت 'تے' اور مونث جمع کی علامت 'تیاں' ہوتی ہے ۔

[ص ۹۱]

زمانۂ ماضی

صیغۂ متکلم میں واحد مذکر کی علامت 'یا' اور واحد مونث کی علامت 'ی' ہوتی ہے ۔ دوسرے صیغوں (یعنی حاضر و غائب) کے لیے علامت 'یہے' لاتے ہیں اگر مذکر ہو اور 'یہی' مونث واحد کے لیے ۔ تینوں صیغوں میں مذکر جمع کی علامت 'یے' اور مونث کی 'ییاں' آتی ہے ۔

زمانۂ مستقبل

صیغہ متکلم واحد مذکر کی علامت 'یاونگا' مونث کی علامت 'یاونگی' ، صیغہ حاضر مذکر واحد 'یویگا' مونث 'یویگی' ، تینوں صیغوں میں جمع مذکر 'یوینگے' اور جمع مونث 'یوینگیاں' آتی ہے ۔

فاعل (یا عامل) کے لئے علامت حاضر (مطلق) پہلی گردان سے مختلف ہوتی ہے - جبکہ اسے بطور صفت فاعل استعمال کیا جائے اور 'والا' یا 'ہارا' لگانے سے بنائی جاتی ہے مثلاً 'دینے والا'، اور اس کا مونث 'دینے والی'، لیکن جب ان کی صورت اصلی مفقود ہو تو ان کی گردان بھی مثل اسم کے ہوتی ہے مثلاً دینے والوں، دینے والیاں، دینے ہارا اور یہ صیغے زیادہ استعمال ہونے والے نہیں ہیں -

اسم مفعول کے لئے بھی (جب اس میں بھی صفت فعل شامل ہو) یہ علامت اسی طرح استعمال ہوتی ہے جیسے ذکر کیا گیا جب 'ہونا' کا مفعول اس کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے -

اسم مفعول 'کرنا' سے بنا کر اور کسی دوسرے فعل سے ملا کر فعل مرکب بناتے ہیں لیکن ایسی صورت میں اسم مفعول میں معنی کا فرق پیدا نہیں ہوتا مثلاً کھایا (یعنی کھایا ہوا) اور 'کرنا' سے 'کھایا کرتا تھا' -

[ص ۹۲] ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ مصدر کی علامتِ مخصوص موجود نہ ہو یا امر واحد کے صیغے کی علامت ہو تو اس سے بھی ایک فعل یا عمل مراد ہوتا ہے اور اس کے استعمال کی مخصوص حالتیں ہیں مثلاً اس کام کیے تے فائدہ ہوگا (یعنی یہ کام کیا تو فائدہ ہوگا) - ('کیے' جس میں علامت مصدر 'نا' کی جگہ 'یے' ہے)، حکمت کے چابک بن مارے بدن کا سرکش گھوڑا سیدھا نہیں ہوتا ہے، ہمارے حکم بغیر تیں (تو نے) کیوں دیا ہے، جو ایک تیر کہ تیر انداز کی شست سے چھوٹتا ہے سر کو پٹک اور افسوس کر کے وہ تیر نہیں پھرتا ہے[۲۲۱] -

ماضی معطوف علیہ

اس کے بنانے میں فعل کے ساتھ 'کرنا' فعل امدادی لگا کر مرکب بناتے ہیں اور اس سے مفہوم ایک مستقبل مطلق کا پیدا ہوتا ہے مثلاً اوس کتاب کو پڑھ کے تم اور کتاب پڑھنے کو سیکھو گے (یعنی جب تم یہ کتاب ختم کر لو گے تو تم دوسری کتاب پڑھ لوگے— پڑھنا + کرنا — پڑھ کے) اکثر عطف کے ساتھ اس میں امر یعنی حکم کے معنی بھی پیدا ہوتے ہیں مثلاً جایکرے [ص ۹۳] آؤ (یعنی جاؤ اور لاو— جانا + کرنا)، لاطینی اور انگریزی میں جو مطلب حال مطلق کے صیغے کے استعمال سے ظاہر کرتے ہیں وہ اس زبان (یعنی ہندوستانی) میں ماضی معطوف الیہ سے ادا ہوتا ہے - ہندوستانی میں کہینگے، جواب دے کر کہا (یعنی پہلے جواب دیا اور پھر کہا) کبھی اسے تمیز یا ظرف فعل کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں مثلاً کام ٹھہرایکر کرو (یعنی غور سے کام کرو)، سچ کر کے بوجنا (بوجھنا) بہتر کر بوجنا (بوجھنا) وغیرہ - بعض اوقات اس ساخت میں ایک جزو حذف بھی کر دیتے ہیں مثلاً بجائے آ کے پہونچا صرف آ پہونچا اور بجائے جا کے پہونچا صرف جا پہونچا استعمال کرتے ہیں -

مصدر سے مستقبل بنانے میں گردان اسی طرح ہوتی ہے مثلاً ینگا، ینگی اور جمع کے لیے یے اور یاں (یعنی ینگے اور ینگیاں) -

طور مجہول (فعل کا)

فعل کا طور مجہول بنانے کے لیے ہونا ، کرنا ، جانا کے امدادی افعال کو استعمال کرتے ہیں ۔ ماضی مطلق کے ساتھ مثلاً جانا سے گیا امدادی فعل اور لکھنا سے ماضی مطلق لکھا ۔ طور مجہول میں اس کی صورت اور گردان اس طرح کی جائے گی ۔

لکھا جانا ، لکھا جاتا ہے ، لکھا گیا ، لکھا گیا ہے ، لکھا جائے ۔

بے قاعدہ (سماعی یا شاذ) افعال

یہ صرف چار ہیں جن کی گردان عام افعال کی گردان کے قاعدوں سے مختلف ہوتی ہے : (۱) جایا (سے گیا) (۲) کرنا سے کر کر ، کر کے ، کیجے ، کریے[۲۲۲] (کرنا سے کیا) مرنا سے موا[۲۲۳] ہوا (یعنی مرا ہوا) مرتا ہے وغیرہ (۳) کھانا سے کھاتا ہے ، کھایا ، لیکن آخری مثال کھانا کی بھی در اصل بے قاعدہ یا سماعی نہیں کہی جا سکتی کیونکہ اس میں بھی یہ قاعدہ نظر آتا ہے کہ بجائے آ یا وا کے یا لگا دیتے ہیں ۔ مثلاً :

مصدر	ماضی مطلق	ماضی مطلق
دھونا	دھوا	دھویا
سونا	سوا	سویا
کھونا	کھوا	کھویا
رونا	روا	رویا
ڈھونا	ڈھوا	ڈھویا
ٹوہنا	ٹوا	ٹویا

دوہونا (یعنی دودھ نکالنا) قاعدے کے مطابق ہے اور اس سے ماضی مطلق 'دوہا' بنتا ہے ۔ باقی تمام افعال کی گردان اس طرح ہوتی ہے جیسی 'دینا' کی مثال سے ظاہر ہے ۔

[ص ۹۵ خالی]

[ص ۹۶]

افعالِ مرکبہ

سادہ افعال میں علامت مصدر 'نا' کو بدل کر 'اونا' یا 'لاونا' لگانے سے بناتے ہیں ۔ اس سے یہ افعال (لازم) متعدی ہو جاتے ہیں اور اگر پہلے سے متعدی ہو تو متعدی المتعدی بن جاتے ہیں یا متعدی ہونے کے مختلف مدارج کو ظاہر کرتے ہیں مثلاً دینا سے دلاونا ، پینا سے پلاونا ، کھانا سے کھلاونا ، کہنا سے کہلاونا ، سیکھنا سے سکھاونا ، رکھنا سے رکھاونا[۲۲۴] ۔

ان کی گردان اس طرح ہوتی ہے کہ مصدر کی علامت میں سے الف کی جگہ 'یے' لگاتے ہیں۔
دلاونا ، دلاوں ، دلاوتا ، دلایا ، دلاو ، دلا کر ، دلائے کر۔

اس طرح کے مرکب (متعدی) افعال سے دوسرے مرکب (متعدی) زیادہ پیچیدہ یا دوسرے درجہ کے متعدی (یعنی متعدی المتعدی) بنائے جاتے ہیں ، مثلاً سادہ فعل 'بنانا' سے بناونا ، بنائے لاونا ، بنوائے لاونا یا 'بلاونا' سے بلواونا ، بلوائے لاونا ، بلائے لاونا۔ متعدی المتعدی کے معنی یہ ہوئے کہ کسی دوسرے شخص سے کسی تیسرے شخص کو بلوایا۔

[ص ۹۷] **فعل لازم سے** متعدی افعال بنائے جا سکتے ہیں مثلاً پھرنا سے پھیرنا ، کھلنا سے کھولنا ، چرنا سے چیرنا ، (مرنا سے) مارنا ، کنھڑنا(؟) سے کنھیڑنا ، نکلنا سے نکالنا ، گھڑنا سے گاڑنا(؟) ، جھڑنا سے جھاڑنا ، کٹنا سے کاٹنا ، دبنا سے دابنا ، چھدنا سے چھیدنا ، لٹنا سے لوٹنا ، ستنا سے سوتنا[۲۲۵]۔

(یہاں اصل مؤلف کو غلط فہمی ہوئی یا مترجم نے دھوکا کھایا۔ مندرجہ بالا مثالیں لازم سے متعدی بنانے کی نہیں بلکہ اس کے برعکس متعدی سے لازم بنانے کی ہیں)۔

فعل لازم کے ساتھ (امدادی) فعل 'جانا' لگا کر بھی یہی معنی پیدا ہوتے ہیں مثلاً 'مرنا' سے 'مر جانا' مر گیا یعنی موا۔

متعدی بنانے کی ایک اور شکل ہوتی ہے مثلاً پھٹنا پھاڑنا سے ، چھوٹنا چھوڑنا سے ، ٹوٹنا توڑنا سے۔ اس استثنیٰ کی ایک مثال 'جتنا جوڑنا سے[۲۲٦] ہے جس کی متعدی جتاونا یا جوڑاونا ہے۔

افعالِ مرکبہ

یہ ایسے افعال ہوتے ہیں جو اولاً دو یا دو سے زیادہ افعال سے ملا کر بنائے جاتے ہیں مثلاً لاونا ، لینا یا اونا سے ملا کر پکڑ لاونا ، پکڑنا اور لاونا سے ، اوچا (اونچا) چڑنا ، اوپر جانا + چڑھنا سے ، گزرا چلا جانا ، گزرنا + چلنا + جانا سے ، مار ڈالنا ، مارنا + ڈالنا سے ، کاٹ ڈالنا ، کاٹنا + ڈالنا سے۔

افعال مرکبہ کی دوسری صورت اسم اور فعل کی ترکیب سے بنتی ہے ، مثلاً خوشوقت [ص ۹۸] رہنا ، رہنا سے ، کھڑا رہنا رہنا سے ، ہونا + دلگیر سے دلگیر ہونا ، حاضر سے حاضر ہونا ، (سوار سے) سوار ہونا ، بوڈھا سے بوڈھا ہونا ، رخصت سے رخصت ہونا ، (اتفاق سے) ایک اتفاق ہونا ، کرنا سے خبردار کرنا ، قسمت کرنا ، معلوم + کرنا سے معلوم کرنا ، ظلم + کرنا سے ظلم کرنا ، فکر + کرنا سے فکر کرنا ، حساب ، حساب کرنا ، جگہ ، جگہ کرنا ، سنوارنا سے پوتھی(؟) سنوارنا (یعنی فرصت یا دولت جمع کرنا) پریشان سنوارنا ، روشن سنوارنا ، اسی طرح فرماونا سے رخصت فرماونا ، قصد سے قصد فرماونا ، دینا سے پھانسی دینا ، گالی دینا ، قرض دینا ، تہمت دینا ، رکھنا سے دوست رکھنا ، نام[۲۲۷] رکھنا ، کینہ رکھنا ، قدم رکھنا ، فائدہ

رکھنا ، مارنا سے گپ[۲۲۸] مارنا ، دم مارنا ، برابر کا دم مانا ، کھانا سے مار کھانا ، گالی کھانا ، گالی کھلاونا ، یا پاونا سے جگہ پاونا ، آزار پاونا ، خواب پاونا ، آرام پاونا ، یا لے جانا سے [۲۲۹]رشک لے جانا ، [۲۳۰]دشمنگی لے جانا ، یا لگنا سے خوب لگنا ، ہمارا دل لگتا ہے ، [۲۳۱]لگنا کی ترکیب سے ایک اور معنی بھی پیدا ہوتے ہیں مثلاً اوٹھنے لگا ہے (یعنی ابھی اٹھنا شروع کیا ہے) جونہی کہنے لگا ہے ، یا جاڑا لگا ہے ۔

[ص ۹۹] بعض مرکب افعال ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے سادہ معنوں میں معروف کے دوسرے درجہ (مجہول) کا مفہوم رکھتے ہیں مثلاً مانگنا سے منگاونا ، بولنا سے بولاونا ۔ تاہم اس واضح فرق کے باوصف یہ عین ممکن ہے کہ منگاونا کی ترکیب مانگ کر + اونا (یعنی آنا) اور بلاونا کی ترکیب بول + او ہے (شلزے یا اس کے مترجم کو یہاں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے) ۔

فعل امر

فعل کی صورت امر کے لیے یہ کلمات لاتے ہیں ، بوجھے(؟) چاہئے ، ہوگا ، لازم ہے ، ضروری ہے ۔ ان کے علاوہ صرف ہے اور تھا بھی حالت مفعولی کے لئے مثلاً ہم کو کرنا ہے ، تم کو کرنا ہوگا[۲۳۲] ، تم کو کرنا تھا ۔

جن حضرات نے سطور بالا کا غور سے مطالعہ کیا ہوگا اُن پر افعال کی گردان کی مختلف صورتیں اور سادہ افعال واضح ہو گئے ہونگے ۔ تاہم مزید وضاحت کے لئے ایسے افعال کی جو عام طور پر کثیرالاستعمال ہیں حاضر ، غائب اور مستقبل کے صیغوں کی مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں: جیونا جیوتا جیویا[۲۳۳] (ماضی) جیونگا (متکلم) جیویگا (حاضر واحد) جیوینگے (جمع غائب) ۔

[ص ۱۰۰] مرنا مرتا مریا — مرونگا مریگا مرینگے
کھانا کھاتا کھایا — کھاونگا کھاویگا کھاوینگے
پینا پیتا پییا[۲۳۴] — پیونگا پیویگا پیوینگے
پلاونا پلاوتا پلایا — پلاونگا پلاویگا پلاوینگے
بیٹھنا بیٹھتا بیٹھا — بیٹھونگا بیٹھیگا بیٹھینگے
سننا سنتا سنیا — سنونگا سنیگا سنینگے
[ص ۱۰۱] کہنا کہتا کہیا — کہنگا (کہونگا) کہیگا کہینگے
دیکھنا دیکھتا دیکھا — دیکھونگا دیکھیگا دیکھینگے
چلنا چلتا چلا[۲۳۵] — چلونگا چلیگا چلینگے
لکھنا لکھتا لکھا — لکھونگا لکھیگا لکھینگے
ڈھونڈنا ڈھونڈتا ڈھونڈا — ڈھونڈونگا ڈھونڈیگا ڈھونڈینگے
گننا گنتا گنا — گنونگا گنیگا گنینگے

[ص ۱۰۲] پوچھنا پوچھتا پوچھا — پوچھونگا پوچھیگا پوچھینگے

پوچھاونا (متعدی) پوچھاتا پوچھایا — پوچھاونگا پوچھاویگا پوچھاوینگے

پوکارنا پوکارتا پوکارا — پوکارونگا پوکاریگا پوکارینگے

رونا روتا روا[۲۳۶] — روونگا رویگا - روینگے

رولاونا رولاوتا رولایا — رولاونگا رولاویگا رولاوینگے

[ص ۱۰۳] اونا اوتا ایا — اونگا اویگا اوینگے

ہلنا ہلتا ہلا — ہلونگا ہلیگا ہلینگے

سونگنا سونگتا سونگھا — سونگونگا سونگیگا سونگینگے

سونگاونا سونگاوتا سونگایا — سونگاونگا سونگاویگا سونگاوینگے

سمجنا سمجتا سمجا — سمجونگا سمجیگا سمجینگے

[ص ۱۰۴] پکڑنا پکڑتا پکڑا — پکڑونگا پکڑیگا پکڑینگے

کھولنا کھولتا کھولا — کھولونگا کھولیگا کھولینگے

پکنا پکتا پکا — پکونگا پکیگا پکینگے

پکاونا پکاوتا پکایا — پکاونگا پکاویگا پکاوینگے

نچوڑنا نچوڑتا نچوڑا — نچوڑونگا نچوڑیگا نچوڑینگے

[ص ۱۰۵] پہننا پہنا پہنایا — پہنونگا پہنیگا پہنینگے

پہناونا پہناوتا پہنایا — پہناونگا پہناویگا پہناوینگے

دوڑنا دوڑتا دوڑا — دوڑونگا دوڑیگا دوڑینگے

دوڑانا دوڑاتا دوڑایا — دوڑاونگا دوڑاویگا دوڑاوینگے

ڈرنا ڈرتا ڈرا — ڈرونگا ڈریگا ڈرینگے

[ص ۱۰۶] ڈراونا ڈراوتا ڈرایا — ڈراونگا ڈراویگا ڈراوینگے

پھرنا پھرتا پھرایا(؟) — پھرونگا پھریگا پھرینگے

[۲۳۷]ہنسنا ہنستا ہنسا — ہنسونگا ہنسیگا ہنسینگے

لیاونا لیاوتا لیایا — لیاونگا لیاویگا لیاوینگے

سیکنا (سیکھنا) سیکتا سکھایا (سیکھا) — سیکونگا سیکیگا سیکینگے

[ص ۱۰۷] سکلاونا ، سکاونا سکلاوتا سکلایا — سکلاونگا سکلاویگا سکلاوینگے
ڈالنا ڈالتا ڈالا — ڈالونگا ڈالیگا ڈالینگے
رکھنا رکھتا رکھا — رکھونگا رکھیگا رکھینگے
ملنا ملتا ملا — ملونگا ملیگا ملینگے
ملاونا ملاوتا ملایا — ملاونگا ملاویگا ملاوینگے
[ص ۱۰۸] تڑخنا تڑختا تڑخا — تڑخونگا تڑخیگا تڑخینگے
ماپنا (ناپنا) ماپتا ماپا — ماپونگا ماپیگا ماپینگے
اوڑنا (اڑنا) اوڑتا اوڑا — اڑونگا اڑیگا اڑینگے
اوڑاونا اوڑاوتا اوڑایا — اڑاونگا اڑاویگا اوڑاوینگے
۲۳۸ بینا (بُنا) بینتا بینا — بینونگا بینیگا بینینگے
[ص ۱۰۹] بِناونا بناوتا بنایا — بِناونگا بناویگا بناوینگے
جاننا جانتا جانا — جانونگا جانیگا جانیگے
پالنا پالتا پالا — پالونگا پالیگا پالینگے
۲۳۹ پالاونا پالاوتا پالایا — پالاونگا پالاویگا پالاوینگے
ازمانا ازماتا ازمایا — ازماونگا ازماویگا ازماینگے
[ص ۱۱۰] سکھنا سکھتا سکھا — سکھونگا سکھیگا سکھینگے
نکالنا نکالتا نکالا — نکالونگا نکالیگا نکالینگے
جننا جنتی جنی — جنونگی جنیگی جنینگیاں
برسنا برستا برسا — برسونگا برسیگا برسینگے
بھرنا بھرتا بھرا — بھرونگا بھریگا بھرینگے
[ص ۱۱۱] پڑھنا پڑھتا پڑھا — پڑھونگا پڑھیگا پڑھینگے
تھونکنا ۲۴۰ (تھوکنا) تھونکتا تھونکا — تھونکونگا تھونکیگا تھونکینگے
سوکھنا سوکھتا سوکھا — سوکونگا سوکھیگا سوکھینگے
۲۴۱ موچنا (بند کرنا) موچتا موچا — موچونگا موچیگا موچینگے
کھودنا کھودتا کھودا — کھودونگا کھودیگا کھودینگے

[ص ۱۱۲] مارنا مارتا مارا مارونگاماریگا مارینگے
اوترنا (اترنا) اوترتا اوترا اوترونگا اوتریگا اوترینگے
فرماونا فرماوتا فرمایا فرماونگا فرماویگا فرماوینگے
رگڑنا رگڑتا رگڑا رگڑونگا رگڑیگا رگڑینگے
پاونا (پانا) پاوتا پایا پاونگا پاویگا پاوینگے
[ص ۱۱۳] چھوڑنا چھوڑتا چھوڑا چھوڑونگا چھوڑیگا چھوڑینگے
گنواونا (گنوانا) گنواتا گنوایا گنواونگا گنواویگا گنواوینگے
ہونا ہوتا ہوا ہوونگا ہویگا ہوینگے
دیکھنا دیکھتا دیکھا دیکھونگا دیکھیگا دیکھینگے
سونپنا سونپتا سونپا سونپونگا سونپیگا سونپینگے
[ص ۱۱۴] پھیرنا (واپس کرنا) پھیرتا پھیرایا پھیرونگا پھیریگا پھیرینگے
لےجانا لےجاتا لےگیا لےجاونگا لے جاویگا لے جاوینگے

حصہ پنجم

حروف کے بیان میں

اس باب میں حروف کی پوری بحث کو اختصار کے ساتھ تمیز فعل وعطف اور گردانوں کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔ اس زبان میں (انگریزی کی طرح) حروف کا استعمال اسماء سے پہلے نہیں ہوتا [مطلب یہ ہے کہ انگریزی کی طرح اس میں Preposition نہیں ہوتے بلکہ Postposition ہوتے ہیں]۔

بیان تمیز فعل کا (یعنی ظرف کا)

بعض ظرف سادہ ہوتے ہیں اور بعض مرکب۔ سادہ اور عام قاعدے کے مطابق استعمال ہونے والے حروف ظرف حسب ذیل ہیں :

اول ظرف زمان

(الف) اب، ابکوں[۲۲۲]، ابھی، ابھی نہیں، اب بھی، اتنا شتابی، اتنا مرتبہ، اتے بار، [ص ۱۱۵] آج کوں آج، آخر کوں، اس دن تک، اس وقت، اوس وقت، ایتل (ایتال)، ایتال کوں، (ب) برس کوں، بیگی، (پ) پرسوں، پھر کوں، (ت) تب تک، تبھی، توہن، تب کوں، تب تو، تب تک، تبیچ[۲۲۳]، ترسوں، تیسرا پہر، (ج) جب، جو، جب تک، جب ہی، جدھی، جب لگ، جتنا شتابی، جتنا مرتبہ، جس وقت، جلدی، (د) دن مے (میں)، [ص ۱۱۶] دوپہر، (ر) رات میں (س) سبان (صبح)، (ش) شام مے، شتابی، (ف) فجر، فی‌الحال،

(ک) کب تک ، کبھی ، کدھی ، کتنا مرتبہ ، کس وقت ، کس وقت تک ، کد ، کب ، ۲۴۴کدہی ، کد کد کوں ، کد کد بھی ، کل ، گھڑی ، گھڑی کوں ، کیتی بار ، کے مرتبہ ، (م) سہینا کوں ، (ہ) ہر وقت ، ہمیشہ ، ہنوز ۔

حروف ظرف مکان

(الف) اس طرف ، اس راہ ، اوس طرف ، اوس راہ ، اوپر سوں ، اودھر ، ایدھر ، ایلاڑ ، [ص ۱۱۷] اور بیلاڑ۲۴۵ ، (ب) بدل (بجائے) ، بھار (باہر) ، بھار کوں ، (پ) پرے ، پیلاڑ۲۴۶ ، (ت) تہاں ، (ج) جدھر ، جس طرف ، جس راہ ، جہاں ، جہاں تک ، (د) درمیانی ، (ک) کدھر ، کس طرف ، کون راہ ، کہاں ، کہاں کوں ، کہاں کو بھی ، کہاں تک ، کہیں ، کہیں نہیں ، کہیں تو بھی ، (و) ورے ، وہاں ، وہاں کوں ، وہاں سوں ، وہانچ ، (ہ) ہواں تک ، [ص ۱۱۸] یہاں تک ، (ے) یہاں ، یہاں کوں ، یہاں سوں ۔

حروف تمیز کیفیت

(الف) ۲۴۷اچھیترہ (اچھی طرح) ، ادگ ، اس وجہ ، اس واسطے ، اسی واسطے ، اکیلا ، اوسترہ (اوس‌طرح) ، اوس وجہ ، اوس واسطے، اورکیا ، آہستا آہستا (آہستہ آہستہ) ایسا ، (ب) برابر ، بہتر ، بھلا ، بہوت ، بیانوار (ظاہر) ، بیہودہ ، (پ) پھر کیا ، (ت) تتر بتر ، تحقیق ، تفسیر وار ، تمثیل ، تھوڑا تو بھی ، (ج) جرہ (ذرا ، تھوڑا) ، جس واسطے ، جس وجہ ، (ح) چوبکے (بے فائدہ) ، [ص ۱۱۹] (خ) خراب ، خوب ، خوب نہیں ، (د) دیغل (بھی) ، (ر) روبرو ، (ز) زیادہ ، (س) سارا تو بھی ، سراسر ، سچہ (سچ) ، (ک) کس سبب ، کس واسطے ، کس وجہ ، کس روش ، کس طرح ، کس ڈول ، کم ، (ل) ۲۴۸لا (بہ معنی نہیں) ، (م) ملکو۲۴۹ (مل کر) ، مفت ، مت ، [ص ۱۲۰] مقابلہ ، (ن) ناچیز ، نا ، نہیں ، (و) ویسا ، (ہ) ہرگز ، ہلو ہلو۲۵۰ (ہولے ہولے) ، ہمراہ ۔

حروف تمیز مقدار

(الف) انک بار (اکثر) ، انک ، اتے ، اوتک (اس قدر ، وہ سب ، یہ سب) ، اتنا ، اس قدر ، اوس قدر ، (ت) تتک (اس قدر) ، تتنا (اتنے) ، (ج) جتک بار ، جتے بار ، جتک ، جتنا ، جے ، جس قدر ، (ک) کتک بار ، کتے بار ، کتک ، کتنا ، کے ، کس قدر ۔

[ص ۱۲۱] مرکب حروف تمیز فعل حسب ذیل طریقوں سے بنائے جاتے ہیں :

آسانی سوں ، باطنی مے (باطن میں) ، بے تقصیر ، بے دھڑک ، بے فائدہ ، پلک میں ، پنہائی میں ، خواہش سوں ، در اصل مے (میں) ، دغا کے برابر ، دیوانیگی (دیوانگی) ، نہ ہو کہ ، سارے سوں بھی ، ساعت مے (میں) ، ظاہری مے (میں) ، لہمیں۲۵۱ مے (لمحے میں) ، مشقت سوں ، ہوشیاری سوں ۔

ان اور اس قسم کے حروف کے بعد اکثر حرف 'کہ' لگاتے ہیں ، خاص کر گفتگو میں ایسا کرتے ہیں ؛ مثلاً جیسا کہ نو سکہہ (نیا سیکھا ہوا) گھوڑا ، کس واسطے کہ ۔ یہ 'کہ' اس 'کے' سے مختلف ہے اس لیے ک اکثر اس طرح لکھتے ہیں کہ ہ کو محذوف کر دیتے ہیں لیکن عام طور پر لکھنے میں اسے ک کے ساتھ لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب صفت ندائی ہوتا ہے جس کا مفہوم انگریزی میں یوں ہوگا "خدا اوس بندہ کہہ شاں موں فرمایا ہے کہ اے محمد" ۔

'To the honour of that servant God is pleased to Say 'Oh ! Mohammad !

فصل دوم

حروفِ عطف کا بیان

[ص ۱۲۲]

عام طور پر استعمال ہونے والے حروف عطف حسب ذیل ہیں :

بھی ، ککو ، واسطے ، نہیں تو ، اے نا ہو کو ، پن ، تو ، تو بھی ، آگے ، پیچھے ، گئے ، ہوئے تو ، ابھی ، اگرچہ ، او کیا کہے تو ، اس واسطے ، اس مقابلہ ۔

'بھی' کے استعمال کی مثالیں

میرا باپ قوت مند بھی دولت مند بھی ہے ، تیری ماں بہوت صوابی (زاہد) بھی نور والی (خوبصورت) بھی ہے ۔

'ککو' (کہ وہ)

اوں آئے ککو بھی قرض پھیرے ککو بھی ہمیں جانتے ہیں (کہ وہ قرض واپس کرنے آئے گا یہ ہم جانتے ہیں) ۔ اوں آدمیاں کوں بھیجے ککو بھی شہر بسائے ککو بھی ہمیں سنتے ہیں (ہم سنتے ہیں کہ انھوں نے آدمیوں کو بھیجا ہوگا کہ وہ شہر بسائیں) ۔

واسطے

توسی ایمان کی تعلیم کوں پرے (پڑھے) ہیں سو واسطے تمنا کوں عقل زیادہ ہے (چونکہ تم نے دین کی تعلیم حاصل کی ہے اس لیے تم میں عقل زیادہ ہے) ۔

[ص ۱۲۳] توسی اے کاماں کیے سو واسطے تومنا کوں مزدوری آنا (چونکہ تم نے یہ کام ختم کر لیا ہے اس لیے تمھارے لیے اسکا اجر آئے گا) ۔

نہی[۲۵۲] (نہیں) تو

توسی خاوند کے فرمودات لینا ، نہی تو جہنم مے جاوینگے ، (تم مالک کے احکام مانو نہیں تو جہنم میں جاؤ گے) ۔

اوں خوب کاماں کرنے ، نہی تو صاحب کے نزدیک رہے نا جائے (یعنی اگر وہ کام اچھا نہیں کرے گا تو مالک کے نزدیک نہیں رہ سکیگا) ۔

اے نا ہو کو (یہی نہیں کہ)

اللہ ساریاں کوں پیدا کیے اے نا ہو کو اس دن تک نگہبانی کرتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے یہی نہیں کہ تمام انسانوں کو پیدا کیا بلکہ آج تک ان کی نگہبانی بھی کرتا ہے) ۔

طالب علم اس کتاب کوں لکھے اے نا ہو کو ایسے بیان کرتے ہیں ، (طالب علم نے اس کتاب کو لکھا بھی ، یہی نہیں کہ اسے زبانی بیان کیا) ۔

پن

اے اولیاء اللہ کوں کورنشات کرتا پن اورککوں تو بھی کرتا نہیں (یہ ولی ، اللہ کی عبادت کرتا ہے لیکن اور کچھ نہیں کرتا) ۔

اے شراب خور پیتا ہے پن اور کوچ بھی کرتا نہیں (یعنی یہ شرابی شراب خوری کرتا ہے لیکن اور کچھ نہیں کرتا) ۔

[ص ۲۴۴] اے چور پنڈت دغا دیتا ہے پن کوچ کام کرتا نہیں (یہ دغاباز برہمن دغا دیتا ہے لیکن کچھ کام نہیں کرتا) ۔

اے حرام خور ، حرام خوری کرتا پن وفاداری کرتا نہیں (یہ حرام خور ، حرام خوری کرتا ہے لیکن وفاداری نہیں کرتا) ۔

تو

کافراں ایمان کی تعلیم کوں ہات (ہاتھ) لیے تو نیک بخت والے رہیں گے (اگر کافر ایمان کی تعلیم کو ہات میں لیں تو نیک بخت ہونگے) ۔

گناہگاراں اپنے گناہ نہیں چھوڑے تو نیک بختی اونوں کوں آنے کا نہیں (گناہگار اگر اپنے گناہ نہیں چھوڑیں گے تو نیک بختی ان کو نصیب نہ ہوگی) ۔

تو بھی

ہمیں اندھیارے میں بیٹھے تو بھی خاوند ہماری روشنائی ہے (اگر ہم اندھیرے میں بھی ہوں تو بھی خدا ہماری روشنی ہے) ۔

خدا پرست لوگاں اس دنیا مے (میں) دکسوں (دکھ سے) رہے تو بھی اس پیچھے خوشوقتی سوں رہینگے (اگر خدا پرست لوگ اس دنیا میں دکھ سے رہے تو بھی اس کے بعد خوش وقت رہینگے) ۔

[ص ۱۲۵]

آگے

اللہ ہمناں کوں ۲۵۳تمبي (تنبیہ) کرنے کے آگے ہمی (ہمیں) تپس کر کو دل کو پھرانا (قبل اس کے کہ خدا ہمیں تنبیہ کرے ہمیں ریاضت کر کے اپنے دل کو پھرانا چاہیے)۔

آزار والا مر جانے کے آگے اوس کوں دارو دینا چھاہیے (بیمار کو مر جانے سے پہلے دوا دینی چاہئے) ۔

پیچھے

اے عالم اولنگ (اولانگ ، پھلانگ) کے پیچھے مدام رہنے کا جنت ہے (یہ دنیا گذر کر اس کے پیچھے ہمیشہ رہنے والی جنت ہے) ۔

تنہا خوری کا ہنگام آخر ہوئے پیچھے خوش حالی کے دن آنے کے ہیں (مصیبت (؟) کے دن ختم ہو کر خوش حالی کے دن آنے والے ہیں) ۔

کے

اونو (وہ) پیسے لے گے ککو پوچ (پوچھ) (پوچھ آیا وہ وو پیسے لے گئے) ساری بھی جماعت مے (میں) آئے کے نہیں گے ککو دیک (دیکھ) (دیکھو آیا سب وہ لوگ جمع ہو گے یا کہ نہیں) ۔

[ص ۱۲٦ سادہ]

حروف

[ص ۱۲۷] ایسے حروف جو لاطینی اور انگریزی میں حروف سابقہ (Preposition) کہلاتے ہیں مشرقی زبانوں میں یہ حروف لاحقہ (Postposition) کہلاتے ہیں کیونکہ یہ ہمیشہ اسم ، ضمیر ، فعل یا مصدر کے بعد لگائے جاتے ہیں اور یہ ان کا ایک آسان اور فطری ربط ہے ۔ بعض اوقات البتہ ایسا ہوتا ہے کہ فارسی کے بعض حروف بجائے بعد میں لگانے کے پہلے لگاتے ہیں لیکن ایسی مثالیں بہت کم ہیں ۔ اصل میں ابتداً ہندوستانی زبان میں یہ حروف نہیں تھے ، (یعنی اسم یا فعل میں علامتوں سے وہی کام لیتے تھے جو اب یہ حروف الگ حیثیت سے ادا کرتے ہیں) ۔ ان کی فہرست حسب ذیل ہے :

مے ، میں ، موں (میں ، اندر) ، درمیان ، بیچ ، بیچ مے (میں) ، کن (کنے ، پاس ، نزدیک) پر ، اوپر ، تلے ، نیچے ، ستی ، (ستے) ، سوں ، سے ، بھیتر ، اندر ، ساتھ ، سنگات ، سنگ ، ہمراہ ، شامل ، آگے ، پیچھے ، پو (پر) ، ہات مے (ہاتھ میں) ، ونھ ، تیں (تے ، سے) ، سامنے ، نزدیک ، میسوں (سے) ، واسطے ، تک ۔ ان کی مثالیں حسب ذیل ہیں :

فردوس مے (میں) رہنا خوب ہے ، خدا ہر جگے (جگہ) میں رہتا ہے ، کلکتہ مے (میں) پہونچا ہے ۔

[ص ۱۲۸] **موں**

شہر موں کہتے ہیں ، پیالہ موں ڈالو ، کتنے روپیہ موں مول لیا ہے ، مجکوں غمزہ مئے ہزار وجہ موں خونخوار ۔

بیچ ، بیچ مے ، درمیان

دنیا کے بیچ ، اے بکرا ہونڈار (بھیڑیا) کے بیچ مے تھا ، شہر کے درمیان ، بیس آدمی کے درمیان ، ہر ایک کاچھ (درخت) کے درمیان ، زنجیر کے درمیان ۔

پاس

صاحب کے پاس گیا میں ، اوس کے پاس ہے ، ہمارے پاس ہے ۔

کن

ہمارے کن (کنے ، پاس) آؤ ، نواب کن جاؤ ۔

[ص ۱۲۹] **پر ، اوپر**

جہاز پر سارے بھی چھڑ (چڑھ) گئے ، چوکی (بہ معنی کرسی) پر رکھو ، اوپر آؤ ، آسمان کے اوپر ، گمز[۲۵۴] (گنبد) کے اوپر ایک تو بھی اوڑنے (آڑ) نہیں سکتا ۔

تلے ، نیچے

کاچھ (درخت) کے سایہ تلے ، خاطر تلے لاونا ، چوکی کے نیچے ، زمین کے نیچے ، نیچے جاؤ ، آسمان کے نیچے جانوران جیوتے ہیں ۔

ستے (ستی) ، سوں ، سے

درمیان ستی ، دریا کے درمیان ستے ، دلگیر (دلگیری ، غم) سوں بہوت آدمیاں مرینگے ، [ص ۱۳۰] بھتر (پتھر) کے نیچے سوں ، پاس سے ، اوپر سے ، بیچ سے ، خوشوقتی سے ہمانرا (ہمارا) کاماں (کام کی جمع) کرنا چھائے (چاہئے) ، اوس کے پاس سے لیا میں ، نواب کے پاس سے آیا ہے ، گھوڑا (گھوڑے) کے اوپر سے گر پڑا ، کتاب کے بیچ سے ۔

بھیتر ، اندر

گھر کے بھیتر آؤ ، کوٹھے (گھر) کے اندر ہے ، گھر کے اندر داخل چھاہے (چاہیے) ہونا ۔

شامل ، ہمراہ ، سنگہ (سنگ) ، سنگات ، ساتھ

فرشتے خوب آدمیاں کے شامل رہنگے ، اوس کے ہمراہ ، پادشاہ کے سنگہ بہوت لوگ آئے ، [ص ۱۳۱] بادشاہ اپنے پیادوں کے سنگات پھرتے ہیں ، ہمارے ساتھ آؤ ، خدا نیکو والوں کے ساتھ ہے ، تمہارے ساتھ برابر آونے سکتا نہیں ۔

آگے

کوتوال کے آگے خاموش رہنا چہائے (چاہئے) ، بچے سارے ماں کے آگے کھڑے رہے ۔

پیچھے

موت کے پیچھے انصاف چوکانے (چکانے) کا دن آوے گا ۔

ہو

پہاڑ ہو (پر) خاوند (مالک) بیٹھے تھے ۔

ہات مے (میں)

اللہ کے ہات مے (ہاتھ میں) سب ہے ۔

ونمہ (ساتھ)

بھائی کے ونمہ (؟) مہیں فجر تھا ۔

تیں (تئیں کو)

[ص ۱۳۲] ہمارے تیں (تئیں) دو ، پیادہ کے تیں سونپو ، او تیں (اس کے تئیں) اے خوب سب ہمناں کوں آیا (یہ سب خوبیاں اوس کو (کے ایے) ہم سے ملیں) ۔

سامنے

ہمارے گاؤں کے سامنے اے (یہ) ہوا ۔

نزدیک

بندگی کرنے میں اللہ کے نزدیک پہونچیا ، اوس کے گھر کے نزدیک ۔

واسطے

ایمان کی تعلیم کے واسطے اے (یہ) کرنا ۔

میسوں (میں سے)

اللہ قبر میسوں (میں سے) ہمناکوں پھر اوٹھاویگا ۔

تک

اب تک ۔

[ص ۱۳۳] حروف ندا

یہ تعداد میں صرف چند ہیں ۔

طلب یا تخاطب

اے اللہ ! اے خاوند !

اشارہ

ایدے آدمیاں سارے بھی خراب والے ہوئے ۔

تاسف

گناہگاراں ہیسو ، تمناں کوں ہائے

اللہ کے فرمودات مے نہیں سو آدمیاں کوں ہائے

غیض و غضب ، غصہ یا نفرین

ناپاکیوں اے بائی کواں (ان ناپاک عورتوں کو) چھپی جاو (تھو) کیتے برا بڑھیو اے شراب خوراں ، چھپی جاؤ ۔

[ص ۱۳۴] تحسین و توصیف و تعریف

اے پاک مند والےخوش حال رہو تومینچ (تم ہی) اللہ کوں فردوس مے (میں) دیکھینگے۲۵۵ ۔

اے نیکو اے بھلا خوش وقتی سوں رہو ، سب خوب ہے ۔

باب النحو

اگر مذکورہ بالا اصولوں اور قواعد کو پوری طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو اس زبان کا نحو زیادہ مشکل نہیں ہے ۔ چونکہ اس زبان میں جنس کے صرف دو صیغے ہوتے ہیں ، تو باقی تمام شکلیں آسانی سے واضح ہو جاتی ہیں ۔

ضمیر متکلم (تاکیدی) کے لیے حرف چ[۲۵۶] استعمال ہوتا ہے : الہاچ (خدا خود ہی) ، مہینح (میں ہی) ، تومینح (تم ہی) ، ہمینح (ہم ہی) ، محمد چ (محمد ہی) ، انوکوچ (اُن کو ہی) ، انوچ ، (وہ ہی) ۔

حالت فاعلی میں ضمیر فعل لازم سے پہلے آتا ہے اور عدد اور جنس کے صیغے میں (فعل سے) مطابقت رکھتا ہے ۔ مثلاً میرا باپ بہوت کاماں کرتا ہے ، تیری ماں بہوت مہنت (محنت) کرتی [ص د ۱۳] ہے ، اے گھوڑے جلدی سوں دوڑتے ہیں ، اے گھوڑیاں بہوت پانی پیتیاں ہیں ۔

حالت اضافی میں ضمیر کا تعین دوسرے اسم سے ہوتا ہے لیکن اس میں جنس کی مطابقت لازمی ہے ۔ مثلاً خاوند کی ماں ۔ خاوند جنس مذکر ہے ، لیکن چونکہ ماں کی جنس مونث ہے اس لیے بجائے خاوند کا ، خاوند کی استعمال کرتے ہیں ۔ ''خاوند کے مریداں'' ، چونکہ مریداں کا صیغہ جمع کا ہے اس لیے ضمیر کی علامت بھی 'کے' جمع لائی جائے گی ۔

حالتِ مفعولی یا طوری

اس حالت کی علامت 'کوں' ہے اور اس کی گردان بھی اسی طرح ہوتی ہے ۔ فارسی نحو کی طرح یہاں بھی ان دونوں حالتوں یعنی حالت مفعولی اور حالت طوری میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن جملے کی ساخت پر اس کا اثر پڑتا ہے ۔

حالتِ ندائیہ ، حالت فاعلی (؟) کے مطابق ہوتی ہے اور اس پر حرف 'اے' کا اضافہ کیا جاتا ہے ۔

[ص ۱۳۶] حالتِ اضافی کا اظہار حرفِ اضافت سے ہوتا ہے اور 'کا' 'کے' سے بدل جاتا ہے ، مثلاً ما (ماں) کا ، باپ کا ، اللہ کا ۔ ترکیب میں ما کے نزدیک ، باپ کے واسطے ، اللہ کے کنے ، موت کے آگے ، دلگیری کے پیچھے ، ہات کے نیچے ۔

حالت عطفی کے صیغۂ حاضر میں حرف 'تب' استعمال کرتے ہیں مثلاً مہیں بندگی کرتے تب توسی خاموش رہنا (جب میں عبادت کروں تب تمہیں خاموش رہنا چاہئے) ، ہمیں کھانا کھاتے تمہد توماں رے سات حجت کرنے نہیں سکتے[۲۵۷] ۔

عطف نفی کے لئے علامت نہوکا (نہ ہو کہ ؟) لاتے ہیں "توسی ایکہ گناہ نہیں نہ ہو کا تومنا کوچ نگہبانی کرو ، تومنا کوں نقصان نہیں اے نہ ہو کا اللہ کوں کورنشات کرنا ۔"

مصدر کا استعمال اس طرح ہوتا ہے : "خوب کاماں کرنا کتے (کہتے) سو فردوس کوں میلانے (ملانے) کی سوباٹ (راستہ) ہے ، اعتقاد سوں رہنا کتے (کہتے) سو نیک مذہب والوں کی نشانی ہے ۔" [ص ۱۳۷] مصدر کا استعمال صیغہ مستقبل کے لئے ہو تو اس میں بھی اسم کی طرح جنس اور عدد کے صیغے کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے ۔ مثلاً "تیرا بھائی آسمان کے لائق ہے سو قیاس ڈھونڈنے

والا کا ہوکو ہے (یعنی تیرا بھائی ایسے مراقبے میں ہے جو آسانی ہے) ، پادشاہ کی بیٹی بہوت صواباں[۲۵۸] (ثواباں) سے (میں) پرورش کرنے کی ہو کو ہے ۔ خوب آدمیاں اللہ کوں دیکھنے کے بڑے ہو کو ہیں ، میریاں بہناں (بہنیں) ساری خوبیاں می (میں) ترقی ہونے کیاں ہیں ، انصاف کرنے کوں اللہ کے بڑے (بڑا) دن آنے کا ہے ، پانی چھینچنے (کھینچنے) کوں سو بائی کوواں یہاں آنے کا ہیں ۔

جب ایک سے زیادہ افعال ایک جملے میں آ جاتے ہیں تو ان کے لئے حروف کا استعمال صیغہ، جنس یا عدد کے لحاظ سے قطع نظر یوں ہوتا ہے ۔

سلہدار[۲۵۹] (اسلح دار) آکو (آ کر) ہم ساریاں (سب) کے اوپر نظر رکو (رکھ کر) مجکوں ایک تروار دے کو توں اسے لے کو ، خوب پیادے کے (؟) لڑائی کر کو بول کو اپنے گھر کوں پھر کو گے ۔

اسم مصدر (Gerund)

یہ اس طرح بنائے جاتے ہیں :

اناج سول لین کوں بہوت سوداگراں اس گانو مے آئے ، انصاف چوکانے (چکانے) کوں بادشاہ کے مصلحت والے صباں (صبح ، کل) آوینگے ، لکڑاں (لکڑیاں) جمع کرنے کوں ایک ایک مہنت (محنت) کرنا ، دو کاغذ (خط) لکھنے کوں توں ابھی بیٹ (بیٹھ) ، میرے بندے (ملازم) کھانا کھانے کوں من ہیں ہویتو کاماں کرنے کوں من ہیں ، اے کافراں مسلمان ہونے کوں دل نہیں ، مہنت[۲۶۰] (محنت) کرنے کے واسطے اللہ آدمیاں کوں پیدا کیے ، جنت ڈھونڈنے کے واسطے اللہ ہمنا کوں عقل دیے اے نا ہو کو انجیل کوں فرمائے ، دنیا ہونے کے آگے اللہ لیک بختیج (دنیا پیدا ہونے سے پہلے ایک اللہ لیک بخیت ہی تہا) ، نیک خصلت والے کھانا کھانے کے آگے [ص ۱۳۹] فاتحہ کر کر شکر بجا لانا ، دن دن کے کاماں سب آخر ہونے کے پیچھے رات مے (میں) نیند کرنا ، پیسے سب دینے کے پیچھے اوں کوں چھوڑ دیو ، تب تب کوں (یعنی اکثر) لکھنے میں خوب لکھنے کوں کسرت[۲۶۱] (کثرت) آویگا (یعنی کثرت مشق سے اچھا لکھنا آئے گا) ، گھڑی گھڑی کوں پڑنے (پڑھنے) مے (میں) بہوت عقل آوے گا ، بہوت شراب پینے مے (میں) آدمیاں مر جاوینگے ، دلگیری سوں رہنے مے بدن کوں بہوت آزار آوینگے ، اللہ کوں کورنشات کرنے سوں اور بڑی کورنشات نہیں ۔

[ص ۱۴۰] آرام سوں رہنے سوں بھی ہمنا کوں اور بڑی نذر[۲۶۲] نہیں ، گھراں (جمع گھر) بندنے[۲۶۳] سوں (بنانے سے) بھی پروردگار کوں بندگی کرنے کا بہتر ہے (خدا کی بندگی کرنا اس سے بہتر ہے کہ اس کے لئے کوئی گھر (عبادت گاہ ، مندر) تعمیر کیا جائے) ، جہنم مے جانے سوں بھی بہشت مے جانے کا بہتر ہے ، بدن کوں دھونے کا نا ہو کو آرام نہیں ، کام کرنیکا نا ہو کو روزگار ملتا نہیں ، اللہ کوں ڈھونڈنے کا نا ہوکو اون کوں پاونے (پانے) نہیں سکتے ، پینے

کا نا ہو کو پیاس پیلاڑ جاتا نہیں ، اس دھیر کی جورو سونے کے نا ہو کو اور کوچ (کچھ) بھی کرنے کی نہیں ، سہیں (میں) نیندنا کر کے جاگتا ہوں ، خوب آدمیاں خرابی نا کر کو خوبی کرتے [ص ۱۳۱] ہیں ، تیرا بھائی ۲۶۳چوپ کے (چپکے) نا بیٹھ کے کام کرنا ہے ، اللہ کے مذکور کے اوپر اے اعتبار سوں رہنے کا خوب ہے ، خوب آدمیاں کوں بھی ملعون (؟) آدمیاں کوں بھی بہوت تفاوت ہے ۔ ہمیں سارے بھی اللہ کوں اعتقاد لاوینگے او ۔ اے جنوں گانوں کوں چھوڑ کو پیلاڑ جاوینگے او ۔

[ص ۱۳۲] ضمیمہ

اعتباری کا دعا ایچ

باپ میں سو ایک اللہ کے اوپر اعتبار کرتا ہوں ، او اپنی قدرت سوں آسمان کوں بھی زمین کوں بھی پیدا کیے ہیں ، اونکا ایک فرزند ہیں سو ہمانرا خاوند ایشوعا مسیحا کے اوپر اعتقاد لاتا ہوں اور روح قدس سوں حمل کر نا ہو کو ، انبھاتی مریم کے پیٹ مے (میں) تولد ہو کو ، پنیاوس پیلاط ، وسکے نیچے عذاب پا کو ، دوپائے کے اوپر ، مانرنا ہوکو مر جا کو قبر مے (میں) رکھنا ہو کو ، نیچے کوں اوتر کو جا کو تیسرے روز مے (میں) مر گئے سو ، اونو مے (میں) سوں اوٹ کو (اٹھ کر) اسمان پو چھڑ (چڑھ) کو قدرت سوں ہے ، سو باپ خدا کے سے ہر طرف مے ہے ، وہاں سوں ، جیوں ہاریاں کوں بھی مر گیئو انوکوں بھی کتوال ہوکو آویگا ، روح قدس کے اوپر اعتبار کرتا ہوں ، پاک منداں کی جماعت بھی ، محبت بھی ، گناہاں کا معافی بھی انگ اُٹھنا بھی ہمیشہ رہے گا جیو بھی ہے کہہ کر اعتبار کرتا ہوں ۔ امین

[ص ۱۳۳] خاولد کی بندگی ایچ

آسمان پو رہتا ہے سو ہمانرا باپ ، تمانرا نانو پاک کرنا ہونے دیو ، تمانری پادشاہی آنے دیو ، تمانرا دل اسمان پو کرنا ہوئے سو کا دنیا مے بھی کرنا ہونے دیو ، ایک ایک دن کا ہمانری روزی ہمنا کوں آج دیو ، ہمانرے قرضداراں کوں ہمیں معاف کی سو کا ، تمہیں بھی ہمارے قرضاں کوں ہمنا کوں معاف کرو ، ہمنا کوں ازمانے کے اندر داخل مت کرو ، ہویتو جنونی مے کوں ہمنا کوں سرفراز کرو ، او کیا کہے تو پادشاہی بھی ، قدرت بھی ، مرتبہ بھی ، تمنا کوں مدام لگ ہو کو ہے ہوسے ۔

[ص ۱۳۴] ۲۶۵خداوند کی دعا کا تجزیہ

خداوند کی دعا کی عبارت جیسی کہ لاطینی میں ہے ، ہندوستانی زبان میں اس کا ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے ۔ اگر اس لاطینی سے انگریزی اور اس سے ہندوستانی میں ترجمہ کیا جاتا تو جملوں اور الفاظ کی ترتیب مسخ اور مبہم ہو جاتی اور مضحکہ خیز بن جاتی ۔ اس زبان (یعنی ہندوستانی) کے محاورہ اور روزمرہ اور مزاج کی وجہ سے ایسے کلمات جو آخر جملہ میں آنا چاہئیں ،

ہمیشہ نہیں تو اکثر شروع میں آ جاتے ہیں ، اور اسی طرح اس کے برعکس (یعنی شروع میں آنے والے کلمات آخر میں) ہوتا ہے - مثلاً لاطینی میں جو ترکیب 'باپ ہمارے' کے مطابق ہوگی وہ ہندوستانی میں 'ہمارے باپ' لکھی جائے گی -

"خاوند کی بندگی ایچ" خاوند کے معنی خداوند (عیسیٰ مسیح) ہیں "خاوند کی" ، یہ ترکیب اضافی صیغہ واحد کی ہے ، بندگی کے معنی دعا یا پکار ہے - اضافت کی عام علامت 'کا' ہے اس لیے اس کی ترکیب 'خاوند کا' ہونی چاہئے ، لیکن چونکہ بندگی مؤنث ہے اس لیے 'خاوند کا' کی ترکیب اضافی میں علامت اضافت 'کا ، کی' سے بدل جاتی ہے ، اس لیے پہلے آنے والے الفاظ پیچھے آنے والے الفاظ کی مطابقت میں اسی طرح جنس کے صیغہ کے لیے بدل جائینگے - 'ایچ' کے معنی ہیں وہ خود ہی - 'اے' حرف ہے جو حرف ضمیر کے معنی دیتا ہے - اس باب میں ہندوستانی زبان فارسی کے محاورہ کا اتباع کرتی ہے - 'چ' حرف تاکید ہے جو[۲۶] کلمہ کے آخر میں لا کر 'ہی' (یعنی تاکیدِ اثباتی) کے معنی پیدا کرتا ہے - 'آسمان [ص ۱۰۵] پو' حالتِ ظرفی (مکانی) کو بیان کرتا ہے جس میں کلمہ 'پو' حرف ظرف ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رہنے والے اندر (میں) نہیں بلکہ اوپر ہیں - اور یہ حرف اسم کے بعد (مثلاً آسمان پو) لگاتے ہیں اور اس میں کوئی تغتیر یا ترمیم (جیسی کہ اس سے پہلے کی مثال میں حرف اضافت میں ہوئی) نہیں ہوتی - 'رہتا سو' ، فعل 'رہنا' سے صیغہ حاضر واحد غائب سے بنا ہے - 'سو' اسم ضمیر ہے جو یہاں کلمہ لاحق (Postrosition) کے طور پر استعمال ہوا ہے - استفہامیہ 'کوں ، کیں' استعمال ہوتے ہیں - 'ہمانرا باپ' (لاطینی ترکیب میں 'باپ ہمارا') حالت اضافی جمع کا صیغہ ہے جس کے اجزائے ترکیبی 'ہما'>[۲۶] اور 'باپ' ہیں (یعنی 'را' علامت اضافت ، ضمیر جمع 'ہم' کے ساتھ مل کر 'ہمانرا' کی ترکیب بنائی گئی ہے) - یہاں اسم ضمیر 'ہمانرا' کی مطابقت عدد اور جنس میں اسم (یعنی باب) کے ساتھ اسی طرح سے ہوتی ہے جس طرح صفت کی مطابقت ہوتی ہے - یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جانی چاہئے کہ صحیح ترکیب 'ہمانرا باپ' ہے نہ کہ 'باپ ہمانرا' کیونکہ صفت کو ہمیشہ اسم سے پہلے لاتے ہیں -

تمانرا نانو (لاطینی ترکیب تمہارا + نام) اسم ضمیر 'تو' سے صیغہ تکریمی یا تعظیمی میں بنا ہے اور یہ 'تو' حالت اضافی صیغہ واحد کی تعظمی شکل ہے - 'نانو' وہی لفظ ہے جو بہت سی زبانوں میں مشترک ہے اور ہندوستانی زبان میں اس میں نون غنہ کی آواز داخل ہو جانے سے اس کا تلفظ کسی قدر دسوار ہو گیا ہے - "پاک کرنا ہونے دیو" (لاطینی ایک لفظ مرکب 'پاک کرو') 'پاک' اسم صفت ہے اور اس سے پاکی یا پاکیزگی (روحانی) مراد ہوتی ہے - 'کرنا' مصدر ہے اور 'پاک' سے مل کر 'پاک کرنا' کی ترکیب بنی ہے -

[یہاں عبارت پڑھی نہیں جا سکتی]

"پاک کرنا ہونا" کے معنی وہی ہیں جو "پاک کرنا" کے ہیں اور یہ حالت عطفی کا اظہار ہے - 'دیو' فعل 'دینا' سے امر (حکم) کا صیغہ ہے ، دراصل 'دینا' سے 'دے' صیغہ امر واحد ہے ، اور اس کی

جمع ’دیو‘ آتی ہے ، اس لیے قیاس کہتا ہے کہ اس محل اور موقع پر صیغہ ’دے‘ (واحد) ہی آنا چاہیے لیکن یہ جمع کا صیغہ ، صیغہٴ تعظیمی یا تکریمی ہے (یعنی واحد کے لیے جمع کا صیغہ) ۔ اور چونکہ اللہ سے متعلق گفتگو ہے اور وہ ہر طرح کی تعظیم و تکریم کا مستحق ہے ، چنانچہ اسی وجہ سے بجائے ’دے‘ کے ’دیو‘ کا صیغہٴ جمع لایا گیا ۔ ’ہونے دیو‘ کی ترکیب دراصل ’ہونے کو دیو‘ کی تخفیف ہے ۔ ’ہونے‘ اسم مصدر ہے ۔ ”تمانری پادشاہی آنے دیو“ تمانری صیغہ تکریمی حالت اضافت کا ہے اور مؤنث ہے جو اسم ضمیر ’تو‘ سے بنا ہے ۔ ’پادشاہی‘ کا صیغہ مؤنث ہے اسی لیے مؤنث کی علامت ’ی‘ لگائی گئی ہے (یعنی بجائے تمانرا) ’آنے دیو‘ حاصل مصدر ہے اور ’آنے کو دینا‘ کی تخفیف ہے جو مصدر ’آونا‘ سے بنائی گئی ہے ۔ یہ اسی طرح کی ترکیب ہے جس کی تشریح سطور بالا میں کی جا چکی ہے۔ ”تمانرا دل آسمان پو کرنا ہو سکا دنیا می بھی کرنا ہونے دیو“ ، تمانرا (لاطینی صیغہ حاضر واحد مذکر) دل (خواہش) ’آسمان پو‘ اس کی تشریح اوپر کی جا چکی ہے ۔ ’کرنا ہونا‘ ، ’ہونے سکا‘ (؟) ’سکا‘ حرف ہے جس کے لانے سے ’ہوا ، ہونے‘ میں بدلتا ہے اور یہ صیغہ مستقبل کا ہے (یعنی ’ہونے‘ بہ معنی ’ہوگا‘) ”دنیاں می بھی“ ، اس میں دو حرف ہیں (یعنی ’میں‘ اور ’بھی‘) (’میں‘ حرف جار اور ’بھی‘ حرف تاکید) ، ’کرنے ہونے دیو‘ ترکیب عطفی کی جگہ ’کرنا ہونے دیو‘ ، ”ایک ایک دن کا ہمانری روزی ہمنا کوں آج دیو“ ’ایکہ ایک‘ اسم ضمیر (؟) ہے یعنی ہر ایک ’دن کا‘ حالت اضافی واحد مذکر ’دن‘ (بہ معنی یوم) ’ہمانری‘ کی تشریح اوپر کی جا چکی ہے ۔ ’روزی‘ اور ’روٹی‘ دونوں کے معنی ایک ہیں ۔ ’روزی‘ چونکہ مؤنث ہے اس لیے اس کی اضافی حالت بھی مونث ہوئی (یعنی بجائے ’ہمانرا‘ کے ’ہمانری‘) ۔ ’روزی‘ در اصل صیغہ فاعلی ہے لیکن ہندوستانی زبان میں یہ بجائے حالت مفعولی کے اس طرح آتا ہے ۔ ’ہمنا کوں‘ حالت مفعولی یا مفعول لاجلہ ہے ، ’ہم‘ صیغہ جمع ہے واحد ’میں‘ یا ’ہم‘ (واحد تعظیمی) ۔ ’آج‘ (یعنی امروز ، آج کے دن) ظرف زمانی ہے ۔ ’دے‘ صیغہ استدعا یا طلب ہے اور بجائے ’دیو‘ استعمال ہوا ہے جسکا مادہ یا مصدر ’دینا‘ ہے ، ”ہمانرے قرضداراں کوں ہمنا کوں ہمیں معاف کیے سکا تمی بھی ہمانرے قرضاں کوں ہمنا کوں معاف کرو“ ۔ ’ہمانرے‘ صیغہ حالت اضافی کا ہے جو اسم ضمیر ’ہم‘ سے بنا ہے ۔ ’قرضداراں کوں‘ صیغہ حالت مفعولی کا ہے ، واحد ’قرضدار‘ ہوتا ہے جس سے صیغہ حالت فاعلی جمع کا ’قرضداراں‘ بنایا جاتا ہے ، ’ہمانرے‘ کی تشریح اوپر کی جا چکی ہے ۔ ’معاف کرنا‘ (علاوہ ان معنوں کے جو یہاں بخشنا کے مفہوم کو ادا کرتے ہیں ، ’معاف کرنا‘ بطرز روزمرہ یا تکیہٴ کلام بھی استعمال ہوتا ہے) ’کیے‘ جو مصدر ’کرنا‘ سے بنا ہے اور اس کے ساتھ ’سکا‘ حرف اضافت کی ترکیب ہے ۔ اس کی وجہ سے ’گیا‘ کی جگہ ’کیے‘ لایا گیا ہے ۔ ’تمی بھی‘ (تم اسم ضمیر سے) ’تمی‘ اور اس کے ساتھ حرف تاکید ’بھی‘ ملایا گیا ہے ۔ ’قرضاں کوں‘ حالت اضافی میں جمع کا صیغہ ہے جس کا واحد ’قرض‘ ہے ۔ چونکہ یہ حالت فاعلی جمع ہے اس لئے ’قرضاں‘ ہو گیا ۔ ’ہمنا کوں‘ حالت مفعولی جمع کا صیغہ ہے ۔

[یہاں عبارت پڑھی نہیں جا سکی]

[ص ۱۲۸] اس کا تعین سیاق و سباقِ عبارت سے کرنا چاہئے - 'معاف کرو' صیغہ امر ہے جسکا مصدر 'کرنا' ہے - اس زبان (یعنی ہندوستانی) میں افعال جو اسما سے بنائے جاتے ہیں ان کے لیے حالت مفعولی یا مفعول معہ کے صیغہ یا اس کی علامت کی ضرورت نہیں ہوتی - کم از کم بعض صورتوں میں اسے نہیں لاتے - "ہمناں کوں ازمانے کے اندر داخل مت کرو" ہمناں کوں یہاں صیغہ حالت مفعولی کا ہے - 'آزمانے کے' صیغہ حالت اضافی کا ہے اور واحد ہے ، اس کا مادہ 'ازمان' ہے جس سے صیغہ حالت اضافی 'آزمان کا' ہوتا لیکن یہاں حرف ظرف مکانی 'اندر' استعمال ہوا ہے، اس لیے بجائے علامت 'کوں' ، 'کے' اختیار کی گئی ہے - 'داخل کرنا' کے معنی اندر داخل کرنا ہیں جو روزمرہ کے مطابق ہے - 'مت' علامت نفی ہے جس سے نفی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے - 'کرو' کی تشریح کی جاچکی ہے - "ہوئے تو جنوںنے سے سوں ہمنا کوں سرفراز کرو" ، 'ہویتو' حرف ظرف عطفی ہے ، 'جنوں نے' اسم (موصوف یا منحوف) ہے جس کے ساتھ حروف عطف دو یعنی 'سے' (میں) اور 'سوں' لائے گئے ہیں جو اسم ما سبق کی حالت مفعولی کے تعلق سے لائے گئے ہیں اور ان میں کسی تغیر کی ضرورت نہیں ہوئی ، لیکن یہ دو حرف (یعنی 'سے' اور 'سوں') یکجا لا کر معنی کی وضاحت زیادہ ہو گئی - 'ہمنا' (بہ معنی ہم بہ حالت مفعولی یعنی صیغہ جمع متکلم) 'ہمنا' اور 'ہمنا کوں' دونوں حالت مفعول کی صورتیں ہیں - 'سرفراز کرو' کے معنی ہیں بخشو یا عنایت کرو اور یہ 'سرفراز کرنا' سے صیغہ جمع امر (تعظیمی واحد) کا ہے "او کیا کہے تو پادشاہی بھی ، قدرت بھی ، مرتبہ بھی تمنا کوں" او کیا کہے تو (روزمرہ) ، [ص ۱۲۹] پادشاہی یعنی حکومت ، قدرت یعنی طاقت ، مرتبہ یعنی مقامِ اعلیٰ - چونکہ تین اسم (یعنی پادشاہی ، قدرت اور مرتبہ) آئے ہیں اس لئے حرف عطف 'بھی' لگایا گیا ہے - لیکن حالت یا زمانہ فعل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے اور اسے لاطینی میں اس طرح ادا کرینگے کہ "پادشاہی ، قدرت اور مرتبہ سب کچھ (سبھی) تجھی کو حاصل ہے" - 'تمنا کوں' حالت مفعولی 'تم' واحد سے - یہاں واحد کی جگہ صیغہ جمع تعظیمی استعمال ہوا - 'مدام' بہ معنی ہمیشہ 'لگ' بہ معنی 'تک' - تک حرف ظرف ہے 'ہو کو' یعنی 'ہووے' مصدر 'ہونا' سے مستقبل مدام کا صیغہ ہے - 'ہوئے' میں صیغہ ضمیر حاضر کا ہے ، اس سے صیغہ حاضر واحد متکلم 'ہوں' بنتا ہے (یعنی میں ہوں) 'ہے' (یعنی تو ہے) 'ہے' (یعنی وہ ہے) اور اس کی جمع کی صورت میں 'ہیں' (یعنی ہم ہیں) 'ہیں' (یعنی تم ہو) 'ہیں' (وہ ہیں) لاتے ہیں ، 'ہوئے' سے بھی مفہوم صیغہ متکلم واحد 'ہونا' مصدر کا ظاہر ہوتا ہے -

احکامات

اللہ کہے سو دس فرمودے ایچ ، مہیں تمانرا خاوند ہوں ، سو الہاچ مجکوں ، اور دیوان ہمارے آنگے رہنا نہیں ، اوپر آسمان مے بھی نیچے زمین مے بھی ، زمین کے نیچے پانی مے بھی سو کاماں کے برابر تصویر کوں بھی ، پتلیوں کوں بھی تجکوں کرنا نہیں ، توں اوس کوں کورنشات کرنا نہیں ، اوس کوں خدمت بھی کرنا نہیں ، مہیں تمانرا خاوند ہوں سو اللہ [۲۶۸] غصا کرنے کیا خدا ہو کو باپ دادے کے سو گنا ماں کے واسطے مجکوں دشمنی کرتے سو اونو کی اولاد ان کوں تین چار [۲۶۹] پیڑی لگ سزا دیتا ہوں - ہویتو منجے آشنائی کرنہاریاں کوں بھی ، میرا فرمودات

کرلیہاریاں کوں بھی ہزار پیڑھی لگ مہربانی کرتا ہوں ، تمانرا خاوند ہیں سو اللہ کے ناؤں کوں ناچیز کرنا نہیں ، سبت کے دن کوں پاک کرنے کوں یاد کر ، تجکوں خوبی ہونے کوں بھی دنیاں مے بھی ، بہوت زور رہانے کوں بھی ، تیرے ماں باپ کوں با پروا کر ، خون نکو کر۲۸۰، [ص ۱۵۱] حرام نکو کر ، چوری نکو کر ، ہمسائے کے اوپر جھوٹی شاہدی نکو بول ، ہمسائے کے گھر کوں آس نکو کر ، ہمسائے کی عورت کوں بھی اوس کے چاکر کوں بھی ، اوسکی باندی کوں بھی ، گائے کوں بھی ، گدھے کوں بھی ، اوس ہے سو سب کوں بھی حرص نکو کر ۔ اے دس فرمودے کے اوپر اللہ کہے سو کیا کہیتو ۔

دولبی کا مذکور ایچ

اے شوعا مسیحا اپنے مریداں کوں کہے سو باتاں ایچ تمی دنیاں می سوب۲۸۱ جا گوسارے کافلے کے۲۸۲ لوگاں کوں تعلیم دے کو ، اونو کوں باپ کا بھی ، فرزند کا بھی ، قدس روح کا بھی ناؤں سوں دو بنادیو ، اعتقاد لانیہارا بھی دوبنا لینہارا بھی سرفراز ہویگا ، ہویتو بھی اعتبار کرنیہارے کوں چوکانا ہویگا ہوے ۔

(یعنی عیسیٰ مسیح نے اپنے مریدوں سے کہا سو یہی باتیں ہیں ، تم دنیا میں سب جگہ سارے قافلے کے لوگوں کو تعلیم دے کر ان کو باپ کا بھی ، فرزند کا بھی ، قدس روح کا بھی نام سنا دینا ، اعتقاد لانے والا بھی ، دو بنا (؟) لینے والا بھی سرفراز ہوگا ، اور وہ جو ایمان لانے کوں خبردار کریگا وہ بھی (سرفراز) ہوگا ۔

خاوند کی رات کی حاضری ایچ

ہمانرا خاوند ہے سو ایشوعا مسیحا ایسے حوالہ کرنا ہوا ، سو رات مے (میں) روٹی لے کو ، شکر بجا لا کو ، اور توڑ کو ، اپنے مریداں کوں دے کو کہے تمی اے لے کو کھاو ، اے تمانرے واسطے دینا ہوا سو میرا بدن ہے ، منجے یاد کرنے کے واسطے ایسی کرو پھر کو اوسی طرایچ ، رات کی حاضری ہوئے پیچھے اون انگور کا شیرا ہے ، سو آبخورہ لے کو ، شکر بجا لا کو اونو کوں دے کو کہے تمیں اے لے کو ، اوسی کا تمیں سارا بیٹھے (؟) پیو ، اے آبخورہ گناہوں معاف لینے کوں تمانرے واسطے او روزی سوں میرے لہو مے نوا قول مے ، تمیں اے کیتی مرتبہ پی تو بھی منجے یاد کرنے کے واسطے ایسے کرو ۔

اسمائے نکرہ جو عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید میں آئے ہیں اور ان کا عربی فارسی تلفظ : آدم ، ۲۸۳ہوّا (حوّا) ، ۲۸۴حابل (ہابیل) ، قابل (قابیل) ، انوخ ، نوح ، لوط ، ابراہیم ، اسحاق ، یعقوب ، عزرائیل (اسرائیل) ، یہودی ، سادوم ، گامرا ، موسیٰ ، ہارون ، مریم ، ایوب ، فرعون ، مصر ، فصیحہ ، یاشوا ، یا یرخو ، ساعد (سعد) ، طور ، سایون ، کوہ طور ، ادوم ، شم سوم ، ساموایل ، الیاس ، دانیال ، ایرمیال ، ایسیا ، جلیل ، ناضیر ، یوردان (اُردن) ، سیداہی ، یونس ، فاریصیم ، سادوکیم [حاشیہ دریا ، تھالا ، وقرمند ، گھانس (گھاس) ، وسوس کرنا (وسواس کرنا] ۔

بابسول ، قیساریا ، حلفائے ، اینبضلا ، ذکریا ، کورج ، صہرہ (سارہ) ، رفکا ، عیسیٰ ، ہوزا ، انتاکیاں ، اسکندر ، کلدانیاں ، ایسمرنا (سمرنا) ، فونیکی (فینیقی) ، کوپروس (سائپرس) ۔ الفاظ جو صوتی اعتبار سے طیوطانی سے ملتے ہیں : بُو بُو (بڑی بہن) ، چھتر ، چونچی[۴<۵] (چوچی ، پستان) ، کمربند ، پستو (جانور) ، پیشاب ، گاڑی ، لنگر ، بوکڑ (بکرا) ، سابون (صابون) ، سینگ ، لاک (لاکھ) ، بردن ، نرگس ، زعفران ، بہتر ، بوسہ ، جمع کرنا ، بہرہ مند ، فال ، چنتا ، دہرتری (دھرتی ؟) ، سور ، مست کرنا ، ناف ، مغی ، بدنامی ، ننگا ، نوا (نیا) ، مون (منھ) ، بوں (بو) ۔

حواشی و تعلیقات

۱- اس کتاب کے عنوان میں ہی اس زبان کو ''ہندوستانی'' کہا گیا ہے - اگرچہ بعض قدیم اور جدید اردو کے مصنفین اور تذکرہ نگاروں نے بھی اسے ہندوستانی کہا ہے اور بیسویں صدی میں اردو اور ہندی کے لسانی تنازعے کے سلسلے میں ایک مرتبہ پھر ہندوستانی کی اصطلاح عام ہوگئی تھی اور گاندھی جی نے ہندی اتھوا (ہندوستانی یعنی ہندی) کا شوشہ بھی چھوڑا تھا لیکن یہ کہنا درست ہے کہ مغربی مصنفین کی اکثریت نے اسے اور کسی قدیم یا جدید نام سے پکارنے کی بجائے ہندوستانی کہنے کو ترجیح دی ہے ؛ مثلاً قدیم ترین قواعد کا مصنف جان جوشوا کیٹیلر (J.J. Ketelaer) (وفات سنہ ۱۷۱۶ع) کی قواعد کا نام لنگوا ہندوستانیکا (Lingua Hindostanica) ہے - یہ ایک مجموعے میں شامل ہے جو Dissertations seletae کے عنوان سے لائیڈن سے سنہ ۱۷۴۳ع میں شائع ہوا - شلزے نے اپنی یہ قواعد غالباً سنہ ۱۷۳۷ع میں شروع کی تھی - اسے بھی قواعدِ ہندوستانی کہا ہے - چنانچہ شلزے کی اصل لاطینی کا انگریزی میں مترجم بھی اسے A grammar of Hindoostan Language کے نام سے یاد کرتا ہے - دیگر مغربی مصنفین کے لیے ، جنھوں نے یہ نام عام طور پر استعمال کیا ہے ، حسب ذیل مآخذ کی طرف رجوع کیجیے :

(۱) George Grearson—Linguistic Survey of India, Vol. IX, Part II.

(۲) قواعد اردو — مولوی عبدالحق ، شائع کردہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی -

(۳) جامع‌القواعد — ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، شائع کردہ مرکزی ترقی اردو بورڈ لاہور ، مارچ سنہ ۱۹۷۱ع -

۲- افسوس کہ مترجم نے اپنا نام نہیں لکھا اس لیے اس کا تعین دشوار ہے - شلزے کی قواعد کی تالیف مدراس میں ۳۰ جون سنہ ۱۷۴۱ع کو مکمل ہوئی اور سنہ ۱۷۴۵ع میں ہل سیکسنی سے شائع ہوئی - زیر نظر ترجمے میں جو اضافی مواد ہے وہ سنہ ۱۷۶۱ع میں بنگال میں جمع ہوا - اس سے قیاس ہوتا ہے کہ سنہ ۱۷۵۷ع میں جنگ پلاسی کے بعد یا تو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین میں سے کسی شخص نے یا پھر کسی عیسائی مشنری نے یہ اضافے بھی کیے اور ترجمہ بھی ، کیونکہ مقدمے میں کسی سلسلے میں کسی اور کا نام نہیں ملتا - انگریزی کے اس ترجمے میں بھی جا بجا لاطینی عبارات موجود ہیں - شلزے جو ایک عیسائی مشنری ہے اور اس قواعد کی تالیف سے پہلے بارہ سال سے زیادہ کا عرصہ اس ملک میں گزار چکا ہے ، یہ تسلیم کرتا ہے کہ ہندوستانی زبان مغل اعظم کی عظیم الشان سلطنت کی عام اور مشترکہ زبان ہے - اپنی تالیف کے اس پارے میں وہ اس ملک کی اکثریت کو Pagan بتاتا ہے - ظاہر ہے اس میں اس کے نزدیک ہندو اور مسلمان

دونوں ہی شامل ہوں گے ۔ اور بقول خود اکثریت کی نجات اور فلاح کے لیے ہی وہ اس زبان میں بعض تالیفات مرتب کرنے کا دعویٰ کرتا ہے ۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ شلزے کے بقول اس زبان کا سیکھنا زیادہ مشکل نہیں ہے ۔ اسے خود جو دشواری پیش آئی وہ غالباً اس لیے کہ اس کا معلّم خود تلیگو زبان بولنے والا تھا اور اس سے بھی اس کی واقفیت معمولی تھی اور وہ اردو کے مطالب و مفاہیم تلیگو میں سمجھاتا تھا لیکن دو ہی مہینے کی محنت کے بعد شلزے میں اتنی استعداد پیدا ہوگئی کہ وہ اس زبان کی ساخت اور محاورے کو سمجھ سکے ۔ چنانچہ اس کے بعد ہی وہ اس قواعد کی تالیف کی طرف متوجہ ہوگیا ۔

۳- چھ فصلیں جن میں شلزے نے قواعد ہندوستانی کو تقسیم کیا ہے ، حسب ذیل ہیں :

(۱) حروفِ تہجی ۔

(۲) اسماء اور صفات اور ان کی گردان ۔

(۳) اسمِ ضمیر ۔

(۴) فعلِ مفرد اور مرکب ، مادے اور ان کی گردانیں ۔

(۵) حروفِ جار (اضافت وغیرہ) ۔

(۶) نحو ۔

۴- جدید سے مراد غالباً وہ رسم الخط ہے جو اردو یا بقول شلزے ہندوستانی کے لیے اس نے عام طور پر استعمال کیا ہے ۔ اس کی بعض خصوصیات سے مقدمے میں بحث کی گئی ہے ۔ قدیم سے مراد غالباً دیوناگری اور دوسرے رسم الخط ہیں جن کے نمونے شلزے نے دیے ہیں لیکن تاریخی اعتبار سے قدیم ترین رسم الخط یا تو موہنجوداڑو اور ہڑپہ کا ہو سکتا ہے جو ابھی تک پڑھا نہیں گیا یا پھر کتباتی رسم الخط جس میں اشوک کے پراکرتی کتبات ملتے ہیں ۔

۵- یہاں شلزے کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ جس حرف کو اس نے ''ج'' لکھا ہے اس کی آواز کی تشریح وہ اس طرح کرتا ہے کہ اس سے ''ژ'' کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے ۔ اسے انگریزی کے "j" سے مماثل کرنا دشوار ہے ۔ ''ج'' البتہ بعض حالتوں میں انگریزی ''j'' کے قریب تر ہوتی ہے ۔

۶- یہ بات بھی غلط فہمی پر مبنی ہے ۔ is ''ہے'' اور are ''ہیں'' کا تلفظ ایک سا نہیں ہوتا ۔ انفی تلفظ بالکل واضح ہے اور جس دور میں شلزے کی قواعد تالیف ہوئی اس وقت کی اور تحریروں میں اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں ۔

۷- جان جوشوا کیٹیلر کے بارے میں مولوی عبدالحق (قواعد اردو ، ص ۱۸) کا بیان ہے کہ جہاں تک تحقیق کی گئی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پہلا یورپین ، جس نے ہندوستانی زبان کے قواعد لکھے ، جان جوشوا کیٹیلر تھا ۔ مولوی صاحب نے اسے ڈچ سفیر بتایا ہے اور یہ کہ

وہ سنہ ۱۷۱۱ع میں ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا ناظمِ تجارت بہ مقام سورت مقرر ہوا۔ مولوی صاحب نے اس کے مختلف شہروں کے سفر کا بھی ذکر کیا ہے جن میں آگرہ بھی شامل ہے۔ لیکن مولوی صاحب کے بقول (ص ۱۹) یہ بالیقین نہیں کہا جا سکتا کہ وہ وہاں ٹھہرا بھی یا نہیں۔ شلزے کی اس عبارت سے ایک تو واضح طور پر اس کے آگرہ میں ٹھہرنے کا ثبوت مل جاتا ہے، دوسرے یہ کہ اس نے اپنے مشاہدات اور حواشی ڈچ زبان میں آگرہ میں مرتّب کیے تھے جن کو ہندوستانی زبان کی قواعد کا خاکہ کہہ سکتے ہیں۔ بعد میں اسی کو لاطینی میں ڈھالا گیا۔ یہ درست ہے کہ یہ کتاب سنہ ۱۷۴۳ع میں شائع ہوئی۔ شلزے کے بیان سے یہ مزید معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوڈ میلینو David Millinio نے، جو UTRECT میں متبرّک عتیقیات (Sacred Antiquities) کے پروفیسر تھے، سنہ ۱۷۴۳ع کے اپنے متفرق کاغذات میں اس رسالے کو شائع کیا تھا۔ ممکن ہے اس کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہو کہ ڈیوڈ مل اس کے مصنف تھے اور اسی وجہ سے شلزے کو اس وضاحت کی ضرورت پیش آئی کہ اس کے مصنف ڈیوڈ ملینو نہیں بلکہ جان جوشوا کیٹیلر تھے۔ شلزے اس کا اعتراف کرتا ہے کہ اس نے جان جوشوا کیٹیلر کے مسودے سے استفادہ کیا ہے اور اس پر اضافہ کیا ہے۔ وہ اظہارِ افسوس کرتا ہے کہ جان جوشوا کیٹیلر نے ہندوستانی الفاظ کو فارسی رسم الخط میں نہیں لکھا جس کی وجہ سے تلفظ کی بہت سی غلطیاں اس کی تحریروں میں راہ پا گئی ہیں۔ شلزے کے قول کے مطابق اس نے ان میں سے بعض کی تصحیح کر دی ہے اور اس طرح زیرنظر شلزے کی 'قواعد ہندوستانی' میں جان جوشوا کیٹیلر کی قواعد کا مواد بھی شامل سمجھنا چاہیے۔

۸۔ فارسی حروف سے مراد اردو کا رائج رسم الخط ہے جو اصلاً عربی نسخ سے ماخوذ ہے۔ اردو کی ابتدائی تصانیف میں دکھنی دور تک نسخ رسم الخط ہی کا رواج تھا۔ نستعلیق کا رواج بعد میں ہوا۔ اس رسم الخط کی بعض خصوصیات سے مقدمے میں بحث کی گئی ہے۔ بیسویں صدی میں اردو ہندی کے قضیے کے بعد گاندھی جی نے اسے قرآنی حروف بھی بتایا اور قرآنی حروف کی ایک تحریک بنگہ کو س رسم الخط میں لکھنے کی بھی شروع ہوئی تھی جو پھر ختم ہو گئی۔ یہ بنیادی رسم الخط بلوچی، بروہی، سندھی، پشتو، پنجابی اور اردو سب کے لیے مستعمل ہے۔

۹۔ ''مورس'' کا لفظ یورپ میں مسلمانوں کے لیے عام طور پر اور مسلمانانِ اسپین کے لیے بالخصوص استعمال کیا جاتا تھا۔ اردوئے قدیم کو اکثر یورپین مصنفین نے ''مورس'' غالباً اس بنا پر کہا ہے کہ وہ اسے مسلمانوں کی زبان سمجھتے تھے۔ شلزے نے واضح کیا ہے کہ اس کا صحیح اور اصلی نام ''ہندوستانی'' ہے جو مسٹر فریزر کی وضاحت کے مطابق لفظ ''ہندو'' سے مشتق ہے۔ (اگر یہ وضاحت درست ہے تو ہندو سے مشتق ہندوئی یا ہندوی ہوگی، ہندوستانی ہندوستان سے اور ہندوستان ہندو سے مشتق کہنا زیادہ درست ہوگا)۔ مسٹر فریزر کون بزرگ تھے اور انہوں نے یہ تحریر کہاں لکھی ہے اس کی تحقیق نہ ہو سکی، لیکن ظاہر ہے کہ یہ بھی ان یورپین مصنفین میں سے ہوں گے جنھوں نے شلزے سے پہلے اردو یا ہندوستانی کی اصل کے بارے میں کچھ لکھا ہوگا۔ اس طرح کے بعض اور مصنفین و مولفین کا ذکر مقدمے میں کیا گیا ہے۔ ہندوستانی کو مورس کہنے والے غالباً پہلے پرتگالی تھے جنھوں نے بقول شلزے اسے مورویکو (MORVICO) کا نام دیا۔

گل کرسٹ جو سنہ ۱۷۸۲ع میں بمبئی پہنچے ، اپنے رسالے میں لکھتے ہیں :

"چنانچہ اس زبان کو ، جسے اس زمانے میں مورس کہتے تھے ، سیکھنے کے لیے میں جم کر بیٹھ گیا ۔" (رسالہ گل کرسٹ ، شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور ، ص ۲۰)

اس سے بھی شلزے کے بیان کی تائید ہوتی ہے کہ اٹھارھویں صدی کے نصف آخر تک اس زبان کو یورپ میں ہندوستانی یا مورس دونوں ناموں سے پکارا جاتا تھا ۔ اس لفظ مورس کی اصل اور اس کے مختلف معانی میں خاصا اختلاف ہے ۔

۱۰۔ اس غلط فہمی کا شکار بعض اور مغربی مصنفین بھی ہوئے ہیں جنھوں نے اردو کو فارسی کی ایک شاخ بتایا ہے ۔ شلزے کا یہ قول اردو کی اصل و نسل اور اردو و فارسی کے حقیقی رشتے سے لاعلمی کی بنا پر ہے ورنہ اردو کو کسی طرح بھی فارسی کی ایک علاقائی بولی نہیں کہا جا سکتا ۔ بلا شبہ اردو میں فارسی کے الفاظ بکثرت ہیں اور اکثر اصنافِ سخن بھی اردو میں وہی رائج ہیں جو فارسی سے آئیں اور بڑی حد تک اردو قواعد نویسوں نے اردو کی قواعد لکھنے میں فارسی اور عربی کے قواعد نویسوں کا اتباع کیا ہے ، اور بیشتر وہی اصطلاحات بھی اختیار کی ہیں جو عربی اور فارسی کی قواعد لکھنے میں استعمال ہوئی ہیں لیکن پھر بھی اردو کا اپنا ڈھانچا اور کینڈا فارسی سے مختلف ہے ۔ اردو میں فارسی الفاظ کے استعمال کا بھی یہ حال ہے کہ اسماء بے شک بہت سے فارسی کے بھی ہیں لیکن زبان کا اصل سرمایہ ، جسے زبان کی اساس کہہ سکتے ہیں ، اس کے افعال ہوتے ہیں ۔ اردو کے افعال اور ان کے صیغے سب اردو کے اپنے ہیں اور ان کے مصادر بھی ، جن کو مصدرِ اصلی کہا جاتا ہے ، فارسی نہیں بلکہ ہندوستانی نژاد ہیں ۔ فارسی مصادر یا ان کے ترجمے ، جن کو مصدرِ جعلی کہا جاتا ہے ، اردو میں ان کی تعداد ایک فی صد بھی نہیں ۔ اردو کی صوتیات اور اس کی قواعدِ صرف و نحو اور سرمایۂ لغت سب سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اردو ایک مستقل زبان ہے ، اس کی اپنی حیثیت ہے ، یہ فارسی یا کسی اور زبان کی شاخ نہیں ۔ اردو میں جس قدر فارسی کا دخل ہے خود فارسی میں عربی کا دخل اس سے کم نہیں لیکن اس کی بنا پر ہم فارسی کو عربی کی علاقائی بولی نہیں کہہ سکتے ۔

۱۱، ۱۲۔ شلزے کا یہ قول بھی صرف ایک حد تک درست ہے کہ یہ زبان تمام صوبوں میں ایک سی نہیں ہے ۔ لیکن یہ کہنا غلط ہے کہ جو صوبہ فارس سے جس قدر دور ہے ، یہ زبان اسی نسبت سے فارسی سے مختلف ہو جاتی ہے ۔ علاقائی فرق زبان کے صرف ایک حصے کو خاص طور پر متاثر کرتا ہے اور وہ محاورہ اور روزمرہ ہے ، ورنہ جہاں تک اردو کی اصل کا تعلق ہے ، اردوئے قدیم سے لے کر آج تک ، یہ فرق ایسا رہا ہے کہ صرف ماہرینِ لسانیات ہی اس میں تمیز کر سکتے ہیں ۔ مثلاً شمالی ہند بالخصوص پنجاب اور نواحِ دہلی کی اردوئے قدیم اور دکھنی اردو میں فرق کرنا بہت دشوار ہے ۔ دکھنی میں صرف ایک کلیدی کلمہ نکو بہ معنی 'نہیں' ایسا ہے جو عبارت کے دکھنی ہونے کی تصدیق کرتا ہے ورنہ اور کوئی امتیازی لسانیاتی نشانات نہیں ہیں ۔

۱۳- یہ قول درست ہے کہ دارالخلافہ کی زبان کو اُور علاقوں کی زبان کے مقابلے میں معیاری اور مستند اور ٹکسالی سمجھا جاتا رہا ہے - چنانچہ شلزے نے فرانسیسی کی مثال پیش کی ہے کہ ورسائی (ver a lles) کے دربار کی فصیح و بلیغ مستند فرانسیسی کے مقابلے میں دور افتادہ صوبوں کی زبان کا وہ درجہ نہیں تھا - اور یہی حال شلزے کے بقول انگلستان میں تھا جہاں ویلس اور یارکشائر کی انگریزی ، انگریزی دربار کے محاورے کے مقابلے میں یہی حیثیت رکھتی تھی - لیکن یہ سمجھنا کہ اردو کی یہ ٹکسال فارس یا اس کا کوئی شہر تھا ، درست نہیں - اردو کی ٹکسال اردوئے معلیٰ شاہ جہاں آباد تھی جہاں ایک عرصے تک اس کا سکہ بلا شرکتِ غیرے چلتا رہا - پھر جب دلی کی سلطنت کو ضعف ہوا اور سیاسی و سماجی انتشار نے دہلی کی سیاسی قیادت کے ساتھ اس کی تہذیبی مرکزیت کو بھی صدمہ پہنچایا تو دہلی کے اربابِ علم و فن نے اور شہروں کو بسایا اور ان کے دم سے اردو کی ترقی کے نئے مراکز قائم ہوئے جن میں خاص طور پر لکھنو کو عرصے تک دہلی کے مقابلے کا دعویٰ رہا -

معیاری ، مستند اور ٹکسالی اردو کی بحث میں ایک دلچسپ دستاویز انشاءاللہ خاں انشا کی ''دریائے لطافت'' ہے - لکھنو میں اردو زبان اور شاعری کے فروغ کے لیے منجملہ اور مصادر کے دیکھیے ''لکھنو کا دبستانِ شاعری'' مصنفہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، طبع سوم ، مطبوعہ اردو مرکز لاہور ، سنہ ۱۹۵۶ع -

۱۴- مترجم نے فریزر کے اس قول کی خود تردید کر دی ہے کہ اس ملک کو ہند کا نام مغلوں نے دیا تھا - اور یہ بھی درست نہیں کہ ہندو کے معنی سیاہ فام کے ہیں - کیونکہ شمالی ہند کے ہندو جنوبی ہند کے باشندوں کے مقابلے میں گورے رنگ والے ہیں اور مغل ان سے زیادہ گورے ہیں -

۱۵- یہاں اصطلاحات کے سلسلے میں خلط مبحث ہے - شلزے اور اس کے مترجم دونوں نے ہندوی ، سنسکرت اور دیوناگری کو ایک ہی معنوں میں استعمال کیا ہے - ہندوی اور سنسکرت زبانوں کے نام ہیں اور دیوناگر (یعنی دیوناگری) ایک رسم الخط ہے - ان میں سنسکرت قدیم تر ہے - اگر شلزے قدامت اور تقدس کے اعتبار سے زبانوں کی اولیت کی طرف اشارہ کرتا ہے تو وہ سنسکرت بالخصوص ویدک سنسکرت ہے جس میں آریوں کے مقدس وید ہیں جن کو شلزے اسرار و رموز ادب اور دیومالا کا مجموعہ بتاتا ہے - ہندوی پراکرت کی اس شکل کا نام ہے جو اردوئے قدیم کہلاتی ہے - چنانچہ قدیم لغات اور پنجاب ، دکن اور دہلی کی تصانیف میں اردوئے قدیم کے لیے جو نام ملتے ہیں ان میں سب سے پرانا ہندوی اور بعد ازاں ہندی ہے - اسے کسی طرح بھی سنسکرت سے متوازی نہیں کہا جا سکتا - شلزے سنسکرت ، ہندوی اور دیوناگر کو ایک خانے میں رکھ کر ہندی اور ناگری کو اس سے ممتاز کرتا ہے - ہندی بھی اردوئے قدیم کا ایک نام ہے - اور جسے آج کل ہندی کہتے ہیں اور جو بھارت کی سرکاری زبان ہے ، اس میں اور اردو میں فرق یہ ہے کہ اردو کا رسم الخط فارسی رسم الخط سے اور ہندی کا برہمی سے (یعنی دیوناگری) ماخوذ ہے - عام بول چال کی اردو

اور ہندی میں صرف یہ فرق ہے کہ اردو میں عربی فارسی کا عنصر زیادہ ہے اور ہندی میں پراکرتی عناصر زیادہ ہیں ۔ ادبی سطح پر یہ امتیاز اور بھی واضح ہو جاتا ہے ورنہ قواعد صرف و نحو میں دونوں میں تقریباً مکمل اشتراک پایا جاتا ہے ۔ دیوناگر اور ناگر میں جو امتیاز شلزے نے قائم کیا ہے ، وہ بھی موجود نہیں ہے ۔ تیسرا رسم الخط جسے شلزے بنگلہ کہتا ہے ، اگرچہ بنیادی طور پر برہمی سے ہی ماخوذ ہے لیکن وہ ایک مستقل رسم الخط ہے اور بنگلہ زبان بھی ایک الگ زبان ہے جس کا رشتہ اردو ، ہندی یا ہندوستانی سے اُتنا ہی ہے جتنا دوسری متوازی ہند آریائی زبانوں اور بولیوں سے ہے ۔ چوتھا رسم الخط گورمکھی ہے اور یہ بھی اردو ، ہندوی ، ہندی یا ہندوستانی کا رسم الخط نہیں ہے ۔ یہ صرف سکھوں کی پنجابی کا رسم الخط ہے ۔ تانکری سے معلوم نہیں شلزے کی مراد کیا ہے ۔

۱۶- یہ قول بھی درست ہے ۔ ''کارا منڈل'' ، مالابار اور گجرات کے ساحلوں پر ایک رسم الخط رائج ہے یا تھا ۔

۱۷ ، ۱۸- یہ کہنا درست نہیں کہ شلزے نے جسے ہندوی یا دیوناگر کہا ہے ، اس کے حروفِ تہجی عبرانی سے ماخوذ ہیں ۔ اور نہ یہ قیاس درست ہے کہ ان میں سے بعض حروف قطعاً یکساں اور بعض بہت ملتے جلتے ہیں ۔ رسم الخط کی بحث کے لیے منجملہ اور مآخذ کے دیکھیے :

The Alphabet, Dr. D. Dringer, New York, 1948.

نیز دیکھیے حاشیہ ۲۸ ۔

۱۹- یہاں شلزے ہندوی رسم الخط کی بجائے ''ہندوی زبان'' کی اصطلاح استعمال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ہندوی زبان عبرانی حروف استعمال کرتی ہے ، اور اسے دیوناگر کہتے ہیں ، اور یہ اُن لوگوں کی زبان اور رسم الخط ہے جو اب بھی گمراہ ہیں ، اور یہ جدید ہندوستانی سے (جسے شلزے یہاں بھی مورس کہتا ہے) بالکل مختلف ہے ۔ اس کے بقول جب تیمور لنگ نے ہندوستان کو فتح کیا تو دو قوموں کے ملنے سے قدرتی طور پر ایک مخلوط زبان پیدا ہوئی جسے ہندوستانی کہتے ہیں ۔ ظاہر ہے یہ بیان درست نہیں ۔ زبانوں کا اختلاط تیمور کے عہد یا مغلوں کے دور سے بہت پہلے شروع ہو چکا تھا ، بلکہ بعض بیانات سے تو سراغ ملتا ہے کہ مسلمانوں نے جب سندھ کو فتح کیا ، اور خاص طور پر سندھ کے زیریں علاقے میں مسلمان آباد ہو گئے ، تو ان علاقوں میں مسلمانوں اور مقامی باشندوں کے میل جول سے ایک مخلوط زبان پیدا ہونے کے امکانات نظر آتے ہیں (تفصیلات کے لیے دیکھیے : نقوشِ سلیمانی ، سید سلیمان ندوی ، مطبوعہ اعظم گڑھ ، سنہ ۱۹۳۹ع ، صفحہ ۳۱ - ۳۰ ، بالخصوص مقالہ ''ہندوستان میں ہندوستانی'' جس میں عرب سیاحوں مثلاً اصطخری ، ابن حوقل اور بشاری کے سفرناموں سے ایسے حوالے پیش کیے گئے ہیں) ۔ اس ملی جلی زبان کے لیے فارسی رسم الخط کا اختیار کرنا نہ محض بربنائے فخر تھا اور نہ محض کاہلی اور سستی کی وجہ سے ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ زبان ابتدا میں صرف روزمرہ بول چال کی ایک بولی تھی ۔ مسلمان اپنی تحریریں فارسی اور عربی میں لکھتے تھے اور فارسی ہی ایک مدت تک درباری ، عدالتی اور سرکاری زبان ،

نیز ایک تہذیبی علامت کی حیثیت سے بر صغیر میں رائج اور مقبول رہی ۔ قدرتی طور پر جن "مسلمان مصنفین نے اس نئی بولی میں لکھنے اور تالیف و تصنیف کا آغاز کیا ان کے سامنے ان کا اپنا ایک رسم الخط تھا ۔

۲۰۔ اس غلط فہمی کے باوجود جس کا اظہار اس سے پہلے شلزے نے کیا ہے اور اردو کو فارسی کی ایک ذیلی یا علاقائی بولی بتایا ہے ، اس کی یہ وضاحت نہایت اہم ہے کہ وہ اردو (جسے اس نے ہندوستانی اور مورس کا نام دیا ہے) کو اپنے مزاج کے اعتبار سے فارسی اور عربی سے بالکل مختلف سمجھتا ہے ۔ اور یہ دلیل دیتا ہے کہ اس کے اسم کی گردان ، فعل کی گردان اور صیغے ، اس کا اشتقاق اور صرف و نحو ، غرض کہ اس کا اپنا مخصوص نظام ہے اور اہل یورپ جن مشرقی زبانوں سے واقف ہیں ان سب سے مختلف ہے ۔

۲۱۔ یہاں شلزے پھر لا علمی کی بنا پر غلط فہمی کا شکار ہوا ہے ۔ اور محض اس بنا پر کہ بعض نحوی تراکیب تامل اور تلیگو میں ایسی ملتی ہیں جو اس سے مماثل ہیں ، ہندوستانی یا مورس کو اس سے ملاتا ہے ، حالانکہ اردو یا ہندوستانی بر صغیر پاک و ہند کے آریائی خاندانوں کی زبانوں اور بولیوں کے حلقے میں شامل ہے ، جبکہ تامل اور تلیگو کا شمار غیر آریائی زبانوں میں ہوتا ہے ۔ بلا شبہ تامل اور تلیگو پر سنسکرت کا اثر ہے اور ان زبانوں نے آریائی زبانوں کو متاثر بھی کیا ہے لیکن پھر بھی اصل و نسل کی ہیئت اور ساخت میں یہ دونوں خاندان الگ الگ ہیں ۔

۲۲۔ یہاں شلزے سنسکرت کو قدیم ہندوی کا نام دیتا ہے اور اسی کو دیوناگر بتاتا ہے ۔ لیکن اس کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ سنسکرت ہندوستان میں بولی جانے والی تمام زبانوں کی مورث اعلیٰ ہے ۔ اصل صورت یہ ہے کہ آریائی خاندان کے علاوہ ، جس میں سنسکرت اور بعض جدید ہند آریائی زبانیں (بشمول اردو یا ہندوستانی) شامل ہیں اور ایک خاندان اور گروہ سے تعلق رکھتی ہیں ، ان کے علاوہ جنوبی ہند کی تامل ، تلیگو ، کنڑی اور ملیالم غیر آریائی خاندان کی زبانیں ہیں ۔ مغربی پاکستان کے علاقے بلوچستان میں بولی جانے والی براہوی زبان بھی غیر آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے ۔ سنسکرت کی قدامت مسلّم ہونے کے باوجود یہ مسئلہ اب تک اختلافی اور تحقیق طلب ہے کہ دردستان کے علاقے کی زبانیں اور بولیاں ایک ایسی زبان کی نشان دہی کرتی ہیں جو سنسکرت سے قدیم نظر آتی ہے ۔ اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے :

Dardistan—Dr. G.W. Lietner—Lahore

(Edition for restricted circulation).

اس کے دیباچے میں لائٹنر لکھتے ہیں :

"It is my impression from an enquiry into Dardu verbal and other forms that these languages are the dialects from which the Sanskrit was perfected."

"درد کے افعال اور دیگر اشکال کے مطالعے اور تحقیق سے میرا یہ تاثر ہے کہ یہ زبانیں ایسی بولیوں سے تعلق رکھتی ہیں جن سے سنسکرت کی تکمیل ہوئی ۔"

شلزے کا یہ قیاس بھی محض خیالی ہے کہ مرہٹی اور گجراتی دوسری زبانوں یا بولیوں کے مقابلے میں سنسکرت سے قریب ہیں ۔

۲۳۔ تلیگو اور سنسکرت کے اس رشتے کے بارے میں سطور بالا میں تردید کی جا چکی ہے لیکن یہاں یہ بیان نہایت اہم ہے کہ شلزے ہندوستانی کو مغلوں کی وسیع سلطنت کی عام بول چال کی زبان بتاتا ہے ۔

۲۴ ، ۲۵۔ شلزے کا یہ بیان نہایت اہم ہے کہ اٹھارھویں صدی کے آغاز میں بر صغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی عام بول چال کی زبان ، خواہ وہ کسی علاقے یا صوبے میں ہوں ، ہندوستانی یا مورس تھی اور ہندوؤں میں ، مختلف صوبوں میں مختلف زبانیں مثلاً مرہٹی ، بنگالی اور مالاباری مختلف زبانیں رائج تھیں اور ان کے علاوہ بے شمار پہاڑی بولیاں ایسی تھیں جن کو شلزے وحشی بتاتا ہے ۔

۲۶۔ شلزے کی یہ وضاحت درست ہے کہ ہندو دو زبانیں استعمال کرتے تھے۔ ایک سنسکرت جو مذہب اور ادب کی زبان تھی لیکن جو ایک بولی جانے والی زبان کی حیثیت سے مردہ ہو چکی تھی ۔ اس کا علم محض کتابی تھا اور وہ بھی صرف برہمنوں کے طبقے تک محدود تھا ۔ دوسری زبان کو شلزے نے ہندی یا ناگری کہا ہے جو اس کے بقول کچھ علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی تھی اور جس میں حساب کتاب اور کچھ تحریریں بھی موجود تھیں ، لیکن یہ ہندی یا ناگری کوئی ایسی بولی نہ تھی جو پورے ملک کی یا کم از کم کسی خاص علاقے کی عام بولی ہو ۔ غالباً رسم الخط کی بنا پر شلزے نے اس زبان کے الگ وجود کو تسلیم کیا ہے ورنہ اس دور تک بلکہ اس سے پہلے اور بعد بھی (ہندوی کے علاوہ) اردوئے قدیم کو ہندی کے نام سے ہی پکارتے تھے ۔ مراد شاہ لاہوری (وفات ۱۲۱۵ھ) نے سنہ ۱۲۰۳ھ میں ایک منظوم خط لکھا تھا جس میں یہ شعر موجود ہے :

یہ اردو کیا ہے یہ ہندی زبان ہے　　کہ جس کا قائل اب سارا جہان ہے

میر مہدی مائل نے اپنا دیوان سنہ ۱۱۷۶ھ میں مرتب کیا ہے۔ اردو کے حال میں چند شعر ہیں جس کا آخری شعر ہے :

شاہ جہاں کے عہد سے خلقت کے بیچ میں　　ہندوی تو نام مٹ گیا ، اردو لقب چلا

اردو کے قدیم ناموں کی بحث کے لیے حوالے پہلے دیے جا چکے ہیں ۔

۲۷۔ ہندوستانی میں فارسی اور عربی کی آمیزش کے باب میں شلزے کا یہ تجزیہ پوری طرح درست نہیں ۔ بلا شبہ مسلمان قرآن پڑھتے تھے اور بعض مسلمان عربی سے واقف تھے بلکہ علمی زبان کی حیثیت مدتوں تک عربی زبان کو حاصل رہی لیکن اردو میں عربی عناصر براہ راست عربی سے بہت کم داخل ہوئے ہیں ۔ زیادہ تر فارسی کے ذریعے اور وسیلے سے اردو میں آئے ہیں اور اسی لیے اردو میں عربی کے بہت سے الفاظ کا املا اور معنی اور کبھی دونوں چیزیں بدل گئی ہیں ۔

۲۸- سنسکرت یا دیوناگری رسم الخط، جسے آغاز میں شلزے نے عبرانی سے ماخوذ بتایا ہے، ڈاکٹر بیولر (Dr. Bühler) کی تحقیق کے مطابق قدیم شمالی سامی یا فینقی رسم الخط سے ماخوذ ہے جس کے نمونے آسوری اوزان اور باٹوں میں ملتے ہیں۔ اس مصنّف کے بقول یہ رسم الخط میسوپوٹامیہ کے تاجروں کے ذریعے سے ہندوستان پہنچا۔ جس رسم الخط سے برہمی رسم الخط ماخوذ ہے اس کی اصل سامی رسم الخط میں صرف ۲۲ علامتیں تھیں جن سے برہمی رسم الخط کی پوری چھیالیس علامتیں ظہور میں آئیں۔ غالباً رسم الخط کی تکمیل و ترتیب فاضل برہمنوں نے کی ہوگی اور ان کی یہ مکمل صورت پانچویں صدی قبل مسیح تک وجود میں آ چکی ہوگی کیونکہ پانینی نے چوتھی صدی قبل مسیح میں جو قواعد لکھی تھی اس میں اس کی یہ حیثیت تسلیم کی گئی ہے۔ اصل سنسکرت میں حروفِ تہجی کی ترتیب میں پہلے سادہ مصوتے (simple vowels) اور پھر دو مصوتے (diphthongs) اور آخر میں مصمتے ہوتے ہیں جو ایک صوتی نظام کی ترتیب سے آتے ہیں۔ تیسری صدی قبل مسیح سے اس برہمی رسم الخط کی دو شاخیں کتبات میں واضح طور پر ملتی ہیں۔ ایک شمالی اور دوسری جنوبی شاخ۔ شمالی شاخ سے وہ رسم الخط ماخوذ ہیں جو شمالی ہند میں رائج اور آریائی بولیوں کی تحریر کے لیے عام طور پر مستعمل ہیں۔ ان میں سب سے اہم ناگری یا دیوناگری ہے جس میں سنسکرت کے مخطوطات عام طور پر لکھے گئے ہیں اور جس میں سنسکرت اور جدید ہندی کی کتابیں عام طور پر شائع ہوتی ہیں۔ پوری طرح ناگری میں تحریری کتبہ آٹھویں صدی عیسوی کا اور قدیم ترین مخطوطہ گیارھویں صدی کا ہے۔ جنوبی ہند کی شاخ سے باقی رسم الخط ماخوذ ہیں جو سب کے سب وندھیاچل پہاڑ کے جنوب میں رائج ہیں اور منجملہ اور زبانوں کے کنڑی اور تلیگو کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ لکھنے کے لیے کاغذ بر صغیر میں مسلمان لائے۔ اس سے پہلے بھوج پتر یا دوسرے درختوں کی چھال یا پتّوں پر لکھنے کا رواج تھا۔ اس بحث کے لیے منجملہ اور ماخذ کے دیکھیے:

A History of Sanskrit Literature,
Arthur. A. Macdonnell,
London, 1909, p. 15-20.

۲۹- یہاں شلزے نے سنسکرت حروف کے نام سے اس دیوناگری رسم الخط کا نمونہ دیا ہے جو اس کے بقول دہلی، پٹنہ اور بنارس کے مدارس میں سکھایا جاتا تھا۔ اس میں چھیالیس حروف کی بجائے، جن کی تفصیل پہلے دی جا چکی ہے، صرف اڑتیس حروف ہیں۔ یہ فہرست ناقص ہے کیونکہ رائج دیوناگری رسم الخط میں انیسویں صدی کے مغربی مصنفین نے ان کی تعداد چوالیس بتائی ہے جس میں گیارہ مصوتے اور تینتیس مصمتے ہیں۔ منجملہ اور حوالوں کے دیکھیے:

Grammar of the Hindustani Language,
—Duncan Forbes, Revised Edition,
London, WM. H. Allen & Co., 1859.
Section VI, p. 156-157.

۳۰- ہندی اور ناگری رسم الخط کو شلزے نے سابقہ سنسکرت حروف سے مختلف بتایا ہے جو بقول اس کے ہندوستانی لکھنے کے لیے بھی استعمال ہوتے تھے - گویا ہندی رسم الخط کا اور ہندوستانی زبان کا نام ہوا - پھر اس ہندوستانی زبان کو ہی ہندی کہنے لگے جو اس ناگری رسم الخط میں تحریر کی جائے -

۳۱- بنگلہ حروف کے سلسلے میں شلزے کے قول میں یہ بات خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ وہ اس زبان اور رسم الخط کو اس علاقے میں آباد ہندوؤں کی عام زبان بتاتا ہے - چونکہ اس نسخے کے مترجم نے (جیسا کہ دیباچے میں صراحت ہے) ہندوستانی زبان کے باب میں بنگالی کے سلسلے میں بھی اپنے مشاہدات اس میں شامل کر دیے ہیں اس لیے ہندوؤں اور مسلمانوں کی بولی کا فرق اس کے ذہن میں ضرور ہوگا اور مسلمانوں کی زبان ہندوؤں کے محاورے سے ضرور مختلف ہو گی -

۳۲- اسی طرح گورمکھی کا تعلق ہندوستانی کی تحریر سے بالکل نہیں - یہ پنجابی کا رسم الخط ہے اور وہ بھی، جیسا کہ شلزے نے خود وضاحت کی ہے، صرف سکھوں کا رسم الخط ہے - سکھوں کو ہندو مذہب میں شامل کرنا صحیح نہیں - لاہور کو شلزے نے صوبہ لکھا ہے -

۳۳- یہاں شلزے نے جس رسم الخط کا ذکر کیا ہے اس کا تعلق بھی ہندوستانی یا ہندوی زبان سے نہیں ہے - یہ ایک طرح کا خط شکستہ ہے جو عام طور پر صرف تجارت اور کاروبار میں استعمال ہوتا تھا اور اب بھی بھارت کے بنیے اس میں اپنا حساب کتاب رکھتے ہیں - شلزے نے زبان کو ہندوی یا ناگری کہا ہے - ناگری یا دیوناگری، جو بنیادی طور پر برہمی رسم الخط کی ایک شکل ہے، اس کا برصغیر کی بعض اور زبانوں میں بھی جزوی رد و بدل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے - مثلاً بنگالی یا گجراتی کے لیے جو رسم الخط استعمال ہوتا ہے وہ بھی بنیادی طور پر یہی رسم الخط ہے -

۳۴- Vowel یا مصوتہ کے سلسلے میں یہ بیان تشریح طلب ہے - شلزے کے بقول ہندوستانی زبان میں تین یا زیادہ سے زیادہ پانچ مصوتے ہوتے ہیں - اگر اس کی مراد حروف علت سے ہے تو وہ روایتی تشریح کے مطابق واؤ، الف اور یائے ہیں - لیکن وہ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ان کا استعمال شاذ ہی ہوتا ہے اور وہ بھی ان الفاظ کے املا میں جو غیرملکی زبانوں کے ہوں - ظاہر ہے یہ حروف علت نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ تو بہرحال لکھے جاتے ہیں - غالباً اس کی مراد اعراب یعنی فتحہ، کسرہ اور ضمہ سے ہے کہ عام طور پر یہ تینوں املا میں نظر انداز کر دیے جاتے ہیں - پانچ کی تعداد معلوم نہیں شلزے نے کہاں سے لی ہے - انگریزی میں روایتی تشریح میں البتہ a, e, i, o, u بتائے جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی درست نہیں ہے - اردو میں مصوتوں کی تعداد دس ہے اور ان کی ایک ایک انفیائی شکل ملا کر تعداد بیس ہوتی ہے - ان کی تفصیل کے لیے دیکھیے راقم کا مقالہ ''اردو کا صوتی نظام'' شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور - یا ''جامع القواعد'' حصہ صرف، شائع کردہ مرکزی ترقی اردو بورڈ لاہور، سنہ ۱۹۷۱ع، ص ۱۸۵ و بعد) -

۳۵- اس بیان میں دو امور کی تصحیح ضروری ہے ۔ ہندوستانی یا اردو کو فارسی کی صوبائی بولی کہنا کسی طرح درست نہیں ؛ نہ تاریخی اعتبار سے اور نہ لسانی اعتبار سے ۔ تاریخی اعتبار سے ہندوستانی خاص بر صغیر کی پیداوار ہے اور ایران کے کسی علاقے سے اس کا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا ۔ لسانی اعتبار سے بھی یہ ہند آریائی کی ہندوستانی شاخ سے تعلق رکھتی ہے اور فارسی کا رشتہ اس کی ایرانی شاخ سے ہے ۔ اپنے قواعدِ صرف و نحو میں بھی اردو یا ہندوستانی فارسی کی ذیلی بولی نہیں ہو سکتی ۔ یہ غلط فہمی غالباً اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ اردو کا رسم الخط فارسی کے رائج رسم الخط سے ماخوذ تھا ، لیکن خود فارسی کا یہ رسم الخط بھی عربی رسم الخط سے ماخوذ ہے ۔ ہندوستانی پر فارسی کے اثرات بے شک بہت گہرے ہیں ، قواعد میں بھی بعض عناصر مشترک ہیں اور بعض چیزیں فارسی سے ماخوذ ہیں ۔ اردو میں فارسی کے سابقے اور لاحقے بھی بکثرت استعمال ہوتے ہیں اور فارسی الفاظ کا ایک بڑا ذخیرہ بھی ہندوستانی یا اردو میں موجود ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک الگ اور مستقل زبان ہے جس کا اپنا مزاج اور اپنی قواعد ہے ۔

۳۶- دائیں سے بائیں طرف لکھے جانے والے رسم الخط میں صرف فارسی ہی نہیں ۔ عربی بھی شامل ہے ۔ یہی رسم الخط کمال اتاترک کے دور سے پہلے ترکی کا بھی تھا ۔ اس کے علاوہ ملتانی ، پنجابی ، سندھی ، پشتو ، بلوچی اور بروہوی کا بھی یہی رسم الخط ہے ۔

۳۷- ہندوستانی یا اردو کے بارے میں ابتدائی دور کی حد تک یہ درست ہے کہ یہ زبان یا بولی صرف گفتگو یا کاروبار کی حد تک تھی اور لکھنے پڑھنے کا کام فارسی میں ہوتا تھا ، کیونکہ فارسی نہ صرف عدالتی اور سرکاری زبان تھی بلکہ اس کی حیثیت ایک تہذیبی زبان کی تھی ، لیکن اٹھارھویں صدی کے نصف اول تک ، جس وقت شلزے نے یہ کتاب لکھی ، ہندوستانی یا اردو میں شاعری اور نثر کا خاصا بڑا سرمایہ بہم پہنچ چکا تھا اور فارسی کے مقابلے میں اس کی ادبی حیثیت بھی کسی قدر مسلّم ہو چکی تھی ۔ فارسی البتہ رسمی طور پر سنہ ۱۸۳۵ء تک سرکاری زبان رہی لیکن سلطنتِ مغلیہ کے زوال اور انحطاط کے ساتھ ہی فارسی کا زور بھی کم ہوتا گیا ، یہاں تک کہ انیسویں صدی کے آغاز میں لوگوں کو قرآن مجید کے اردو تراجم کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ اور لوگ بھی فارسی سے ناواقف تھے ۔ چنانچہ ان کی تعلیم کے لیے ہندوستانی ، ریختہ یا اردو کو استعمال کیا گیا ۔

۳۸ - ۳۹- ایران پر عربوں کی فتح کے بعد عربی کے اثرات کا یہ مختصر تذکرہ ہے ۔ چونکہ ظہورِ اسلام کے ساتھ دینی ، شرعی ، فکری اور علمی معاملات میں مسلمانوں کے فکر کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ، حدیثِ نبوی اور تاریخِ اسلام تھا اس لیے قدرتی طور پر علمی اور فنی اصطلاحات فارسی میں بکثرت عربی سے آگئیں ۔ اور یہ بھی درست ہے کہ فارسی کی قواعد پر بھی ایک حد تک عربی کا اثر ہوا ۔

۴۰-۴۱- جو بات عربی کے فارسی پر اثرات کے ضمن میں کہی گئی ہے وہی بات اردو پر عربی فارسی کے اثرات کے باب میں صادق آتی ہے کہ اردو میں علمی اور فنی اصطلاحات کا بیشتر ذخیرہ فارسی اور عربی سے ماخوذ ہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے ۔ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ مسلمانوں کے علوم کا مأخذ اور سرچشمہ قرآن مجید اور حدیث نبوی ہیں اور ان کے سلسلے میں لغت، تجوید، لسانیات، زبان، ادب، شاعری، صرف و نحو، انساب، تاریخ اور سارے دوسرے معاشرتی علوم پیدا ہوئے ۔ مسلمان جب یونانی فلسفے کی طرف متوجہ ہوئے تو انھوں نے فلاسفۂ یونان کی کتابیں بکثرت (بالخصوص خلفائے عباسیہ کے عہد میں) عربی میں ترجمہ کیں اور ان علوم کے لیے اپنی زبان میں اصطلاحات وضع کیں ۔ یہ سارا سرمایہ عربی سے فارسی کو اور عربی فارسی سے اردو کو ورثے میں ملا ۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ شلزے کے پیش نظر یہ حقیقت تھی کہ عربی کی اکثر اصطلاحیں اردو میں براہ راست عربی سے نہیں بلکہ فارسی کے وسیلے سے آئی ہیں ۔

۴۲- شلزے نے اردو کے حروف تہجی کی جو فہرست دی ہے اس میں صرف ۳۲ علامات ہیں، اور آخر میں ایک علامت ہمزہ ("ء") اور بتائی ہے ۔ اس طرح کل تعداد ۳۳ ہو گئی ۔ اس فہرست میں 'ٹ'، 'ڈ' اور 'ڑ' شامل نہیں ہیں حالانکہ آگے چل کر مثالوں میں یہ حروف بھی ملتے ہیں ۔ نون غنہ کا ذکر بھی نہیں ہے ۔ ہائیہ آوازوں یعنی 'بھ' 'پھ' وغیرہ کو نہ تو الگ لکھا ہے اور نہ دوچشمی یا ملفوظی ہائے کو الگ علامت بتایا ہے حالانکہ اس کی مثالیں بھی متن میں جا بجا موجود ہیں ۔ یائے معروف اور یائے مجہول کو بھی الگ الگ شمار نہیں کیا ہے ۔ یہ صورت کتابت کے بعض اور قدیم نمونوں میں بھی ملتی ہے ۔ غالباً تحریری زبان کے نمونے کے لیے جو ماخذ شلزے یا اس کے استاد یا مخبر کے پیش نظر تھا وہ اُس قسم کا کوئی قاعدہ تھا جو بچوں کو لکھنا پڑھنا شروع کراتے وقت کام میں لاتے تھے اور جو بنیادی طور پر صرف عربی حروف پر مشتمل ہوتا تھا ۔ اس فہرست میں 'ژ' اور 'گ' دو ایسے حروف ہیں جو عربی قاعدے میں نہیں ملیں گے ۔ ان میں سے 'ژ' بعد میں مختلف قلم سے فہرست میں بڑھایا گیا ہے ۔ یہ قطعاً ایک اضافہ ہے جو بعد میں کیا گیا اور جس کے تلفظ کے بارے میں خود شلزے کو پورا یقین نہ تھا ۔ البتہ 'گ' موجود ہے جسے 'ک' پر تین اضافی نقطوں سے ظاہر کیا گیا ہے ۔ 'ذ' 'ز' 'ض' اور 'ظ' کے تلفظ کے فرق کو بھی شلزے محسوس یا ظاہر نہیں کر سکا اور ان تینوں کو وہ انگریزی 'Z' کے مطابق بتاتا ہے ۔ یہی صورت 'ت' اور 'ط' کی ہے ۔ اس کا سبب یہی ہے کہ شلزے کے پیش نظر بول چال کی زبان ہے ۔ اور چونکہ اردو کے عام آدمی کی بول چال میں تلفظ کا یہ فرق واضح نہیں ہوتا، اس لیے صوتی اعتبار سے یہ آوازیں یکساں ہیں ۔ املا میں البتہ اب تک ان کا روایتی اصل املا قائم اور برقرار ہے؛ اگرچہ بہت سے الفاظ میں جو اردو میں عربی سے آئے اور اب دخیل یا مستعار الفاظ کی حیثیت سے موجود ہیں، ان کے تلفظ کے ساتھ املا میں بھی تصرف ہوا ہے ۔

۴۳-۴۴- شلزے نے لکھا ہے کہ 'ر' پر تین نقطے لگا دیں تو اس کی آواز 'ژ' ہو جاتی ہے لیکن انگریزی میں وہ اس آواز کو واضح نہیں کر سکا اور اسے 'jay' لکھتا ہے جو 'ج' کی

آواز ہے ۔ جیسا کہ اس نے متن میں اعتراف کیا ہے ، اس کے تلفظ کے بارے میں وہ خود بھی شبہ میں تھا ۔

۴۵۔ 'گ' کے لیے جو علامت شلزے نے تجویز کی ہے ، وہ 'ک' پر تین اضافی نقطے ہیں لیکن اردو کے قدیم املا میں 'ک'، 'گ' کے املا میں کوئی فرق نہیں ہے ۔

۴۶۔ یہ وضاحت نون غنہ کی ہے حالانکہ شلزے نے صف صاف یہ نہیں کہا ہے ۔ اس کا یہ خیال کہ 'ن' الفاظ کے بیچ اور آخر میں اکثر غنہ ہو جاتا ہے ، درست نہیں ۔ نون ایک مصمتے کی حیثیت سے ایک انفی مصمتہ (Nasal vowel) ہے ۔ نون غنہ صرف انفیانے کا ایک عمل ہے جو مصوتوں پر ہوکر سادہ مصوتوں کو انفیائی روپ دیتا ہے ۔ ایسے مصوتوں کو انفیائی مصوتہ (nasalised vowel) کہتے ہیں ؛ مثلاً 'بانس' اور 'بانس' میں ایک ہی مصوتہ پہلی صورت میں سادہ اور دوسری صورت میں انفیائی ہے ۔

۴۷۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا ، شلزے نے اپنی فہرست حروف تہجی میں 'ٹ' کو شامل نہیں کیا ہے اور نہ ملفوظی آوازوں کو لیکن یہاں اس کی مثال موجود ہے ۔ 'ت' پر دو کی بجائے چار نقطے لگا کر 'ٹ' بنایا ہے اور بجائے ہائے ملفوظی کے ہائے ہوز ہی استعمال کی ہے ۔ 'ڈ' کی مثالیں اور جگہ بھی موجود ہیں لیکن یہاں 'ڈ' کو بھی 'د' ہی لکھا ہے یعنی اس پر کوئی اضافی یا تصریحی علامت نہیں ہے ۔

۴۸۔ یہاں بھی 'ڑ' فہرست حروف تہجی میں شامل نہیں لیکن اس مثال میں موجود ہے اور 'ر' پر چار نقطے اضافی لگا کر اسے ظاہر کیا ہے ۔

۴۹۔ متن میں 'ڑ' کو 'ر' ہی لکھا ہے ۔

۵۰۔ گھڑی متن میں کھری ہے ۔

۵۱۔ آٹا اور میدہ اردو میں الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں ، لیکن شلزے نے دونوں کے لیے انگریزی کا ایک ہی لفظ استعمال کیا ہے ۔

۵۲۔ شلزے کا املا 'کہٹا' ہے ۔ اگرچہ اس نے تشدید کا اس سے پہلے ذکر کیا ہے لیکن املا میں اس کا لحاظ بہت کم رکھا ہے ۔ اور جیسا کہ حاشیہ نمبر ۴۷ میں بیان کیا گیا ہے ہائے ہوز اور ہائے ملفوظی کا بھی امتیاز نہیں ہے ۔

۵۳۔ کڑوا یعنی ہائے ہوز بجائے الف ۔

۵۴۔ یہ املا غالباً صوتی ہے ۔ شلزے نے 'بطخ' کو 'بتک' سنا ہوگا ۔ 'خ' کی جگہ 'ک' اور تشدید ندارد ۔ ویسے بعض لوگ بغیر تشدید بھی بولتے ہیں ۔

۵۵- متن 'ر' بجائے 'ڑ' ۔

۵۶- متن 'د' بجائے 'ڈ' ۔

۵۷- متن 'تی' بجائے 'تھی' ۔

۵۸- متن 'ریچ' بجائے 'ریچھ' ۔

۵۹- متن 'لومری' بجائے 'لومڑی' ۔

۶۰- 'آنڑو' اردو میں کم مستعمل ہے۔

۶۱- بجائے بچھڑا ۔

۶۲- بجائے مینڈھا ۔

۶۳- بجائے گدھا ۔

۶۴- اردوئے قدیم میں یہ تلفظ اور املا عام ہے بجائے 'لہو' ۔

۶۵- بجائے مونہ ۔

۶۶- بجائے آنکھ ۔

۶۷- بجائے کوکھ

۶۸- بجائے بایاں ہاتھ ۔

۶۹- بوبو ، بہ معنی بڑی بہن اب بھی بعض علاقوں میں مستعمل ہے ۔

۷۰- بجائے بیاہ ۔

۷۱- 'کہہ' بجائے 'کے' ۔

۷۲- اردوئے قدیم کے دور تک حالتِ اضافی میں حرفِ اضافت بھی جمع مؤنث کے لیے جمع مؤنث لاتے تھے ۔ 'کی' واحد مؤنث ، 'کیاں' جمع مؤنث ۔

۷۳- بجائے جھوٹ ۔

۷۴- شلزے نے 'انکھیاں' 'انکھیوں' 'انکھیں' کا ذکر نہیں کیا ۔ اردوئے قدیم میں یہ شکلیں بھی موجود تھیں ۔

۷۵- یہ تجزیہ درست نہیں - 'چوکی' کی جمع اسم کی حالت کے مطابق 'چوکیاں' اور 'چوکیوں' دونوں درست ہیں - 'چوکیاں اُٹھائیں' 'چوکیوں کو اُٹھایا' - نیز 'سب' کے ساتھ 'سب چوکی' نہیں بلکہ 'سب چوکیاں' درست ہوگا - دکھنی محاورے میں البتہ بعض مثالیں 'سب' کے ساتھ واحد اسم کے استعمال کی ملتی ہیں لیکن شاذ -

۷۶- شلزے نے جس کو دو رکنی کہا ہے وہ در اصل تابع مہمل ہے - ایسے مجموعے دو طرح کے ہوتے ہیں یعنی ایک جزو با معنی اور دوسرا مہمل کلمہ ہوتا ہے : مثلاً چائے وائے ، پانی وانی ، پان وان ، کام وام وغیرہ - اردو میں بعض ایسی صورتیں ہوتی ہیں کہ کلمہ مہمل محض اس مجموعے میں مہمل ہوتا ہے ورنہ الگ خود ایک اور مفہوم رکھتا ہے - اور کلمہ با معنی ہے ، یعنی وائے بہ معنی افسوس کہ 'چائے وائے' میں بطور جزو ثانی طابع مہمل - اردو میں ہم وزن اور صوتی اعتبار سے ہم آہنگ کلمۂ مہمل 'واؤ' سے شروع ہوتا ہے جس طرح پنجابی میں 'شین' سے ، مثلاً چائے شائے ، پانی شانی وغیرہ - شلزے نے 'کیڑا اوپڑا' ، 'کوڑی اوڑی' بھی لکھا ہے اور ساتھ ہی 'مچھی وچھی' ، 'کھانا وانا' بھی لکھا ہے -

۷۷- غالباً اصل مسودے میں یہاں پھر خلا ہے کیونکہ اسم کی جنس کی بحث جس کا یہ محل تھا ، یہاں مکمل نہیں ہوئی ہے - اس سے پہلے صفحہ پر جہاں لکھا ہے کہ جنس کی دو صورتیں ہیں یعنی مذکر اور مؤنث ، وہاں بھی کچھ عبارت لکھ کر قلم زد کر دی گئی ہے - شاید جنس کی پیچیدہ بحث بعد میں لکھنے کی نیت ہو جس کی تکمیل نہ ہو سکی -

۷۸- اس صیغے میں 'کوں' ، 'کیتیں' کے ساتھ 'ستے' محلِ نظر ہے - یہ حالت ظرفی میں ہے - ممکن ہے اُس وقت بول چال میں یہ صورت بھی باقی ہو -

۷۹- شلزے کو محض 'ث' کے تلفظ سے دھوکا ہوا ورنہ 'ث' علامت ظرفی نہیں ہے -

۸۰- مراد دورۂ قمری -

۸۱- مطابقت کے لیے بعض اصول موجود ہیں -

۸۲- ہندو مہینے دراصل موسمی ہیں -

۸۳- یہ حساب باقاعدہ ہے -

۸۴- روز سبت الگ درج ہے -

۸۵- 'چاکر' کی مؤنث 'چاکری' نہیں بلکہ 'چاکرانی' یا 'چاکرنی' ہونا چاہیے ، جیسے نوکر سے نوکرانی ، مہتر سے مہترانی ، نہ کہ نوکری اور مہتری -

۸۶- 'دوست' کی تانیث 'دوستدارنی'، 'یارنی' دونوں درست نہیں ۔ یہ اس قسم کا اسم ہے جس میں مذکر مؤنث کے لیے الگ الگ کلمات ہوتے ہیں، جیسے 'بیل' کی تانیث 'گائے'، 'دوست' کے مقابلے میں مؤنث 'سکھی'، 'سہیلی' وغیرہ ہوں گے ۔

۸۷- مریدنی، نیز مریدن ۔

۸۸- 'پردیسی' مذکر ۔ مؤنث پردیسنی نہیں بلکہ 'پردیسن' ہوگا ۔

۸۹- 'بلاؤ' سے 'بلی' کی تانیث اس کلیے کے تحت نہیں جس کی بحث ہے ' یعنی یائے کے اضافے سے مؤنث بنانے کا عام قاعدہ ۔ اس حساب سے 'بلاؤ' کی تانیث 'بلاوی' ہوتا جو غلط ہے ۔ 'بلائی' البتہ عام بول چال میں ملتا ہے لیکن 'بلتی' عام ہے اور اس کے مقابل مذکر 'بلاؤ' نہیں 'بلا' ہے ۔

۹۰- 'ت' بجائے 'تھ' عام بول چال کے تلفظ کے مطابق ہے ۔ املا 'ہتھنی' ہی ہے ۔

۹۱- 'ت' بجائے 'ٹ' ۔

۹۲- 'چارہ' سے 'لاچارہ' کی ترکیب درست نہیں ۔ 'لاچار' عام ہے اور 'لاچاری' بھی مستعمل ہے لیکن 'چارہ' سے نفی 'لاچارہ' غلط ہے ۔

۹۳- 'امید' سے نفی 'نا امیدی' صرف سابقہ 'نا' کا اضافہ نہیں جیسا کہ اس شق کے آغاز میں مذکور ہے ۔ یہاں سابقہ کے علاوہ انجاسی لاحقہ 'ی' بھی لگایا ہے ۔

۹۴- 'دانائی' سے 'نادانائی' قیاساً درست ہوگا، یعنی 'دانائی' سے نفی 'نادانی' مستعمل ہے ۔

۹۵- ۹۶- ۹۷- شلزے کا تجزیہ مکمل نہیں ہے، صرف لاحقہ 'آر' لگانے سے پیشہ‌ور کا مفہوم مکمل نہیں ہوتا بلکہ اسم میں صوتی تغیر و تصرف بھی ہوتا ہے ۔ 'سونا' سے 'سونا آر' نہیں بنتا بلکہ 'سونا' سے صرف ہوکر 'سن آر' بنتا ہے ۔ 'لوہا' سے بھی تصرف ہوکر 'لوہار' (بلکہ لہار) بنتا ہے ۔ چمڑا میں تصرف زیادہ ہے ۔ دراصل 'چمار' 'چمڑا' سے مشتق نہیں ہے بلکہ 'چم' یا 'چام' سے مشتق ہے ۔

۹۸- یہاں یہ درست نہیں ہے کہ 'گاہ' جو لاحقہ مکان کا ہے وہی لاحقہ زمانے کا بھی ہے ۔ 'خواب گہ'، 'شکار گاہ'، 'نشست گاہ' وغیرہ میں لاحقہ مکانی ہے ۔ 'گاہ'، 'گاہی' لاحقہ زمانی ہے، 'صبح گاہی'، 'صبح گاہ' ۔ اس فہرست میں 'ہر' اور 'ہرگاہ' بھی شامل ہے جو اس جگہ درست نہیں ۔

۹۹- 'پروردگار' کے اشتقاق کا تجزیہ درست نہیں ۔ یہ صرف 'پرور' میں 'گار' لاحقہ لگانے سے نہیں بنا، 'پروردن' سے اسم فاعل 'پرور' ہے ۔ 'پروردگار' 'کردگار' میں علامت مصدر میں سے صرف 'ن' حذف کر کے 'گار' لگایا ہے ۔

۱۰۰- 'چی' لاحقہ اردو میں ترکی سے آیا ہے اس لیے عام طور پر صرف مستعار اور دخیل الفاظ میں ملتا ہے۔ 'خزانہ' سے 'خزانچی' میں لاحقہ لگانے کے علاوہ 'خزانہ' کی ہائے ہوز کی تخفیف بھی ہے۔ 'چی' بطور لاحقہ تصغیر کے لیے بھی آتا ہے۔ وہ اس سے الگ لاحقہ ہے، مثلاً 'دیگ'، 'دیگچہ'، 'دیگچی'، یعنی تصغیر مع تانیث۔

۱۰۱- 'دار' سے 'داربان' اردو یا ہندوستانی میں مستعمل نہیں۔

۱۰۲- ہندوستانی میں صوتی تغیر سے 'سائباں' مستعمل ہے۔

۱۰۳- 'باڑی' اردو کا لاحقہ نہیں۔ باڑا (باڑہ) البتہ بعض ترکیبوں میں رائج ہے، مثلاً امام باڑہ۔ شلزے نے امام باڑی لکھا ہے جبکہ اردو میں یہ صورت مستعمل نہیں۔ باقی مثالیں ٹھاکر باڑی، گولا باڑی، گھال باڑی، کہار باڑی بھی اردو میں نہیں۔ جیسا کہ مترجم نے تمہید میں بیان کیا ہے، اس نے شلزے کے متن میں اُن معلومات کو بھی شامل کر دیا ہے جو خود اس نے بنگال میں اپنے قیام کے دوران میں جمع کی تھیں۔ یہ تمام الفاظ غالباً ان ہی معلومات پر مبنی ہیں۔

۱۰۴- عام حالات میں یہ درست ہے کہ اردو میں صفت موصوف یعنی اسم سے پہلے لاتے ہیں: مثلاً 'اچھا لڑکا' لیکن بعض صورتوں میں مثلاً جوابیہ جملوں میں 'لڑکا کیسا ہے'، جواب میں کہتے ہیں 'لڑکا اچھا ہے' دراصل یہاں 'اچھا' کا ربط 'ہونے' سے یعنی فعل سے ہوتا ہے۔ یہ دو مثالیں دیکھیے:

اچھا لڑکا پڑھتا ہے۔ لڑکا اچھا پڑھتا ہے۔

۱۰۵- اردوئے قدیم میں بے شک صفت مؤنث جمع موصوف مؤنث کی نسبت سے جمع ہی لاتے تھے؛ مثلاً 'اچھیاں عورتاں'، لیکن اب صفت اور موصوف مؤنث میں صفت واحد ہی ہوتی ہے۔ 'اچھی لڑکی' سے 'اچھی لڑکیاں'، نہ کہ اچھیاں لڑکیاں۔ خود شلزے نے مثال میں 'دوبلی انبیہایاں' لکھا ہے حالانکہ اس کے قول کے مطابق 'دوبلیاں' ہوتا۔

۱۰۶- صفت سے مراد صرف کیفیت یا quality نہیں بلکہ کمیت یعنی quantity بھی اس میں شامل ہے۔ اچھا آدمی، ایک آدمی، اچھے آدمی، چار آدمی وغیرہ۔

۱۰۷- مقابلے کے لیے اردو میں فارسی کا لاحقہ 'تر' بھی آتا ہے: بہتر، کمتر وغیرہ۔

۱۰۸- شلزے نے نفس کو 'soul' لکھا ہے جس کے معنی 'روح' کے ہیں۔ اردو میں نفس اور نفس پرست کے معنی 'روح' اور روح کی پوجا کرنے والا نہیں، بلکہ وہ جو اپنی خواہشاتِ نفسانی اور اپنی ذات کا پرستار ہو۔

۱۰۹- یہ معنی محض 'ہے' سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ترکیب میں 'ہے' کے علاوہ 'سو' بھی ضروری ہے۔ شلزے کی دی ہوئی تمام مثالوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۱۱۰- 'اجیالا' جن معنوں میں شلزے نے استعمال کیا ہے وہ 'اُجلا' ہے۔ اردوئے قدیم میں بعض مثالیں ایسی ملتی ہیں۔

۱۱۱- ظاہر ہے یہ املا درست نہیں۔ 'پرانا' کا املا 'پورانا' تو ہو سکتا ہے، 'پورانہ' نہیں۔

۱۱۲- Brown کو بھورا اور Grey کو سرمئی کہتے ہیں۔ 'سونلا' یا 'سانولا' ایک الگ رنگ ہے۔

۱۱۳- یہ لفظ 'لپیٹا'، 'دوہرا' کے لیے لکھا ہے جو درست نہیں۔

۱۱۴- یہاں انگریزی کا ترجمہ 'بیمار'، 'مریض' ہونا چاہیے۔ اگر اردو کاہلا (کاہل) درست ہو تو انگریزی Lazy ہوگا۔

۱۱۵- اب رائج املا 'برانا' ہے۔

۱۱۶- یہ املا قدیم مسودات میں ملتا ہے یعنی 'ٹ' بغیر ہائے ملفوظی۔

۱۱۷- 'اگارہ' اردوئے قدیم میں پراکرتی اثرات کا ترجمان ہے۔ پنجابی اور بعض علاقائی بولیوں میں آج تک 'اگارہ' بولتے ہیں لیکن اردو کے دکھنی دور میں بھی 'گیارہ' ملتا ہے اور یہی اب تک مستعمل ہے۔

۱۱۸- 'اٹتیس' کا استعمال بھی قدیم پراکرتی ہے۔ بعد میں 'ٹ' کی جگہ 'ڑ' ہوا اور اب 'اڑتیس' ہی درست ہے۔

۱۱۹- 'اونچالیس' اب تک پنجابی میں ہے۔ اردو میں 'انتالیس' ہی بولتے اور لکھتے ہیں۔ شلزے نے دونوں صورتوں کو اردو بتایا ہے۔

۱۲۰- جو صورت اوپر اونچالیس اور انتالیس کے سلسلے میں بیان ہوئی وہی چوتالیس اور چوالیس کی ہے۔

۱۲۱- 'چھتالیس' پنجابی میں اب تک باقی ہے۔ شلزے کے عہد تک دونوں صورتیں کم از کم بعض علاقوں میں موجود تھیں۔

۱۲۲- یعنی 'ٹ' بجائے 'ڑ'۔ یہاں شلزے نے دو صورتیں نہیں لکھی ہیں جیسا کہ بعض دوسرے اعداد کے سلسلے میں کیا ہے۔

۱۲۳- بجائے انّچاس - اونیس اور اونجالیس کے قیاس پر اونچاس ہوا - ایک نون کا اضافہ غالباً بعد میں ہوا -

۱۲۴- 'چوہن' بجائے 'چون' ، قدیم - نیز واؤ غیر مشدد -

۱۲۵- املا بہ تخفیف یا یعنی 'ترسٹ' بجائے 'تریسٹ' (بغیر ہائے ہوز) پنجابی سے قریب -

۱۲۶- 'ست سٹ' بجائے 'سڑسٹھ' -

۱۲۷- 'اٹ سٹ' بجائے 'اڑسٹھ' -

۱۲۸- یہ اندراج دلچسپ ہے - 'بی' بہ معنی 'دو' اکثر ہند آریائی زبانوں میں موجود ہے ، مثلاً سندھی میں اب تک ہے - اردو میں بیس ، بیالیس ، بتیس وغیرہ میں بھی ہے - براسی کی مثال اردو میں نہیں ملتی ، غالباً 'نراسی' کے آہنگ پر 'براسی' زیادہ رائج تھا -

۱۲۹- موجودہ پنجابی سے قریب تر -

۱۳۰- یہ وہی صورت ہے جو 'براسی' بجائے 'بیاسی' کے سلسلے میں ملتی ہے -

۱۳۱- 'نوانوے' بجائے 'ننیانوے' بھی مخصوص صورت ہے -

۱۳۲- قاعدے کے مطابق 'چھٹواں' درست ہے لیکن اب اس طرح نہیں بولتے -

۱۳۳- اگاروان بجائے گیارھواں قدیم پنجابی سے قریب تر -

۱۳۴- 'ٹ' بجائے 'ڑ' -

۱۳۵- وہی صورت جو اونجالیس بجائے انتالیس کی ہے -

۱۳۶- ایک چالیسواں ، یہ صورت اردوئے قدیم میں بھی شاذ ملے گی - شلزے نے اس کے ساتھ اکتالیسواں بھی لکھا ہے ، غالباً محض قیاسی ہے -

۱۳۷- 'چوتالیسواں' قدیم اردو میں شاذ ہے - پنجابی میں آج بھی موجود ہے -

۱۳۸- اٹتالیسواں ، یہاں بھی 'ٹ' بجائے 'ڑ' ہے - بول چال میں بعض اوقات یہی تلفظ سنا جاتا ہے -

۱۳۹- اُنچاسواں ، قدیم - موجودہ پنجابی میں ہے -

۱۴۰- اٹھاسٹواں قدیم لغت -

۱۴۱- حائے حطی بجائے ہائے ہوز 'باہتر' اور الف بجائے زبر -

۱۴۲- 'براسی' اور 'براسواں' اردوئے قدیم یا جدید میں نہیں ملتے ، بجائے 'بیاسی' -

۱۴۳- 'برانوینواں' بجائے 'بانویواں' بھی اسی طرح اردوئے قدیم یا جدید میں نہیں ، بجائے 'بیانویواں' -

۱۴۴- 'میں' واحد متکلم کی جمع ہمیں ، ہموں ، ہمارا بتائی ہے - یہ اردوئے قدیم کی شکل نہیں - غالباً علاقائی بول چال میں مقامی اثرات کا نتیجہ ہے -

۱۴۵- 'ہمنا' اور 'ہمنا کوں' اردوئے قدیم میں موجود ہے (نیز 'ہمن کوں') - سعدی کاکوروی کا مطلع ہے جس میں جمع بطور واحد ہے :

ہمنا تمن کو دل دیا ، تم دل لیا اور دکھ دیا
ہم یہ کیا تم وہ کیا ، اچھی بھلی یہ پیت ہے

۱۴۶- 'واستے' املا صوتی 'ت' بجائے 'ط' ، 'میرے لیے' شلزے نے نہیں لکھا ہے -

۱۴۷- 'تیرے سے' اب محاورۂ عوام میں ہے - ویسے متروک - تجھ سے ، تم سے بولتے ہیں -

۱۴۸- 'تومانرا' غالباً صوتی املا ، موجودہ شکل غیر انفی تمہارا -

۱۴۹- 'تومانرا سے' یہاں 'تومانرا سے' (تم سے) ہونا چاہیے - غالباً شلزے کو غلط فہمی ہوئی - نیز تومانرا میں 'را' زائد ہے - تم سے -

۱۵۰- اونو اردوئے قدیم میں حالت اضافی میں آتا ہے جو 'اونو کا' میں موجود ہے - حالتِ فاعلی واحد 'وہ' اور جمع 'وہ/وے' آتی تھی -

۱۵۱- 'اونیاں' (جمع) اور 'اونے' (واحد) خاص شکل ہے - شلزے کے علاوہ اردوئے قدیم میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی -

۱۵۲ - ۱۵۳- 'اینو' (جمع) اور 'این' (واحد) بے جان کے لیے شلزے کے یہاں ملتا ہے -

۱۵۴- 'اینی' بھی صرف شلزے کے یہاں ملتا ہے -

۱۵۵- 'وے لوگ' جمع نہیں ، الگ ترکیب ہے -

۱۵۶- 'آپ' کی جمع حالتِ فاعلی میں آپ/آپ سب/آپ لوگ ہو سکتی ہے - اپنیاں حالتِ اضافی ہو سکتی ہے - اپنی/اپنا -

۱۵۷- 'آپ کا' درست ہے ، 'اپنیاں کا' کی مثال نہیں ملتی -

۱۵۸- یہ تجزیہ درست نہیں کہ آپ 'میں' 'تم' 'ہم' 'وے' کے ساتھ ترکیب نہیں پاتا۔ اردوئے قدیم 'آپ' 'اپی' 'اپیں' اسی ترکیب میں موجود ہے۔

۱۵۹- میں اپنے ہات سے لکھا ، 'نے' محذوف ہے۔ نیز 'ہات' کا املا صوتی ہے بغیر ہائے ہوز۔

۱۶۰- 'ایس' حالت فاعلی جمع میں درست نہیں ، 'اے' صحیح ہوگا۔

۱۶۱- 'تنھوں' سے ، سے ، کوں کے ساتھ درست ہوگا ، حالتِ اضافی ، ظرفی یا طوری میں ، نہ کہ حالتِ فاعلی میں جہاں اُنے ، ایھنے ، یہ آنا چاہیے۔

۱۶۲- تسکوں ، تنکوں بجائے اس کوں۔ اردوئے قدیم میں تسکوں ، تنکوں اشارۂ بعید کے لیے آتا ہے اس لیے ان کے to that ، that کے معنی ہوتے ہیں۔ ایسے ، ایسکوں یعنی اسے اور اس کو بہ اضافہ یائے ہے۔ اردوئے قدیم میں اس اضافی یائے کی مثالیں اکثر ملتی ہیں۔

۱۶۳- کوئی ، یہ مثال بہت صاف اور واضح ہے۔ قدیم شکل 'کُنٔی' بھی ملتی ہے اور 'کوئی' بھی۔

۱۶۴- 'کوئی' بہ طور اضافی درست نہیں ، 'کسی' ہونا چاہیے۔ کوئی کی/کا بھی عام محاورے کے خلاف ہے۔ غالباً گردان کی تکمیل کے لیے قیاس سے لکھا گیا یا شاید کوئی مقامی صورت ہو۔

۱۶۵- بجائے ہر ایک یا ایک ایک۔

۱۶۶- بجائے کس کا ، کس کی۔

۱۶۷- کوئی بجائے جو کوئی ، تس کا یہاں موقع نہیں۔

۱۶۸- Future uncompounded سے شلزے کی مراد غالباً ماضی مطلق ہے کیونکہ آئندہ مثالوں میں 'میں دیا' ، 'ہم دیے' وغیرہ کو First perfect کہا ہے۔ Second perfect دراصل ماضی قریب ہے "میں دیا ہوں" اور ماضی بعید کو

Plus perfectious on time more than perfects

کہا ہے "میں دیا تھا۔"

۱۶۹- فعل کی گردان میں یہ کہنا کہ ان میں جنس کا صیغہ عربی زبان کی طرح آتا ہے درست نہیں۔ اردو افعال کی گردان میں جنس کے صیغے خود آریائی زبانوں کی خصوصیت ہے۔ عربی میں فعل کی ترکیب آریائی زبانوں سے بالکل مختلف ہے۔ اس کے اوزان اور ابواب مقرر ہیں۔

۱۷۰- 'دیتیاں' سے فعلِ حال کے معنی پیدا نہیں ہوتے جب تک 'ہیں' نہ آئے ، غالباً سہواً رہ گیا ہے۔

۱۷۱- ہمارا دیتے/دیتیاں/ہے ، 'ہمارا' حالتِ اضافی ہے - یہاں حالتِ فاعلی کا تقاضا 'ہم' اور فعل امدادی 'ہے' واحد کی جگہ جمع ہے لیکن 'ہے' اور 'ہیں' میں اکثر شلزے نے فرق نہیں کیا اور اسے محض ایک ہلکا سا انفی فرق بتایا ہے - آغاز میں بھی وہ اپنی اس الجھن کا ذکر کر چکا ہے -

۱۷۲- ہیں ، کی جگہ 'ہی' ہے -

۱۷۳- گرت پڑت یعنی گرتے پڑتے - بعض علاقائی صورتوں میں 'گرت پڑت' درست ہے -

۱۷۴- جمع میں دیتے/دیتیاں کے ساتھ امدادی فعل بھی جمع 'تھیاں' آنا چاہیے - چنانچہ دکھنی میں یہی صورت ہے 'جانتیاں تھیاں' -

۱۷۵- ۱۷۶- ۱۷۷- دیکھیے حاشیہ ۱۶۸ -

۱۷۸- 'نے' محذوف ، ہم نے دیا تھا -

۱۷۹- حاشیہ ۱۷۴ - 'تھیاں' کے استعمال سے شلزے واقف تھا - چنانچہ ''رنڈیاں اہواں (وہاں) تھیاں (تھیں)'' اس کی مثال ہے - ملحوظ رہے کہ 'رنڈی' بہ معنی عورت کا استعمال بعد میں انیسویں صدی کے آغاز تک رہا اور میر امن کی ''باغ و بہار'' میں موجود ہے -

۱۸۰- یہ بیان نہایت اہم ہے - 'نے' کے استعمال کے متعلق شلزے کا بیان اردو قواعد میں اس حرف کے استعمال کی اولین وضاحت ہے - شلزے کا یہ قول درست ہے کہ یہ حرف فعل کے زمانہ ماضی کے صیغے میں واحد اور جمع عدد کے دونوں صیغوں کے لیے آتا ہے - بغیر 'نے' کے استعمال کے فرق کی وضاحت بھی کی ہے - ''صاحب نے کہا ہے''، ''صاحب دیے ہیں''، ''حکیموں نے کہا ہے''، ''حکیموں نے کہے ہیں'' - اس کو صراحت سے واضح کیا ہے کہ 'نے' حاضر یا مستقبل کے صیغے کے ساتھ نہیں آتا -

۱۸۱ - ۱۸۲- یہاں First Future سے مراد مستقبل کا مطلق صیغہ ہے - اس میں ماضی کی طرح قریب اور بعید کا ذکر نہیں اور نہ استمرار کا ذکر ہے جس کا بیان آگے حاشیہ ۱۸۵ میں ہے - شرطیہ بھی اسی شکل میں ہے جو ''دوں میں تو مجکو شاباش کہیں'' یعنی اگر میں دوں گا تو مجھ کو شاباش کہیں گے - اس صورت میں گے/ گا محذوف ہے -

۱۸۳- یہ مثال واحد تکریمی کی ہے - 'دیں گے' اور 'دیوں گے' لیکن 'دیویں گے' کی مثال یہاں نہیں ہے -

۱۸۴- یہ مثالیں فعل امر کی ہیں - 'وہ دیو' بجائے 'دے' بعد تک مستعمل رہا -

۱۸۵- بجائے 'تم دیتے رہو گے' یہ استمرار کی وہ شکل ہے جس کی طرف حاشیہ ۱۸۱ - ۱۸۲ کے تحت اشارہ کیا گیا ، مستقبل میں استمرار ، بعد کے قواعد نویسوں نے بھی صرف ماضی کے ساتھ استمراری کا ذکر کیا ہے -

۱۸۶- کھنڈانا بمعنی بکھیرنا ، ڈالنا -

۱۸۷- 'دینے کی/دینے کا' یہ استعمال اب بھی اسی طرح ہے ، یعنی دینے کے لیے -

۱۸۸- GERUND سے مراد حرف "کو ، سے ، میں" ہے جن کی شکل "کوں ، سیں ، سوں ، ستیں ، مے ، منیں ، منے" ہے -

۱۸۹- اس طرح کی مثالیں اصلاً تمنائی ہیں ، 'تا دے سکے' یا 'تا دے سکے' -

۱۹۰- اس سے پہلے فعل 'دینا' کی پوری گردان بیان ہوئی - شلزے لکھتا ہے کہ چند مستثنیات کے علاوہ باقی افعال کی گردان بھی اسی کے مطابق ہوتی ہے - ان مستثنیات کی تعداد شلزے کے بقول صرف چار یا پانچ ہے - 'رہنا' کی گردان کی تفصیل آگے ہے - 'تیں رہتا ہے' قدیم اردو میں بعض جگہ ہے - یعنی 'تو رہتا ہے' - حاضر واحد مذکر مؤنث رہتی ہوں ، غائب واحد مذکر وہ رہتا ہے -

۱۹۱- شلزے کی یہ وضاحت غیر ملکیوں کے لیے خاص طور پر اہم ہے کہ افعال کی گردان میں ایک تو اُن کی حالت (یعنی فاعلی ، اضافی ، ظرفی ، طوری ، ندائی وغیرہ) کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور دوسرے فعل کا فاعل کے ساتھ اور متعدی میں مفعول کے ساتھ - حسب موقع جنس اور عدد کے صیغے کی مطابقت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے - یہ مسئلہ اس لیے اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے کہ اردو میں جنسِ حقیقی کے علاوہ ایک جنس غیرحقیقی یعنی Grammatical Gender بھی ہے - اس کی بحث ہم کر چکے ہیں - مثال یہ ہے "میں نے روٹی کھائی/میں نے پانی پیا" ، 'روٹی کھایا' اور 'پانی پی' درست نہ ہوگا -

۱۹۲- 'ہمیں' بجائے 'ہم' -

۱۹۳- 'رہنے کا' اور 'رہنے کو' دونوں طرح آتا ہے - شلزے نے صرف پہلی صورت لکھی ہے -

۱۹۴- تمنائی یا احتمالی ؟

۱۹۵- 'توں' بجائے 'تم' - پنجابی میں 'توں' اب بھی موجود ہے -

۱۹۶- 'ہونگیاں' اردوئے قدیم کے قاعدے کے مطابق جمع مؤنث مستقبل 'ہونا' سے -

۱۹۷- 'ہوؤ' میں دوسرا واؤ اب محذوف ہو چکا ہے لیکن اکثر افعال میں 'ؤ' موجود ہے -

۱۹۸- 'ہوگو' بجائے 'ہوا' یا 'ہے'۔

۱۹۹- 'واسطے' کا املا 'ت' اور 'ط' دونوں سے لکھا ہے۔

۲۰۰- احتمالی یا تمنائی۔

۲۰۱- 'مہیں' بجائے 'میں' غالباً مقامی لہجہ۔ بعض بولیوں میں البتہ یہی شکل درست اور اصلی ہے۔

۲۰۲- اس میں 'کریا' بجائے 'کرا' اور 'کیا' ہے۔ لیکن یہ صورت شلزے نے ماضی کی قسم اول یعنی ماضی مطلق کی بتائی ہے۔ قسم دوم بعید میں 'کییا' ہے جس کی جمع کییے/کییاں بھی موجود ہے۔

۲۰۳- آؤنا، اردوئے قدیم میں یہی شکل ہے۔ 'آون' اسی سے براہ راست ہے:

آون آون کہہ گئے اور بیتے بارہ ماس

۲۰۴- 'آکو' بجائے 'آنے کا' یا 'آنے کو' یا 'آ کر'۔

۲۰۵- یہ مثال متعدی المتعدی کی ہے۔ 'کرنا' لازم، 'کرانا' متعدی اور 'کروانا' متعدی المتعدی۔ شلزے نے 'کروانںا' لکھا ہے جس میں ایک نون زائد ہے۔

۲۰۶- 'کراوتے تھے' بجائے 'کرتے'۔ یہ صورت لازم کی ہے، متعدی نہیں جو 'کرتے' نہیں 'کرواتے' ہوگی۔

۲۰۷- 'دھولانا' متعدی بغیر واؤ کے درج ہے اور جمع میں 'دھولاوتیں' 'دھولاوتیاں' بشمول واؤ۔

۲۰۸- ×

۲۰۹- 'لگ'۔ اردوئے قدیم میں 'لگ' لگن، ہے، بعد میں 'لگ' اور 'تک' دونوں ہیں۔ اب 'لگ' متروک ہے اور صرف 'تک' باقی رہ گیا ہے۔

۲۱۰- یہاں 'میری' بجائے 'اپنی'۔

۲۱۱- 'اون' بجائے 'او' یا 'وہ' یا 'وو'۔

۲۱۲- 'کوچ' بجائے 'کچھ' صوتی املا۔

۲۱۳- اس طرح کی تراکیب غیر ملکیوں کے تراجم میں اس دور میں اور اس کے بعد بھی بکثرت ملتی ہیں۔ ظاہر ہے۔ یہ بول چال کی عام زبان نہیں۔

۲۱۴- اصل متن میں 'گھڑے' ہے جو غلط فہمی اور التباس کا نتیجہ ہے۔

۲۱۵- یہ پورا جملہ خلافِ محاورہ ہے۔ غالباً مقامی طور پر سن کر درج ہوا۔

۲۱۶- 'میرا کام' بجائے 'اپنا کام'۔

۲۱۷- 'امان' بجائے 'ایمان' صوتی املا ، اُس دور کے عوام کے تلفظ کے مطابق۔

۲۱۸- 'مہوں' بجائے 'مینہ' اب بھی بعض علاقائی بولیوں میں (مثلاً روہیلکھنڈ میں) اسی طرح موجود ہے۔

۲۱۹ - ۲۲۰- 'ہم دینے نہیں سکتا' ، اس دور کے غیر ملکیوں کی گفتگو کے مطابق جمع کی ساخت۔

۲۲۱- 'افسوس کہنا' Lamenting کا ترجمہ ہے۔

۲۲۲ - ۲۲۳- 'کرنا' سے 'کریے' اور 'کیجیے' دونوں درست ہیں۔ یہ وہ افعال ہیں جن کو شلزے نے Irregular کہا ہے اور جن کی گردان اس کے بقول افعال کی عام گردانوں سے مختلف ہے۔ 'جانا' سے 'گیا' ، 'کرنا' سے 'کیا' ('کرا' بھی ہے) ، 'مرنا' سے 'موا' ('مرا' بھی ہے) ، 'کھانا' سے 'کھایا' کو وہ عام قاعدے کے مطابق بتاتا ہے اور بعض دیگر مثالیں اس قسم کی دیتا ہے ، مثلاً دھونا ، دھوا ، دھویا۔ کھونا ، کھوا ، کھویا۔

۲۲۴- یہ بحث متعدی اور متعدی المتعدی سے متعلق ہے۔ شلزے بتاتا ہے کہ علامت مصدر 'نا' دور کر کے 'اونا' ، 'لاونا' لگا کر متعدی یا متعدی ہو تو متعدی المتعدی بناتے ہیں۔ مثلاً سیکھنا سے سکھاونا ، سکھلاونا ، رکھنا سے رکھاونا۔

۲۲۵- 'ستنا' بمعنی پیوستہ کرنا ، جوڑنا یا سی کر ملانا دلچسپ لفظ ہے۔ پنجابی میں اب بھی اس کے مشتقات موجود ہیں۔ 'ستلی' اسی سے مشتق ہے (؟)

۲۲۶- لازم سے متعدی کے عام قاعدے کے خلاف 'جتنا' کی جگہ 'جتاؤنا' اور 'جوڑنا' کی بجائے 'جوڑاونا'۔

۲۲۷- 'نام رکھنا' کے دونوں معنی ہیں یعنی موسوم کرنا ، نیز بدنام کرنا یا الزام دینا۔

۲۲۸- گپ مارنا ، یہ غالباً اس محاورے کی قدیم ترین معتبر سند ہے۔

۲۲۹- 'رشک لے جانا' ، فارسی کے محاورے کا لفظی اردو ترجمہ ہے۔ ایسے ترجمے اردوئے قدیم کے دور میں بکثرت ہوئے ہیں۔ دیکھیے ''جامع القواعد'' از ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، حصۂ صرف۔

۲۳۰- 'دشمنگی لے جانا' بھی فارسی محاورے کا لفظی ترجمہ ہے -

۲۳۱- 'لگنا' کے مختلف معانی جو ترکیب سے پیدا ہوتے ہیں ، وضاحت سے بیان کیے ہیں -

۲۳۲- 'تم کو کرنے ہوگا' بجائے کرنا ہوگا ، لیکن انگریزی میں جو عبارت تھی اس کا ترجمہ یہ ہوگا 'تم کو کرنا چاہیے تھا' یعنی بجائے مستقبل کے ماضی -

۲۳۳- 'جیویا' غالباً قیاس سے درج ہوا ہے ، 'جیوا' یا 'جیا' ہونا چاہیے یا 'جیونا' سے 'جیویا' بنایا ہے جو درست ہے -

۲۳۴- املا صوتی اعتبار سے درست ہے -

۲۳۵- 'چلنا' جدید تر ہے - اس دور قدیم میں 'چلیا' تھا ، دکھنی میں بکثرت مثالیں موجود ہیں -

۲۳۶- 'رونا' سے 'رویا' کی بجائے 'روا' - اس قاعدے کی وضاحت شلزے پہلے کر چکا ہے - دیکھیے انگریزی متن ، ص ۸۰ -

۲۳۷- اردوئے قدیم میں بغیر 'نون' کے بھی ہے -

۲۳۸- بجائے 'بننا' لیکن آگے متعدی کی مثال میں 'بناونا' موجود ہے -

۲۳۹- 'پالنا' سے شلزے اپنے بتائے ہوئے قاعدے کے مطابق پال (نا) + اونا سے متعدی بنایا ہے - اب 'پلانا' اور متعدی المتعدی 'پلوانا' ہے -

۲۴۰- نون زائد ہے ، بجائے 'تھوکنا' -

۲۴۱- 'مونچنا' اردوئے قدیم میں موجود ہے - بعد کی شکل 'مینچنا' اور 'میچنا' ہے - 'آنکھ مچولی' میں یہی 'میچنا' کا مشتق 'مچولی' ہے -

۲۴۲- 'ابکوں' (اب کے) ، اس کی ایک شکل ہمارے بعد کے شعرا تک کے یہاں ملتی ہے :

اب کے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے　　　دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں

بہ معنی اس دفعہ ، اس مرتبہ ، اس بار -

۲۴۳- 'تبیچ' کے معنی اصلاً 'تب ہی' ہوں گے - 'چ' حرف تاکید ہے کہ دکھنی میں بھی موجود ہے - تب + ی + چ بمعنی تب (ہی) - ہی تاکیدِ مزید فوراً کے معنی اضافی ہیں ، مثلاً وہ آیا 'تب ہی' میں چلا گیا -

۲۴۴- 'کدھی' بمعنی کبھی ، اکثر ، بعض اوقات ، کے ہیں ۔ Always کے معنی میں اس استعمال کی سند نہیں ۔

۲۴۵- 'اور' بہ معنی طرف ، سمت ۔ نیز سمت دور کی ، 'پیلاڑ' اور 'پہلاڑ' بمعنی باہر ، آگے ، دور ۔

۲۴۶- 'پیلاڑ' اور 'پہلاڑ' کے معنی دکھنی میں ایک ہی ہیں لیکن شلزے نے 'پیلاڑ' کو As far off کے معنوں میں اور 'پہلاڑ' کو Beyond کے معنوں میں لکھا ہے ۔ ممکن ہے یہ تمیز اُس وقت موجود ہو ۔

۲۴۷- یہ املا 'اچھی طرح' کا صوتی املا ہے ۔

۲۴۸- 'لا' اردو میں کلمۂ نفی بطور سابقہ ضرور آتا ہے لیکن اس کا استعمال مستقل کلمے کی حیثیت سے نہیں ہوتا ۔

۲۴۹- 'کو' بجائے 'کر' کی کئی مثالیں شلزے کے یہاں موجود ہیں ۔

۲۵۰- 'ہلو ہلو' (غالباً ہولے ہولے) آہستہ آہستہ ، بتدریج کے معنی اضافی ہیں ۔

۲۵۱- املا صوتی اور تلفظ عوامی 'لہمہ' بجائے 'لمحہ' ۔

۲۵۲- نہی تو=نہیں تو ، ورنہ ۔

۲۵۳- تلفظ اور املا عوامی 'تمبی' بجائے 'تنبیہہ' ۔

۲۵۴- 'گنمز' اب بھی بولتے ہیں ، نیز گنبد ۔

۲۵۵- 'دیکھیں گے' بجائے دیکھو گے ۔

۲۵۶- 'چ' تاکیدی کی تفصیل اردو کے قواعد نویسوں نے بالعموم نظر انداز کی ہے ۔ دکھنی ادبیات کی بازیافت کے بعد دکھنی میں 'چ' کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں اور بعض قواعد نویسوں نے اردوئے قدیم کی قواعد میں اسے شامل کیا ہے ۔ دیکھیے "جامع القواعد" ، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، حصۂ صرف ۔

۲۵۷- گفتگو کا یہ محاورہ بھی انگریزی چھاؤنی کے اردو بولنے والوں کا ہے ۔ بجائے 'حجت نہیں کر سکتے' ، 'حجت کرنے نہیں سکتے' ۔

۲۵۸- صواب بہ معنی خوبی ۔

۲۵۹- 'سلہدار' بہ معنی اسلحہ دار یعنی سپاہی ۔

۲۶۰- 'سہنت' بجائے محنت۔

۲۶۱- 'کسرت' بجائے کثرت۔

۲۶۲- 'نذر' بہ معنی احتیاط ، غالباً 'مد نظر' یا 'پیش نظر' کی جگہ۔

۲۶۳- 'بندنا' بہ معنی بنانا۔

۲۶۴- 'چوپکے' بجائے چپکے۔

۲۶۵- متن کا یہ حصہ نہایت ناقص ہے۔ ایک دقت یہ ہے (جس کا ذکر مؤلف نے بھی کیا ہے) کہ لاطینی اور ہندوستانی الفاظ و تراکیب اور جملوں کی ساخت کے مقابلے میں اگر انگریزی ترجمے سے مدد لی جاتی تو بقولِ مؤلف الفاظ کی ترتیب و ترکیب احمقانہ اور مضحکہ خیز بن جاتی۔

۲۶۶- فارسی محاورے سے مؤلف کی کیا مراد ہے؟ یہ واضح نہیں۔ 'چ' تاکیدی کا فارسی سے کوئی تعلق نہیں۔

۲۶۷- 'ہمانرا' ، 'ہم' کی جمع بہ صورتِ اضافت ہے ، نہ کہ 'ہما' کی۔

۲۶۸- 'غصا' ، صوتی املا بجائے غصہ۔

۲۷۰- 'نکو' بہ معنی نہیں ، دکھنی کا خاص کلیدی کلمہ ہے کہ اردوئے قدیم کے اور کسی نمونے میں نہیں ملتا اور جہاں ملتا ہے اس نمونے کو دکھنی قرار دے سکتے ہیں۔

۲۷۱- 'سوب' بجائے سب ، یہ تلفظ خاص بنگالی ہے اور اس سے مؤلف کے اس بیان کی تائید ہوتی ہے کہ اس قواعد کے لیے خام مواد کا کچھ اضافی حصہ بنگال کے دورانِ قیام جمع ہوا۔

۲۷۲- 'کافلیکے' بجائے 'قافلے کے' ، عوامی تلفظ کا صوتی املا۔

۲۷۳- 'ہوّا' بجائے 'حوّا'۔

۲۷۴- 'حابل' بجائے 'ہابیل'۔

۲۷۵- 'نون' اضافی یا ایزادی۔

☆ ☆ ☆

Words which correspond in sound to the Teutonic

بوبو	Elder sister, Bahin	بہتر	Better
چھتر	Backride	بوسہ	Kiss
چونچی[270]	Breast	جمع کرنا	To collect
کمر	Loins	لمہرانند	Greatman
بند	Band	فال	Fall
پسو	Beast	جنتا	—
پیشاب	Urine	دہرتری	—
گاڑی	—	سور	Pig
لنگر	Anchor	ناف	—
بوکر (بکری)	Goat	معنی	Meaning
سابون	Soap	بدنامی	Ill-name
سینگ	Horn	ننگا	Naked
لاک	Lock	نوا	New
برون	—	موں (منہ)	Face, mouth
برکس	—	بون	—
زعفران	Suffron		

———–—

[Page 153] **Proper Names in the Old and New Testements according to this Arabic and Persian Pronounciation**

	آدم	Adam
	حوا[273]	Eva
	حابل[274]	Abel
	قابل ، قابن	Cain
	انوخ	Enoch
	نوح	Noah
	لوط	Lot
	ابراہیم	Abraham
	اسحاق	Isaac
	یعقوب	Jacob
	عزرائیل (؟)	Israel
	یہودی	Judous
	سادوم	Sadom
	کامرا	Gamerah
	موسیٰ	Moses
	ہارون	Aoron
	مریوم	Maryam
	ایوب	Hiah (?)
	فرعون	Pharoah
حاشیه	اوپر	Above, Upon
حاشیه	نہیں	No, Nein
حاشیه	ہو	Yes
حاشیه	دل	Will
حاشیه	بندنا	To bind, bindon
	مصر	Egypties
	فصیحا	Paschal
	یاشوا	Joshua
	ایرخو	Jericho
	ساعد	Sidon
	طور	Jyre
	سایون	Sion
	کوہ طور	Mount Sinai
	ادوم	Idumaa
	شم سوم	Sampoon
	ساموایل	Samuel

الیاس	Elias
دانیال	Daniel
ایرمیال	Jeramias
ایسیا	Esaias
جلیل	Galilea
ناضیر	Nazareth
ناضیر والا	Nazarene
یوردان	Jordan
سیدائے	Zebedais
یونس	Jonas
فاریضیم	Pharisays
سادوکیم	Saducaim
وسواس کرنا	To hesitate, Was-was
گھانس	Grass
وقرمند	Honourable
تھالا	The Earth
درما	Dima
بابسول	Balzehul
قیساریا	Caxaria
حلفای	Alfaus
اینبصله	Genezereth
زکریا	Zacharias
کورج	Corah
صہرہ	Sarah
رفکا	Rabecea
عیسیٰ	Essaa, Es-aa
ہوزا	Hosea
انتاکیاں	Antiach
اسکندر	Alexandar
کلدانیاں	Macedonia
ایسپانیا	Hispania
ایسمرنا	Smyrna
فونیکی	Phoniica
کوبروس	Cyprus

[Page 151] Thou shalt not bear false witness against thy neighbour.

ہمسائے کے اوپر جھوٹی شاہدی نکو بول ۔

Thou shalt not covet thy neighbour's house.

ہمسائے کے گھر کوں آس نکو کر ۔

Thout shalt not cover thy neighbour's wife, nor his servant, nor his maid, nor his ox, nor his (ass), nor anything that is his.

ہمسائے کی عورت کوں بھی ، اوس کے چاکر کوں بھی ، اوس کی باندی کوں بھی ، گائے کوں بھی ، گدھی کوں بھی ، اوس ہے سو سبکوں بھی حرص نکو کر ۔

To these ten commandments of God what say you.

اے دس فرمودے کے اوپر الله کہے سو کیا کہیتو ۔

دوبنیکا مذکورۃ ایچ Baptism

ایشوعا مسیحا اپنے مریداں کوں کہے سو باتاں ایچ تمی دنیاں مے سوب[271] جاکو سارے کاسینکے[72] لوگاں کوں تعلیم دیکو اونو کوں باپ کا بھی فرزند کا بھی قدس روح کا بھی نانوں سوں دوبنا دیو اعتقاد لانے ہارا بھی دوبنا لینہارا بھی سرفراز ہویگا ہویتو بھی اعتبار کرنے بارے کوں چوکانا ہویگا ہوئے ۔

[Page 152] The Lords Supper خاوند کی راتکی حاضری ایچ

ہمنرا خاوند ہے سو ایشوعا مسیحا آپہی حوالہ کرنا ہوا سو رات مے روٹی لیکو شکر بجا لا کو اور توڑ کو اپنے مریداں کوں دیکو کہے تمیں اے لیکو کہاو اے تمانرے واسطے دینا ہوا سو میرا بدن ہے منجے یاد کرنیکے واسطے ایسی کرو پھر کو اوسیطرایچ راتکی حاضری ہوی پیچھے اون انگور کا شیرا ہے سو آبخورہ لیکو شکر بجا لا کو اونو کوں دیکو کہے تمیں اے لیکو اوسیکا تمیں سارا پیی پیو ہے اے ابخورہ گناہاں معاف لینکوں تمانرے واسطے اونڈے سوں میری لہو مے نوا قول مے تمیں اے کیتی مرتبہ پیتو بھی منجے یاد کرنیکے واسطے ایسے کرو ۔

تمنا کوں is the honourable dative from تم. مدام لگ is a particle of post position. ہو تو ہے is a particle from ہونا 'to become', is derived from the verb, personal (?) simple singular of which in the present tense is ہوں 'I am', ہے 'thou art', ہے 'he is', and the plural ہیں 'we are', ہو 'you are', ہیں 'they are', signifies a sense which is the third person singular of ہونا 'to be'.

[Page 149] **The Dialogue**

These are the ten commandments of God.	اللہ کہی سو دس فرمودے ایچ ۔
I am the Lord thy God.	مہیں تمانرا خاوند ہوں سو الہاچ ۔
Thou shall have no other God but me.	تجکوں اور دیوان ہمانرے آنگے رہنا نہیں ۔
Thou shalt not make to thyself any growen image nor the likeness of anything that is in heaven above or in the Earth beneath or in the waters under the Eareh; Thou shalt not bow down to them nor worship them; for I the Lord thy God am a God . . . . for angry God and the sins of the father upon the children unto the three and fourth [Page 150] generation of them that hate me and show . . . unto thousands of them that love me and keep my commandments.	اوپر آسمان مے بھی ، نیچے زمین مے بھی ، زمین کے نیچے پانی مے بھی ہیں ، سو کاماں کی سراسر تصویر کوں بھی ، پتلیکوں بھی تجھ کوں کرنا نہیں توں اوسکوں کورنشات کرنا نہیں اوسکوں خدمت بھی کرنا ۔ مہیں تمانرا خاوند ہوں سو اللہ غصبا268 کرنیکا خدا ہو کو باپ دادے کی سو گنا مانکے واسطے مجکوں دشمنی کرتے سو اونو کی اولاد انکوں تین چار پیڑی269 لگ سزا دیتا ہوں ۔ ہویتو منیجے آشنائی کرنے ہاریاں کوں بھی میرا فرمودات کرنے ہاریاں کوں بھی ہزار پیڑی لگ مہربانی کرتا سوں ۔
Thou shalt not take the name of the Lord thy God in sin.	تمانرا خاوند ہیں سو الہ کے نانو کوں ناچیز کرنا نہیں ۔
Remember that thou keep holy the Sabbath.	سبت کے دن کوں پاک کرنیکوں یاد کر ۔
Honour thy father and thy mother that thy days may be long and prosperous.	تجھ کوں خوبی ہونیکوں بھی دنیاں مے بھی بہوت زور رہانیکوں بھی تیری ماں باپ کوں با پروا کر ۔
Thou shalt do no murder.	خون نکو کر270 ۔
Thought shalt not commit adultery.	حرام نکو کر ۔
Thou shalt not sleat.	چوری نکو کر ۔

"ہانری قرضداروں کوں ہمیں معاف کیے سکا تمہیں بھی ہانرے قرضانکوں ہمنا کوں معاف کرو"

ہانری is the genetive plural from the pronoun ہم . قرضداراں کوں is the dative plural from the singular قرضدار which in the nominative plural makes ہانرے قرضداراں the pronoun 'Nos' معاف کرنا for 'remittance' is frequently used idiomatically in this as well as other words کے ہوگا 'on account of the particle' ہوگا . کیا is changed into تمہیں بھی ، کیے pronounced with the frequentative conjunction united to it. ہانرے as before explained. قرضانکوں 'debts' is the accusative plural from the singular قرض 'debt' which in the nominative plural becomes قرضاں.

[Page 148] There is no difference, the sense and cases therefore, are both, to be collected from the antecedent and consequent words. کرو ؛ معاف کرو is the Imperative from کرنا 'to do'. Verbs in this language that are composed from Nouns do not strictly require an accusative case nor the termination of it, at least not (in general use).

"ہمنانکوں آزمانیکے اندر داخل مت کرو"

ہمنانکوں is here the accusative, آزمانیکے is the genetive singular form آزمانا 'temptation', the genetive of which is آزمانیکا, but on account of this particle of post position اندر signifying within, the termination کوں is converted into کے. داخل کرنا "introducere" or rather according to the idiom "Introitum" . . . is a negative conjunction signifying not, مت کرو is already known.

"ہویتو جنونی ہے سوں ہمنا کوں سرفراز کرو"

ہویتو is a substative with the double post position سوں ، ہے, affixed to the ablative of the preceding Noun without, occasioning any variation of it [. . .] but the repetition of the particles expresses the meaning more freely "Nod" and "Nos" are both accusative cases, ہمنا Nod, and ہمنا کوں Nos is the imperative plural from سرفراز کرنا.

"او کیا کہیتو پادشاہی بھی قدرت بھی مرتبہ بھی تمنا کوں"

کیا کہیتو

پادشاہی

قدرت

مرتبہ

Here the copulative conjunction بھی is simply affixed to the three preceding nouns without any change of case, that the tense may be thus expressed (. . . . . . .)

is converted in the Hindostani dialect into نانو and by undoing the middle ن makes the pronounciation rather different. پاک کرنا ہوئے دیو Sanctifactor پاک is an adjective and signifies' holy.' کرنا 'to do' is the infinitive and marked to پاک signifying to make holy . . . . (illegible).

[Page 146] پاک کرنا ہونا is the same as to be sanctified, finally to express the conjunctive mode, the Imperative دیو 'give' is used from the verb دینا 'to give'. The Imperative is دے 'give thou' in the singular, in the plural دیو 'give ye'. According to the sense therefore the construction will be thus دے or rather for the sake of respect (since one speak of the Deity whom we ought always try) to address with reverence دیو; that is the word ہوئے is the Gerund abbreviated a 'for' in the place of ہونیکو دیو ، ہوئے is substituted Euphonic graba

"تمانری پادشاہی آئے دیو"

تمانری is the complimentary genetive singular and feminine gender from the pronoun تو - پادشاہی 'kingdom' is of the feminine gender hence the feminine pronoun ی is prefixed instead of an adjective آئے دیو , Is the gerund abbreviated and substituted for آنیکو دیو from the root آونا 'to come'. This construction is similar to one above specified.

"تمانرا دل آسانپو کرنہ ہوئے ہو کا دنیاں سے بھی کرنا ہوئے دیو"

تمانرا Tua, دل Noluntas, آسانپو I already explained.

کرنا ہونا ، ہو کا ، ہوئے ہو کا particle changing ہوا into ہوئے which is the Future.

دنیاں ، دنیاں سے بھی is the ablative case with a double post position viz; سے and بھی, this former by way of preposition and the latter instead of a conjunction compositive کرنے ہوئے دیو

"ایک ایک دن کا ہمانری روزی ہمنا کوں آج دیو"

[Page 147] ایک ایک is the pronoun 'every' دنکا is the genetive singular from دن 'day', ہمانری as before exhibited, روزی as well as روٹی signifies bread. Because روزی is the feminine the adjective is prefixed to it in the same gender. روزی is the nominative case after the Hindostanee manner which for the sake of a more agreeable sound substitutes the nominative for the accusative, ہمنا کوں is the dative plural from the singular ہمی or آج ، ہم 'Hadie' is an adverb of time. دے 'Date' is substituted for دیو and is the Imperative plural from the root دینا 'to give'.

[Page 144] **Analysis of the Lord Prayers**[265]

The solution is rendered in Latin on account of the transposition of the words. The Hindostan language corresponding in that particular to the Latin sentences; had it been rendered in English the disarrangement of the words would have appeared nousensical and rediculous.

According to the idiom and genius of the language the words last in sense are usually, if not always, placed first in the sentence, and the reverse. Thus the Latin words Pater, noster ini qui as in Latin would in the Hindostani be written ini qui Pater noster.

"خاوند کی بندگی ایچ"

خاوند Signifies Lord, خاوند کی is the genetive singular (feminine) by بندگی Oratio. . . . . The usual termination of the genetive is کا hence it ought to be خاوند کا but in consequence of بندگی 'Oratio' being of the Feminine Gender, the termination کا in خاوند کا is changed into کی thus the antecedent words may correspond to the consequent one in a similar gender.

[Page 145] ایچ She herself, اے is a particle which specifies the pronominal article, 'this' 'that,' but the Hindostan (ee) language in this follows the *Persian idiom*[266] by assuming the particle چ which at the (end) of a word is applied to point out the demonstration. آسماپو is the ablative with the post position پو. The Hindostan (ee) places words in order to give the emphasis prerogative to substantives, which method is not altogether inconsistant or without grammatical precedent. Properly it should be آسمان مے because مے signifies 'in'. But the particle پو 'upon' is here employed more emphitically for a thing which should not be 'in,' but upon. This particle is joined to the end of a Noun without undergoing any alteration.

رہتا ہے is the third person present singular from the verb رہنا terminated by particle سو, which are the pronoun "ini," but placed as a post position. The Interrogatives کیں و کون are nevertheless in use.

ہمانرا باپ "Pater Noster" ہمانرا is the genetive plural from ہما[267] "Nos" باپ "Pater" being masculine the pronoun ہمانرا agrees with its substantive after the manner of Adjectives in gender and number. This mode of construction ہمانرا باپ is to be carefully noted and followed and not باپ ہمانرا, for the adjective always precedes the substantive, تمانرا نانو "Inun Name" is the honourable or complimentary genetive singular from the pronoun تو; ناںام which in several languages is the same word,

The Appostles Creed

I believe in God the Father Almighty, maker of heaven and earth and in Jesus Christ his only son our Lord who was conceived by the holy ghost, born of the virgin Mary suffered under pouties pilate, was crucified, dead and buried. He descended into hell. The third day, he rose again from the dead. He ascended into heaven and sitteth on the right hand of God the Father Almighty. From thence. He shall come to judge the quick and the dead. I believe in the holy ghost the holy catholic church, the companion of saints, the forgiveness of sins, the resurrection of the body and the life ever lasting, Amen.

اعتباریکا دعا ایچ

باپ ہے سو ایک اللہ کے اوپر اعتبار کرتا ہوں ، اور آپکی قدرت سوں آسمان کوں بھی زمین کوں بھی پیدا کیے ہیں ، اونکا ایک فرزند ہیں سو ہمارا خاوند ایسوعا مسیحا کے اوپر اعتقاد لاتا ہوں ، اور روح قدس سوں حمل کرنا ہو کو انبھائی مریم کے پیٹ مے تولد ہو کو پنسیاوس پیلاط اوسکے نیچے عذاب پا کو دو پایکے اوپر مانرا ہو کو مر جا کو قبر مے رکھنا ہو کو نیچے کوں اوتر کو جا کو تیسرے روز مے مرگیسو انو مے سوں اونکو اسمانپو چڑھ کو قدرت سوں ہے سو باپ خدا کے بیٹے ہر طرف مے ہے وہاں سوں جیونہاریانکو بھی مرگیسوانو کوں بھی کتوال ہو کو اویگا ، روح قدس کے اوپر اعتبار کرتا ہوں پاکمنداں کی جماعت بھی محبت بھی گناہانکا معافی بھی انک اتنا بھی ہمیشہ رہیگا جیو بھی ہے کھکو اعتبار کرتا ہوں ۔ آمین

[Page 143] The Lord Prayers

Our Father which is heaven, be thy name, thy kingdom come, thy will be done in earth as it is in heaven, give us this day our daily bread, and forgive us our as we forgive them that has against us and lead us not into temptation, but deliver us from evils, for thine is the kingdom and the power and the glory, for ever and ever, Amen.

خاوند کی بندگی ایچ

آسمان پو رہتا ہے سو ہمانرا باپ تمانرا نانو پاک کرنا ، ہونے دیو تمانری پادشاہی آنے دیو تمانرا دل ، آسمانپو کرنا ہوئے ہو سکا دنیا مے بھی کرنا ہونے دیو ایک ایک دن کا ہمانری روزی ہمنا کوں آج دیو ، ہمانرے قرضداروں کوں ہمیں معاف کیے سکا تمیں بھی ہمانرے قرضانکوں ہمنا کوں معاف کرو ، ہمنا کوں آزمانیکے اندر داخل مت کرو ہویتو جنونے مے سوں ہمناکوں سرفراز کرو اور کیا کہیتو پادشاہی بھی قدرت بھی مرتبہ بھی تمنا کوں مدام لگ ہو کو ہے ہوئے ۔ آمین

There is a wide distinction between good and wicked men.	خوب آدمیاں کوں بھی ملعون آدمیاں کوں بھی بہوت تفاوت ہے۔
There is a considerable distance between earth and heaven.	زمین کوں بھی آسمان کوں بھی ایک تفاوت ہے۔
Let us all trust in God.	ہمیں سارے بھی اللہ کوں اعتقاد لاوینگے آو۔
Let us leave this wicked town and go away.	اے جنوں گاؤں کوں چھوڑ کے پیلار جاوینگے آو۔

Many diseases are incident to the body by cherishing affliction.

دلگیری سوں رہنے مے بدن کوں بہوت ازاراں آویں گے ۔

There is no worship superior to the worship of God.

اللہ کوں کورنشات کرنے سوں اور بڑی کورنشات نہیں ۔

[Page 140] No precaution is more requisite than to take care of health.

آرام سوں رہنے سوں بھی ہمنا کوں اور بڑی نذر[262] نہیں ۔

'T is better to worship God than to build him a temple.

گھراں بندنے[263] سوں بھی پروردگار کوں بندگی کرنیکا بہتر ہے ۔

'T is better to go to heaven than to go to hell.

جہنم مے جانے سوں بھی بہشت مے جانے کا بہتر ہے ۔

There can be no health without frequent bathing.

بدن کوں دھونے کا ناہوکو آرام نہیں ۔

Unless you work you cannot get employment.

کام کرنے کا ناہوکو روزگار ملتا نہیں ۔

We cannot find God unless we seek him.

اللہ کوں ڈھونڈنے کا ناہوکو اون کوں پاونے نہیں سکتے ۔

Thirst cannot be quenched without drinking.

پینے کا ناہوکو پیاس پیلار جاتا نہیں ۔

The wife of this rogue does nothing else but sleeping.

اس دھیر (ڈھیر) کی جورو سونے کے ناہو کو اور کچھ بھی کرنیکی نہیں ۔

Not being able to sleep I watch.

میں نیند نا کر (کے) جاگتا ہوں ۔

[Page 141] Good men not doing evil must do good.

خوب آدمیاں خرابی نا کرکو خوبی کرتے ہیں ۔

Your brother not sitting idly proceeds to work.

تیرا بھائی چوپکے[264] نا بیٹھ کے کام کرتا ہے ۔

To confide in the word of God is right.

اللہ کے مذکور کے اوپر ای اعتبار سوں رہنیکا خوب ہے ۔

It is preferable to wait for whatever God has ordained.

اللہ فرمائے سو اس کے اوپر امید سوں رہنے کا بہتر ہے ۔

A soldier coming and observing us all and giving me a sword and saying you having received this sword wage war like a soldier and return.	[259]سلہدار آ کو ہم ساریاں کے اوپر نظر رکو - مجھ کوں ایک تروار دیکو توں اسے لیکو خوب پیادے کے ہو کا لہرائے کر کو بولا کو اپنے گھر کوں پھر کو گئے -

[Page 138] The gerunds are formed in the following manner :

A Number of Merchants came into the city to purchase corn.	اناج مول لینکوں بہوت سوداگراں اس گانو مے آئے -
The councellors of the king will come tomorrow to administer justice.	انصاف چوکانیکوں بادشاہ کے مصلحت والے چہاں آوینگے -
Everyone ought to labour to collect wood.	لکڑاں جمع کرنیکوں ایک ایک مہنت[260] (محنت) کرنا -
Sit down immediately to write two letters.	دو کاغذ لکھنے کوں تو ابھی بیٹھ -
My servants are very fond of eating but little inclined to work.	میرے بندے کھانا کھانے کوں من ہیں ہویتو کاماں کرنیکوں من نہیں -
These infidels have no inclination to become believers.	اے کافراں مسلمان ہونیکوں دل نہیں -
God created men to undergo labour.	محنت کرنے کے واسطے اللہ آدمیاں کوں پیدا کیے -
God gave us both reason and the Gospel for obtaining eternal life.	جنت ڈھونڈنے کے واسطے اللہ ہمنا کوں عقل دی اے ناہو کو انجیل کوں فرمائے -
Before the existence of the world there was a blessed God.	دنیا ہونیکے آگے اللہ نیک بختیچ -
[Page 139] Pious men say grace before they eat.	نیک خصلت والے کھانا کھانے کے آگے فاتحہ کر کو شکر بجا لانا -
After the whole work of each day is completed you may rest at night.	دن دن کے کاماں سب آخر ہونیکے پیچھے رات مے نیند کرنا -
After they shall have paid the money discharge them.	پیسے سب دینے کے پیچھے اونکوں چھوڑ دیو -
We learn to write better by the custom of writing often.	تب تبکوں لکھنے مے خوب لکھنے کوں کسرت[261] (کثرت) آویگا -
From frequent reading much instruction is derived.	گھڑی گھڑی کوں پڑھنے مے بہوت عقل آویگا -
Men will die by drinking too much.	بہوت شراب پینے مے آدمیاں مر جاویں گے -

The present of the conjunctive mood is expressed by the particle تب as :

Whilst I say my prayers you ought to be silent. — مہیں بندگی کرتے تب تومی خاموش رہنا ۔

We cannot dispute with you while we are eating. — ہمیں کھانا کھاتے تب تومانرے ساتھ حجّت کرنے نہیں سکتے[257] ۔

The Negative conjunction is expressed by the particle ہو کا as :

Take heed lest you commit even one sin. — تومی ایک گناہ نہ ہو کہ تومنا کوبخ نگہبانی کرو ۔

God preserve you from misfortune. — تومنا کوں نقصان نہیں اے ہوکے اللہ کوں کورنشات کرنا ۔

The Noun of Action on the Infinitive substantive is applied in this manner.

To do good work is the way to paradise. — خوب کاماں کرنا کتے سو فردوس کوں ملانیکی سو بات ہے ۔

To believe in God is the characteristic of — اعتقاد سوں رہنا کتے سو نیک مذہب والوں کی نشانی ہے ۔

[Page 137] The future of the Infinitive is declined with Number and Gender like Nouns, as :

Your brother is meditating celestial wisdom. — تیرا بھائی آسمان کے لائق ہے سو تپاس ڈھونڈنے والا کاہو کو ہے ۔

The king's daughter is for her virtues. — بادشاہ کی بیٹی بہوت صواباں[258] مے پرورش کرنیکی ہو کو ہے ۔

Good men will do see God. — خوب آدمیاں اللہ کوں دیکھیں گے بڑے ہو کو ہے ۔

My sisters will improve in their manners. — میریاں بہناں ساری خوبیاں مے ترق ہونگیاں ہیں ۔

The Great day for God to judge is approaching. — انصاف کرنے کوں اللہ کے بڑے دن آنیکا ہے ۔

A hundred women are coming here to draw water. — پانی کھینچنے کوں سو بائی کوواں یہاں آنیکا ہیں ۔

When several verbs meet together in one sentence they are connected into participle without consideration either of Gender or Number as :

SECTION 6

Of the Syntax

If the preceding rules be properly attended to, the syntax of this language will not be found very difficult. Since the genders are two only, every other construction is easily explained.

The pronouns I myself, he himself are expressed by the particle چ[256] as الہاچ God himself, سہینچ I myself, تمینچ ye yourselves, محمد چ Mohammed himself, انو کوچ to them themselves, انوچ they themselves.

The Nominative case always precede the Finite verb, observing an agreement of number and genders.

My father does a great deal of business. میرا باپ بہوت کاماں کرنا ۔

[Page 135] Your mother is much employed or does much labour. تیری ماں بہوت مہنت (محنت) کرتی ہے ۔

These horses gallop very fast. اے گھوڑاں جلدی سوں دوڑتے ہیں ۔

These mares drink a great deal of water. اے گھوڑیاں بہوت پانی پیتیاں ہیں ۔

The Genetive case is governed by another substantive but with a strict adherence to a similarity of genders.

The Mother of our Lord خاوند کا ، خاوند کی ماں is of the Masculine gender, but as Mother is Feminine it therefore becomes خاوند کی also Feminine.

Disciples of our Lord خاوند کے مریداں as مریداں is plural, hence the genetive خاوند کے becomes also plural.

The Dative and accusative terminate in like manner in کوں and according to the Persian Idiom there is no difference between these two cases but the distribution is made by the drift (?) and construction of the sentence.

The vocative resembles the Nominative with the addition of the particle اے.

[Page 136] Genetive is governed by post positions and converts کا into کے as ما کا in اللہ کا.

ما کے نزدیک with your mother, باپ کے واسطے for your father, اللہ کنے near to God, موت کے آگے before death, دلگیری کے پیچھے after sorrow, ہات کے نیچے under hand or under the hand.

In واسطے For

This must be done for the true faith. | ایمان کی تعلیم کے واسطے اے کرنا ۔

In میسوں From

God will make us rise from our (graves). | اللہ قبر میسوں ہمنا کوں پھر اوٹھاویگا ۔

In تک Till, Until

Till now. | اب تک ۔

[Page 133] **Of Interjection**

There are but few

Of Exclamation اے

Oh! God. | اے اللہ!

Oh! Master. | اے خاوند!

Of Demonstration

Hayday! All the people are become good for nothing. | ایدی آدمیاں سارے بھی خراب والے ہوئے ۔

Of Imprecation ہائے

Wo! be unto ye sinners. | گناہگاراں ہیو تمنا کوں ہائے ۔

Wo! be unto ye men, who have not observeth the commands of God. | اللہ کے فرمودات مے نہیں سو آدمیاں کے ہائے ۔

Of Indignation or Disgust چھی

Away ye wicked women. | ناپاکیوں ری بایکوواں چھی جاؤ ۔

Away or fix upon ye! ye drunken Dafs. | کیتکی برابر ہیو ای شراب خوراں چھی جاؤ ۔

[Page 134] **Of Approbation اے**

By joyful ye holy, Ye shall see. | اے پاکنند والے خوشحال رہو تو بیچ اللہ کوں

God in Paradise. | فردوس میں دیکھینگے255 ۔

Rejoice ye just, everything goes well. | اے نیک والے بھلا خوشوقتی سوں رہو سب خوب ہے ۔

[Page 131] Many people came with the king. — بادشاہ کے سنگ بہت لوگ آئے ۔

The king goes in procession with his soldiers. — بادشاہ اپنے پیادوں کے سنگات پھرتے ہیں ۔

Come along with me. — ہمارے ساتھ آؤ ۔

God is with the just. — خدا نیکی والوں کے ساتھ ہے ۔

He cannot come up to or equal you. — تمھارے ساتھ برابر آونے سکتا نہیں ۔

In آگے Before

We should be silent before the judge. — کوتوال کے آگے خاموش رہنا چاہیے ۔

All the children stood before their mother. — بچے سارے ماں کے آگے کھڑے ہیں ۔

In پیچھے Behind, After

The day of judgement comes after death. — موت کے پیچھے انصاف چکانے کا دن آویگا ۔

In پو Upon, Above

The Lord sat upon the mountain. — پہاڑ پو خاوند بیٹھے تھے ۔

In ہات مے By, With

By/or with/God are all things. — اللہ کے ہات مے سب ہے ۔

In ونعہ With

I was with your brother in the morning. — بھائی کے ونعہ (؟) مہیں فجر تھا ۔

In تیں To

Give it to me. — ہمارے تیں دو ۔

[Page 132] Deliver it to the Footman. — پیادہ کے تیں سونپو ۔

All these benefits to us proceed from us. — او تیں اے آئے خوب سب ہمنانکوں آیا ۔

In سامنے Before

This happened before our village. — ہمارے گاؤں کے سامنے اے ہؤا ۔

In نزدیک Near

God is to be approached by prayer. — بندگی کرنے مے اللہ کے نزدیک پہونچنا ۔

Near to his house. — اوس کے گھر کے نزدیک ۔

In تلے ، لیچے Beneath, Below, Under

Under the shade of a tree.	گاچھ کے سایے تلے ۔
To bring under the mind, to approve of.	خاطر تلے لانا ۔
Under the chair.	چوکی کے نیچے ۔
Beneath the earth.	زمین کے نیچے ۔
Go below.	نیچے جاؤ ۔
Birds live in (or under) the open air.	آسمان کے نیچے جانوراں جیوتے ہیں ۔

In ستے ، سوں ، سے From, By, With

From among.	درمیان ستی (ستے) ۔
From the midst of the sea.	دریا کے درمیان ستے ۔
Many men will die in grief.	دلگیری سوں بہت آدمیاں مرینگے ۔
[Page 130] From under the stone.	پتھر کے نیچے سوں ۔
From near.	پاس سے ۔
From above.	اوپر سے ۔
From Beneath.	نیچے سے ۔
We ought to do our duty willingly.	خوشوقتی سے ہمانرا کاماں کرنا چاہیے ۔
I took it from him.	اوس کے پاس سے لیا میں ۔
He is come from the Nawab.	نواب کے پاس سے آیا ہے ۔
He fell from the horse.	گھوڑے کے اوپر سے گر پڑا ۔
From the inside the book.	کتاب کے بیچ سے ۔

In بھیتر ، اندر In, Into, Within

Come into the house.	گھر کے بھیتر آؤ ۔
He is within the house.	کوٹھے کے اندر ہے ۔
Let us go into the house.	گھر کے اندر داخل چاہئے ہونا ۔

In ہمراہ ، شامل ، سنگ ، سنگات ، ساتھ With, Together

Angles will be with good men.	فرشتے خوب آدمیاں کے شامل رہینگے ۔
Along with him or together.	اوس کے ہمراہ ۔

[Page 128]

In موں To, At

They say in the city.	شہر موں کہتے ہیں ۔
Pour into the cup.	پیالہ موں ڈالو ۔
For how many rupees have you bought it ?	کتنے روپے موں مول لیا ہے ۔
A thousands times more fierce to me than female charms.	مجھکوں غمزہ ستے ہزار وجہ موں خونخوار ۔

In بیچ ، بیچ ے ، درمیان Between, Among

In the word.	دنیا کے بیچ ۔
This goat was among the wolves.	ای بکرا ہونڈار کے بیچ ے تھا ۔
Within the city.	شہر کے درمیان ۔
Among twenty persons.	بیس آدمی کے درمیان ۔
Between every tree.	ہر یک کاچھ کے درمیان ۔
In chains.	زنجیر کے درمیان ۔

In پاس Near, So

I went to the / I was with the } gentleman.	صاحب کے پاس گیا میں ۔
He has it, it is with him.	اوس کے پاس ہے ۔
I have it, it is with me.	ہمارے پاس ہے ۔

In کن To, At etc.

Come to me.	ہمارے کن آؤ ۔
Go to the Nawab.	نواب صاحب کن جاؤ ۔

[Page 129]

In پر ، اوپر Up, Upon, Above

They all went aboard through ship.	جہاز پر سارے ہی چڑھ گئے ۔
Put it in the chair	چوکی پر رکھو ۔
Come up.	اوپر آؤ ۔
Above the Heaven.	آسمان کے اوپر ۔
No one can fly to the top of that Mosque.	گمزٌ[251] کے اوپر ایک تو بھی اوڑنے نہیں سکتا ۔

[Page 125] Before that God chastise us, we ought to be penitent to convert our minds.

الله ہمنانکوں تمبی[253] کرنیکے آگے ہمی تپس کر کو دل پھرانا ۔

Before that the sickman die he ought to have some physic* given.

آزار والا مرجانیکے آگے اوسکوں دارو دینا چہائے ۔

پیچھے

After this world pass away, Paradise will always remain.

اے عالم اولنگ کے بیچھے سدام رہینگا جنت ہے ۔

After the time of affiction be gone joyful days will come.

تنہا خوریک ہنگام آخر ہوئے پیچھے خوشحالی کے دن آنے کے ہے ۔

Enquire whether they have taken the money.

اونو پیسے لے گئے ککو پوچ ۔

See whether or not they are all collected.

سارے بھی جماعت سے آئے کے نہیں گئے ککو دیکھ ۔

[Page 126 is blank]

[Page 127]

Of Prepositions

Those particles which are cal'ed prepositions in Latin and English are in the oriental tongue named instead as Post-positions, for they always follow Nouns, pronouns, verbs and particles by a natural and easy connection.

Sometimes indeed, there are Persian particles found to be prefixed but these are but few. The language of Hindostan has originally no preposition. The substitutes for them are as follows :

بے ، میں ، مون 'In into' as for درمیان ، بیچ ، بیچ بے between, within, among ; پاس near, in possession of کن at, near to ; اوبر ، پر upon, up, above ; تلے ، نیچے beneath, below ; ستے ، سون ، سے from, by, with ; بھیتر ، اندر in, into, within ; سنگات ، سنگ ، ہمراہ ، شامل with آگے before ; پیچھے behind ; پو upon ; ہات مے by with ; ونحہ with ; تئیں to ; سامنے before, نزدیک near ; میسون from ; واسطے for ; because ; تک till.

EXAMPLES

In بے Or میں In, Into

To be in paradise is good. — فردوس میں رہنا خوب ہے ۔

God is at every place. — خدا ہر جگے میں رہتا ہے ۔

Is received in Calcutta. — کلکتہ میں پہونچا ہے ۔

Unless they do their business well, they cannot remain with their Master.	اون خوب کاماں کرنا نہی تو صاحب کے نزدیک رہے نا جائے ۔

ای ناہو کو

God not only created all things but preserves them also even to this day.	اللہ ساریاں کوں پیدا کیے ای ناہو کو اس دن لگ نگہبانی کرتے ہیں ۔
The Doctor has not only written this book but has published it also.	طالب‌العلم اس کتاب کوں لکھے ای ناہو کو ایسے بیان کرتے ہیں ۔

پن

This saint does nothing else but worship God.	اے اولیاء اللہ کوں کورنشات کرتا پن اور ککو تو بھی کرتا نہیں ۔
Thos Lofer (?) does nothing else but drink.	ای شراب خور پیتا ہے پن اور کوچ بھی کرتا نہیں ۔
[Page 124] This rascal Pandit or Brahmin does nothing else but deceive.	ای چور پنڈت دغا دیتا ہے پن کوچ کام کرتا نہیں ۔
This villian does no good but continue mischief.	ای حرام خور حرام‌خوری کرتا پن وفاداری کرتا نہیں ۔
This fool has done nothing but create trouble to me.	ای نادان مجھ کوں خرابی اتا کرتا پن خوبی کرتا نہیں ۔

تو

If the gentiles embrace the true faith, they will be happy.	کافراں ایمان کی تعلیم کوں ہات لیے تو نیک بخت والے رہینگے ۔
If sinners renounce not their sins there is no future salvation for them.	گناہ گاراں اپنی گناہ نہیں چھوڑے تو نیک بختی اونوں کوں آنیکا نہیں ۔

تو بھی

Though we sit in darkness the Lord is our Light.	ہمیں اندھیارے میں بیٹھے تو بھی خاوند ہماری روشنائی ہے ۔
Though pious men are affected with sorrow in this world yet shall *they* enjoy pleasure hereafter.	خدا پرست لوگاں اس دنیا میں دکھ سوں رہے تو بھی اس پیچھے خوشوقتی سوں رہینگے ۔

genetive case (کے). This ک often times by omitting the ہ final, although it be generally written with it becomes a ی yet in some cases it may be rendered into English, as :

خدا اوس بندہ کے شان موں فرمایا ہے کہہ اے محمد

To the honour of that servant, God is pleased to say, Oh ! Mohammad.

SECTION II

[Page 122]

Of Conjunctions

Those which are in most use are as follows :

بھی And, ککو that, واسطے because, نہی تو unless. But if, not, ای ناہو کو not only but also, پن but, except, wi.hout, unless, تو if, تو بھی altho, آگے before, پیچھے after, گئے whether, ہویتو but rather, ابھی however, ابھی yet, اگرچہ altho, او کیا کہی تو for as for, اس واسطے therefore.

بھی

My father is rich and powerful.	میرا باپ قوتمند بھی دولتمند بھی ہے -
Your mother is virtuous and beautiful.	تیری ماں بہت صوابی بھی نور والی بھی ہے -

ککو

We know that he will return to pay his debts.	اوں آنے ککو بھی قرض بھرے ککو بھی ہمیں جانتے ہیں -
We hear that they should have *sent people* and should have built a city.	اوں آدمیاں کوں بھیجے ککو بھی شہر بنائے ککو بھی ہمیں سنتے ہیں -

واسطے

Because ye have learnt the true religion therefore greater should be your knowledge.	تو ہے ایمانکی تعلیم کوں پڑھے ہیں سو واسطے تمنا کوں عقل زیادہ ہے -
[Page 123] As you have finished this business, your reward is to come.	تومی اے کاماں کینے سو واسطے تومنا کوں مزدوری انا -

نہی تو[252]

Unless you obey the precepts of God, you will go to hell,	تومی خاوندکی فرمودات لینا نہی تو جہنم ہے جاوینگے -

[Page 121] **Of Quantity**

الف

So often	انک بار
Thus much,	انک
All that	اتے
All this	اوتک
So much, so many	اتنا
This much	اس قدر
So much, so many	أس قدر

ت

So much	تتک
So many	تتنا

ج

So often, so many times as	جتک بار
As often as	جتی بار
As much as, As many as	جتک ، جتنا
As much, As many	جے ، جس قدر

ک

How often	کتک بار
How often	کیتی بار
How much, how many	کتک ، کتنا ، کے
What quantity, how much, how many	کس قدر

———

Compound Adverbs are formed in the following manner.

Summarily, easily	آسانی سوں

ب

Secretly	باطنی سے
Innocently	بے تقصیر
On a sudden, confidently	بے دھڑک
Uselessly	بے فایدہ

پ

In the twinkling of an eye	پلک سے
Clandestinely	پنہائی سے

خ

Wishfully	خواہش سوں

د

Originally	در اصل سے
Foolishly	دغا کے برابر ، دیوانیکے سکا

س

Principally (?)	سارے سوں بھی
In a minute	ساعت سے

ظ

Publicly, openly	ظاہر سے

ل

In a moment	251لھمیں سے (لمحے میں)

م

Laboriously	مشقت سوں

ہ

Amiuously	ہوشیاری سوں

These and like particles are often followed by کہ that in writing though it may not always occur in talking as: جیسا کہ نو سکھ گھوڑا Just like a new trained horse, کس واسطے کہ since that. And this کہ is distinguished from the figure of the

ز

More	زیادہ

س

Little or nothing	سارا ، تو بھی
Entirely	سراسر
Truly, surely	سچا

ک

Why ? For what reason	کس سبب
Why, wherefore	کس واسطے
How, what manner, what why, what likelihood	کس وجہ ، کس روش ، کس طرح ، کس ڈول
Less	کم

ل

No, not	248لا (نہیں)

م

Together	249سلکو (مل کر)
Do not	مت
For nothing	مفت
Comparatively	مقابلہ

ن

Good for nothing	ناچیز
No, not	نا ، نہیں

[Page 120]

و

So as, like as	ویسا

ہ

Never	ہرگز
Progressively	250ہلوہلو
Together	ہمراہ

English	Urdu
Which way	کون راہ
Where	کہاں
Where to	کہاں کوں
Everywhere	کہاں تو بھی
How far	کہاں تک
Any where	کہیں
No where	کہیں نہیں
Anywhere	کہیں تو بھی

و

English	Urdu
Here	ورے
There	وہاں
Thence, to there	وہاں کوں
Thence	وہاں سوں
Thence	وہانچ

ہ

English	Urdu
[Page 118] So far	ہواں تک (وہاں تک)
Thus far	ہیاں تک (یہاں تک)

ی

English	Urdu
Here	یہاں
Hither	یہاں کوں
Hence	ھیاں سوں (یہاں سوں)

Of Quality

الف

English	Urdu
Well, best	247اچھیترہ (اچھی طرح)
More	ادک
Thus, in this manner	اس وجہ
Because	اس واسطے
In this very account	اسی واسطے
Singly	اکیلا
So	اوس ترا (اُس طرح)
That manner to (?)	اوس وجہ
Therefore	اوس واسطے
What more	اور کیا
Softly	آہستہ آہستہ
So like as	ایسا

ب

English	Urdu
Equally	برابر
Better	بہتر
Very well	بھلا
Much	بہوت
Evidently	بیانوار
In vain	بیہودہ

پ

English	Urdu
Why so ?	پھر کیا

ت

English	Urdu
Irregularly	تتر بتر
Truly	تحقیق
Deligently, explanatory	تفسیروار
In this manner	تمثیل
Nothing, index (?)	تھوڑا تو بھی

ج

English	Urdu
[Page 119] A little	جرہ (ذرا)
Since that, because	جس واسطے
Just as, the manner that	جس وجہ

چ

English	Urdu
In vain	چوبکی

خ

English	Urdu
Badly	خراب
Well	خوب
Not well	خوب نہیں

د

English	Urdu
Also	دغل (؟)

ر

English	Urdu
Opposite, vis-a-vis	روبرو

ر

By night	رات سے

س

Early, in the morning	سباں (صبح)

ش

[Page 116] In the evening	شام سے
Quickly	شتابی

ف

Early, in the morning	فجر
Now	فی الحال

ک

How long	کب تک
Sometimes	کبھی ، کدھی
How often	کتنا مرتبہ
What time, when	کس وقت
How long, till when	کس وقت تک
When	کب ، کد
Always[244]	کدھی
For often	کد کد ، کوں ، بھی
Yesterday, tomorrow	کل
All times often	گھڑی گھڑی کوں
How often	کتنی بار
How often	کے مرتبہ

م

Monthly	مہینا کوں

ہ

Always, at all times	ہر وقت
Always	ہمشیہ
Besides, as yet	ہنوز

Of Place

الف

Hither	اس طرف
This way	اس راہ
Thither	اوس طرف
That way	اوس راہ
From above	اُوپر سوں
There	اودھر
Here	ای دھر (ایدھر)
On this side	ایدر
As far off	[245]اور ، بیلار

ب

Instead of	بدل
Abroad	بہار (باہر)
Abroad	بہار کوں (باہر کوں)

پ

Thence	پرے
Beyond	[246]پیلار

ت

Thence	تہاں

ج

Whence	جدھر
Whither	جس طرف
That way that	جس راہ
Where	جہاں
As far as	جہاں تک

د

In the middle	درمیانی

ک

Whither	کدھر
Whither, which side	کس طرف

SECTION 5

Of Particles

The whole doctrine of particles is here summarily comprehended under the denomination of Adverbs, conjunctions. In this language there are no prepositions.

Of Adverbs

Some adverbs are simple others are compounded. The simple or regular are :

1st of Time as

الف

Now	ابکوں[242] ، اب ، ابھی
Not now	ابھی نہیں
Already	اب بھی
So quickly	اتنا شتابی
So often	اتنا مرتبہ
Immediately	اتے بار
To-day	آج کوں آج
[Page 115] Lastly	آخر کوں
To this day	اس دن تک
Now	اس وقت
Then	اُس وقت
Now	ایتل ، ایتالکوں

ب

Yearly	برسکوں
Quickly	بیگی

پ

The day before yesterday The day after tomorrow	پرسوں
Again	پھر کوں

ت

So long, still, then	تب تک
How long, always	تبھی ، تد ہی
Then	تبکوں ، تب ، تو
So long as	تب تک
So often, immediately	تبیچ[243]
Three days hence In three days time. Three days ago.	ترسوں
Afternoon	تیسرا پہر

ج

As soon as, when, that	جب ، جو
As long as	جب تک
Whenever	جب ہی ، جد ہی
As soon as, untill	جب لگ
As quickly	جتنا شتابی
As often as	جتنا مرتبہ
As soon as, when	جس وقت
Speedily	جلدی

د

By day	دن مے
Mid day, noon	دوپہر

	Future		Infinitive / Present / Past	
[Page 113] Leave	I shall	چھوڑونگا	To leave, to relinquish	چھوڑنا
	Thou shalt	جھوڑیگا	I leave	چھوڑتا
	They shall	چھوڑینگے	Left	چھوڑا
Lose	I shall	گنواؤنگا	To lose	گنوانا
	Thou shalt	گنواویگا	I lose	گنواتا
	They shall	گنواوینگے	Lost	گنوایا
Be	I shall	ہوؤنگا	To be	ہونا
	Thou shalt	ہوویگا	I am	ہوتا
	They shall	ہووینگے	Was	ہؤا
See	I shall	دیکھونگا	To see	دیکھنا
	Thou shalt	دیکھیگا	I see	دیکھتا
	They shall	دیکھینگے	Saw	دیکھا
Deliver	I shall	سونپونگا	To deliver, to recommend	سونپنا
	Thou shalt	سونپیگا	I deliver	سونپتا
	They shall	سونپینگے	Delivered	سونپا
[Page 114] Pay (return)	I shall	پھیرونگا	To give again	پھیرنا
	Thou shalt	پھیریگا	I pay	پھیرتا
	They shall	پھیرینگے	Paid	پھیرا
Bear (Carry)	I shall	لے جاؤں گا	To bear (carrying away)	لے جانا
	Thou shalt	لے جاوے گا	I bear	لے جاتا
	They shall	لے جاویں گے	Borne	لے گیا

Shut	I shall	موچونگا	To shut	241 مونچنا
	Thou shalt	موچیگا	I shut	موچتا
	They shall	موچینگے	Shut	موچا
Dig	I shall	کھودونگا	To dig	کھودنا
	Thou shalt	کھودیگا	I dig	کھودتا
	They shall	کھودینگے	Dug	کھودا
[Page 112] Tame	I shall	سارونگا	To tame	سارنا
	Thou shalt	ساریگا	I tame	سارتا
	They shall	سارینگے	Tamed	سارا
Descened	I shall	اوترونگا	To descened, to get off	اوترنا
	Thou shalt	اوتریگا	I descened	اوترتا
	They shall	اوترینگے	Desceneded	اوترا
Order	I shall	فرماؤنگا	To command, to order, also to please to say	فرماونا
	Thou shalt	فرماویگا	I order	فرماوتا
	They shall	فرماوینگے	Ordered	فرمایا
Rub	I shall	رگڑونگا	To rub	رگڑنا
	Thou shalt	رگڑیگا	I rub	رگڑتا
	They shall	رگڑینگے	Rubbed	رگڑا
Find	I shall	پاؤنگا	To find	پاونا
	Thou shalt	پاویگا	I find	پاوتا
	They shall	پاوینگے	Found	پایا

	I shall	نکالونگا	To open to go out	نکالنا
Open	Thou shalt	نکالیگا	I open	نکالتا
	They shall	نکالینگے	Opened	نکالا
	I shall	جنونگی	To breed also to bring forth	جننا
Breed	Thou shalt	جنیگی	I bread	جنتی
	They shall	جنینگی	Bred	جنی
	I shall	برسونگا	To rain	برسنا
Rain	Thou shalt	برسیگا	I rain	برستا
	They shall	برسینگے	Rained	برسا
	I shall	بھرونگا	To fill or replenish	بھرنا
Fill	Thou shalt	بھریگا	I fill	بھرتا
	They shall	بھرینگے	Filled	بھرا
[Page 111]	I shall	پڑھونگا	To read	پڑھنا
Read	Thou shalt	پڑھیگا	I read	پڑھتا
	They shall	پڑھینگے	Read	پڑھا
	I shall	تھونکونگا	To spit	240تھونکنا
Spit	Thou shalt	تھونکیگا	I spit	تھونکتا
	They shall	تھونکینگے	Spit	تھونکا
	I shall	سوکھونگا	To dry	سوکھنا
Dry	Thou shalt	سوکھیگا	I dry	سوکھتا
	They shall	سوکھینگے	Dried	سوکھا

Weave	I shall	بینونگا	To weave	238بینا
	Thou shalt	بینیگا	I weave	بینتا
	They shall	بینینگے	Weaved	بینا

[Page 109] Fabricate	I shall	بناؤنگا	To cause to weave to fabricate	بناونا
	Thou shalt	بناویگا	I fabricate	بناوتا
	They shall	بناوینگے	Fabricated	بنایا

Know	I shall	جانونگا	To know	جاننا
	Thou shalt	جانیگا	I know	جانتا
	They shall	جانینگے	Knew	جانا

Maintain	I shall	پالونگا	To nourish, to bring up, to maintain	پالنا
	Thou shalt	پالیگا	I maintain	پالتا
	They shall	پالینگے	Maintained	پالا

Cause to maintain	I shall	پالاؤنگا	To cause to maintain	239پالاونا
	Thou shalt	پالاویگا	I cause to maintain	پالاوتا
	They shall	پالاوینگے	Caused to maintain	پالایا

Try	I shall	آزماؤنگا	To try, to attempt, to assess	آزمانا
	Thou shalt	آزماویگا	I try	آزماتا
	They shall	آزماوینگے	Tried	آزمایا

[Page 110] Be able	I shall	سکونگا	To be able	سکنا
	Thou shalt	سکیگا	I am able	سکتا
	They shall	سکینگے	Could or was able	سکا

Have	I shall	رکھونگا	To have also to put or plan	رکھنا
	Thou shalt	رکھیگا	I have	رکھتا
	They shall	رکھینگے	Had	رکھا
Meet	I shall	ملونگا	To meet	ملنا
	Thou shalt	ملیگا	I meet	ملتا
	They shall	ملینگے	Met	ملا
Join	I shall	ملاؤنگا	To unite, to join or cause to meet	ملاونا
	Thou shalt	ملاویگا	I join	ملاونا
	They shall	ملاوینگے	Joined	ملایا
[Page 108] Warp	I shall	تڑخونگا	To wrap or open	تڑخنا
	Thou shalt	تڑخیگا	I warp	تڑختا
	They shall	تڑخینگے	Warped	تڑخا
Measure	I shall	ناپونگا	To measure	ناپنا
	Thou shalt	ناپیگا	I measure	ناپتا
	They shall	ناپینگے	Measured	ناپا
Fly	I shall	اُڑونگا	To fly	اُوڑنا
	Thou shalt	اُڑیگا	I fiy	اُوڑتا
	They shall	اُڑینگے	Fled or flew	آوڑا
Cause to fly	I shall	اُڑاؤنگا	To cause to fly	اُڑاونا
	Thou shalt	اُڑاویگا	I cause to fly	اُڑاونا
	They shall	اُڑاوینگے	Caused to fly	اُڑایا

Frighten	I shall	ڈراؤنگا	To frighten	ڈراونا
	Thou shalt	ڈراویگا	I frighten	ڈراوت
	They shall	ڈراوینگے	Frightened	ڈرایا
Walk	I shall	پھرونگا	To walk	پھرنا
	Thou shalt	پھریگا	I walk	پھرتا
	They shall	پھرینگے	Walked	پھرا
Laugh	I shall	ہنسونگا	To laugh	ہنسنا[237]
	Thou shalt	ہنسیگا	I laugh	ہنستا
	They shall	ہنسینگے	Laughed	ہنسا
Bring	I shall	لیاؤنگا	To fetch or to bring	لیاونا
	Thou shalt	لیاویگا	I bring	لیاوتا
	They shall	لیاوینگے	Brought	لیایا
Learn	I shall	سیکھونگا	To learn	سیکھنا
	Thou shalt	سیکھیگا	I learn	سیکھتا
	They shall	سیکھینگے	Learnt	سیکھا
[Page 107] Teach	I shall	سکھلاؤنگا	To teach	سکھلاونا
	Thou shalt	سکھلاویگا	I teach	سکھلاوتا
	They shall	سکھلاوینگے	Taught	سکھلایا
Throw	I shall	ڈالونگا	To throw or cast	ڈالنا
	Thou shalt	ڈالیگا	I throw	ڈالتا
	They shall	ڈالینگے	Thrown	ڈالا

[Page 105]	I shall	پہنونگا	To cover or to put cloth or to dress	پہنتا
Dress	Thou shalt	پہنیگا	I dress	پہنتا
	They shall	پہنینگے	Dressed	پہنا
	I shall	پہناؤنگا	To cover or to put on cloth or to dress	پہناونا
Clothe	Thou shalt	پہناویگا	I clothe	پہناوتا
	They shall	پہناوینگے	Clothed	پہنایا
	I shall	پکاؤنگا	To cause to ripen or to cook or to concort	پکونا
Cook	Thou shalt	پکاویگا	I cook	پکوتا
	They shall	پکاوینگے	Cooked	پکاویا
	I shall	نچوڑونگا	To squeeze	نچوڑنا
Squeeze	Thou shalt	نچوڑیگا	I squeeze	نچوڑتا
	They shall	نچوڑینگے	Squeezed	نچوڑا
	I shall	دوڑونگا	To run	دوڑنا
Run	Thou shalt	دوڑیگا	I run	دوڑتا
	They shall	دوڑینگے	Ran	دوڑا
	I shall	دوڑاؤنگا	To cause to run or to hasten	دوڑوانا
Hasten	Thou shalt	دوڑاویگا	I hasten	دوڑواتا
	They shall	دوڑاوینگے	Hastened	دوڑایا
[Page 106]	I shall	ڈرونگا	To fear	ڈرنا
Fear	Thou shalt	ڈریگا	I fear	ڈرتا
	They shall	ڈرینگے	Feared	ڈرا

Move	I shall	ہلاؤنگا	To move	ہلنا
	Thou shalt	ہلیگا	I move	ہلتا
	They shall	ہلینگے	Moved	ہلا
Smell	I shall	سونگونگا	To smell	سونگنا
	Thou shalt	سونگیگا	I smell	سونگتا
	They shall	سونگینگے	Smelt	سونگا
Perfume	I shall	سونگاؤنگا	To perfume or cause to smell	سونگانا
	Thou shalt	سونگاویگا	I perfume	سونگاتا
	They shall	سونگاوینگے	Perfumed	سونگایا
Understand	I shall	سمجھونگا	Understand	سمجھنا
	Thou shalt	سمجھیگا	I understand	سمجھتا
	They shall	سمجھینگے	Understood	سمجھا
[Page 104]	I shall	پکڑونگا	To seige or take	پکڑنا
Take	Thou shalt	پکڑیگا	I take	پکڑتا
	They shall	پکڑینگے	Took	پکڑا
Open	I shall	کھولونگا	To open	کھولنا
	Thou shalt	کھولیگا	I open	کھولتا
	They shall	کھولینگے	Opened	کھولا
Ripen	I shall	پکاؤنگا	To ripen	پکنا
	Thou shalt	پکاویگا	I ripen	پکتا
	They shall	پکاوینگے	Ripened	پکا

Verb	Future	Urdu	Forms	Urdu
Number	I shal!	گنونگا	To number or to count	گننا
	Thou shalt	گنیگا	I number	گنتا
	They shall	گنینگے	Numbered	گنا
[Page 102] Ask	I shall	پوچھونگا	To ask	پوچھنا
	Thou shalt	پوچھیگا	I ask	پوچھتا
	They shall	پوچھینگے	Asked	پوچھا
Enquire	I shall	پوچھاؤنگا	To cause to ask or enquire	پوچھاونا
	Thou shalt	پوچھاویگا	I enquire	پوچھاتا
	They shall	پوچھاوینگے	Enquired	پوچھایا
Clamour (Enquire)	I shall	پوکارونگا	To clamour	پوکارنا
	Thou shalt	پوکاریگا	I clamour	پوکارتا
	They shall	پوکارینگے	Clamoured	پوکارا
Weep	I shall	روؤنگا	To weep	رونا
	Thou shalt	روویگا	I weep	روتا
	They shall	رووینگے	Wept	روا[236]
Vex	I shall	رولاؤنگا	To cause to weep or to vese	رولاونا
	Thou shalt	رولاویگا	I vese	رولاوتا
	They shall	رولاوینگے	Veseed	رولایا
[Page 103] Come	I shall	آؤنگا	To come	آنا
	Thou shalt	آویگا	I come	آوتا
	They shall	آوینگے	Came	آیا

Sit	I shall	بیٹھونگا	To sit	بیٹھنا
	Thou shalt	بیٹھیگا	I sit	بیٹھتا
	They shall	بیٹھینگے	Sat	بیٹھا
Hear	I shall	سنونگا	To hear	سننا
	Thou shalt	سنیگا	I hear	سنتا
	They shall	سنینگے	Heard	سنیا
[Page 101] Speak	I shall	کہونگا	To speak	کہنا
	Thou shalt	کہیگا	I speak	کہتا
	They shall	کہینگے	Spoke	کہیا
See	I shall	دیکھونگا	To see	دیکھنا
	Thou shalt	دیکھیگا	I see	دیکھتا
	They shall	دیکھینگے	Saw	دیکھیا
Go	I shall	چلونگا	To walk or go	چلنا
	Thou shalt	چلیگا	I go	چلتا
	They shall	چلینگے	Went	چلا[235]
Write	I shall	لکھونگا	To write	لکھنا
	Thou shalt	لکھیگا	I write	لکھتا
	They shall	لکھینگے	Wrote	لکھیا
Seek	I shall	ڈھونڈونگا	To seek	ڈھونڈنا
	Thou shalt	ڈھونڈیگا	I seek	ڈھونڈتا
	They shall	ڈھونڈینگے	Sought	ڈھونڈا

Impersonal Verbs

Are بوجھے ought is a requisite ; چاہیے should, it behoveth, ہوگا must, لازم ہے it is fit. ضروری ہے its necessary, also ہے is تھا was ; all governing a dative case as ہم کو کرنا ہے I ought to do. You must do, تم کو کرنے ہوگا[232] you ought to have done.'

The various derivations which are most necessary in simple verbs will be manifest of themselves to the attentive. But to give some further illustration to the subject the Present, Past and Future Tenses of some other verbs in most frequent use, are here subjoined :

Live	I shall جیونگا	Thou shalt جیویگا	They shall جیوینگے	To live جیونا / I live جیوتا / I have lived جیویا[233]

Verb	Future		Present/Past	
Live	I shall	جیونگا	To live	جیونا
	Thou shalt	جیویگا	I live	جیوتا
	They shall	جیوینگے	I have lived	جیویا[233]
[Page 100] Die	I shall	مرونگا	To die	مرنا
	Thou shalt	مریگا	I die	مرتا
	They shall	مرینگے	Have died	مریا
Eat	I shall	کھاؤنگا	To eat	کھانا
	Thou shalt	کھاویگا	I eat	کھاتا
	They shall	کھاوینگے	Ate or have eaten	کھایا
Drink	I shall	پیونگا	To drink	پینا
	Thou shalt	پیویگا	I drink	پیتا
	They shall	پیوینگے	Drank	پییا[234]
Give to drink	I shall	پلاؤنگا	To cause or to give to drink	پلاونا
	Thou shalt	پلاویگا	I give to drink	پلاوتا
	They shall	پلاوینگے	Gave to drink	پلایا

Compound Verbs

Are such as are formed first from two or more verbs as لانا to bring, لینا to take, آونا to come, پکڑ لاونا to seize or apprehend from پکڑنا to catch and, لاونا to bring, اونچا چڑھنا to soar. From اوپر جانا to arise, چڑھنا to rise, گزرا چلا جانا to flow on, fall away. from گزرنا to pass, چلنا to walk, جانا to go, مار ڈالنا to execute from, مارنا to strike, ڈالنا to throw, کاٹ ڈالنا to cut off, کاٹنا to cut, ڈالنا to throw.

Second from Nouns and Verbs as from رہنا to be or to stay, خوش وقت رہنا to be delighted, کھڑا رہنا to stand still, ہونا to be, دلگیر sad, دلگیر ہونا to grieve.

[Page 98] From حاضر present, حاضر ہونا to attend, سوار ہونا to ride, بوڈھا aged, بوڈھا ہونا to grow old, رخصت leave, رخصت ہونا to take leave, or depart, ایک اتفاق ہونا to be of one opinion or to agree. From کرنا to do, as خبردار کرنا to warn, قسمت کرنا to make decision or to portion or distribute, معلوم know, معلوم کرنا to percieve or to be acquainted with. فکر thought, فکر کرنا to think, ظلم injury, ظلم کرنا to injure, حساب account, حساب کرنا to account, جگہ place, جگہ کرنا to dwell سنوارنا to prepare, to render, پونجی سنوارنا to amass treasure, پریشان سنوارنا to render miserable, روشن سنوارنا to enlighten. From فرماونا to order as رخصت فرماونا to give leave or to dismiss. قصد resolve, قصد فرماونا to take a resolution. From دینا to give as پھانسی دینا to hang or execute, گالی دینا to abuse, قرض دینا to lend money, تہمت دینا to raise suspicion. From رکھنا to have, to hold or to put as دوست رکھنا to hold dear or to love, [227]نام رکھنا to name also to be in (bad) repute, کینہ رکھنا to hate or bear ill will قدم رکھنا to step or walk, فائدہ رکھنا to be of use. From مارنا to beat as [228]گپ مارنا to make fuss or to boast, دم مارنا to fetch breath or to breathe, برابری کا دم مارنا to equal. From کھانا to eat, as مار کھانا to be beaten, to eat a beating, گالی کھانا to be abused, گالی کھلاونا to abuse. From پاونا to find, as جگہ پاونا to be placed, آزار پاونا to be hurt, ثواب پاونا to be recompensed, آرام پاونا to be refreshed. From لے جانا to bear or carry, as رشک [229]لے جانا to bear ill-will, [230]دشمنگی لے جانا to owe a grudge or to hate. From لگنا to join, to touch, as خوب لگنا to fit or set well, ہمارا دل لگتا ہے I have . . . ? [231]لگنا has also another particular constitution as اوٹھنے لگا ہے he is getting up, بولنے لگا ہے began to say, جاڑا لگا ہے it is cold.

[Page 99] There are as many complex verbs which in their signification are only doubly active of their simple as مانگنا to ask for منگاونا to procure, to provide, to get ; بولنا to speak, بلاونا to call, to invite ; yet not with standing this apparently right derivation it is not unlikely that منگاونا takes its use from مانگ کر having asked for or sought. آؤ come and بلاونا from بول say آؤ come.

[Page 96] **Complex Verbs**

May be formed from single ones by changing نا thus terminating syllable into اونا or لاونا the radical syllable. This converts them from Neuterl Intransitive into transitive or doubly active or, if already transitive or transitive in other degrees as دینا 'to give' دلاونا 'to cause or make to give' پینا 'to drink' پلاونا 'to make or give to drink' کھانا 'to eat' کھلاونا 'to give to eat or to feed,' کہنا 'to speak' کہلاونا 'to make to spsak' also 'to call' or name, سیکھنا 'to learn', سکھلاونا ، سکھاونا 'to teach or make to learn' رکھنا 'to put' also 'to leove' رکھاونا 'to make to put' etc.[224]

All these are conjugated after the following manner changing in the past tense of the Infinitive into ے ، دلاونا 'to make to give' دلاون 'may make to give'

دلاوتا	⎧	making to give دلاکر
دلایا	⎩	having made to give دلایکر
دلاؤ		make thou to give.

————

From complex verbs themselves there are others also derived still more complicated, or transitive in the second degree are formed, as from the simple بنا to be بناونا to make or prepare and بنائے لاونا 'to get made' or cause to be made and also بنوائے لانا of the same compound. بلاونا 'to call' makes بلوانا ، بلوائے لاونا ، بلائے لاونا 'to cause to call that is to bid a second person call a third."

[Page 97] **From verb Neuter**

May be formed transitive thus from پھرنا to come back or return, پھیرنا to turn back, کھلنا to open, کھولنا to cause to open, چرنا to tear or be rent, چیرنا to cause to tear, or be rent, مرنا to die, مارنا to kill, کنہڑنا to (be) scatter(ed), کنہیڑنا to be scattered, to spread or scatter, نکلنا to come out, نکالنا to take out, گڑنا to be fixed, گاڑنا to fix, جھڑنا to fall or drop off, جھاڑنا to throw also to brush, کٹنا to be cut or wounded, کاٹنا to cut or slay, دبنا to be pressed, دابنا to squeez or press, چھدنا to be pierced, چھیدنا to pierce, لٹنا to be spoiled, لوٹنا to plunder or lay waste,[225] سنتا to glue or stitch together.

And the roots of these Neuters followed by the verb جانا, 'to go' still bear the same sense, as مرنا to die, مر جانا to die, مر گیا the same as موا dead.

Transitives are also derived from Neuters of another form as پھٹنا to be torn, پھاڑنا to tear, چھوٹنا to go off, چھوڑنا to let or leave off, ٹوٹنا to be broken, توڑنا to break or pluck as a flower. An exception to the rule is جتنا[226] ، جوڑنا to be joined and not to make to join which is expressed by جوڑاونا ، جتاونا.

[Page 93] It is used instead of the Imperative when compiled with a conjunction as جا کے لے آؤ 'Go to bring or having gone, bring', what the Latin and English usually express by a participle present is signified in this language by the Perfect Participle as correspondingly to the answering said which is thus rendered thus in the Hindostani جواب دیکر کہا having given an answer he said. It is used adverbiably as کام ٹھہرا کے کرو having considered, do it or work with consideration or considerably. سچ for سچ کر کے بوجنا to think truly, that is to believe بہتر کر بوجنا to think better i e. to prefer contractions such as the following occur in the construction of other words, as آپہونچا for آ کے پہونچا arrived here جا پہونچا for جا کے پہونچا arrived there etc. etc.

————

The future of the Infinitive as in the (?) declined e.g. لینگے ، لیگا "to be about to accept" in the plural it terminates in ے and یاں.

The Passive

According to some is composed from ہونا 'to be' or 'to become' and کرنا 'to do', others determine it to be formed by جانا 'to be' and 'to go' making in the Perfect گیا 'been or gone' united to the participle past is لکھنا 'to write', لکھا جانا 'to be written', لکھا جاتا ہے 'is written', لکھا گیا 'was written', لکھا گیا ہے 'has been written', لکھا جائے be written.

[Page 94]

Of Irregular Verbs

There are only four e.g. (1) in جانا 'to go'. (2) کرنا 'to do' as کر کے ، کر کر 'having done', کیجیے for, 222 کرے 'pray do,' مرنا 'to die', as 223سوا ہوا ; "has been, or is dead", مرتا ہے 'dies'; 'let him die' and thirdly کھانا 'to eat', as کھاتا ہے 'eateth', کھایا 'ate', or 'eaten'; but this last seems subject to the rule as the following verbs whose irregularity is only occasioned by connecting ا or وا into the softer syllable یا as :

Infinitive		Perfect		(Irregular) Perfect
دھونا	To wash	دھوا	Washed	دھویا
سونا	To sleep	سوا	Slept	سویا
کھونا	To lose	کھوا	Lost	کھویا
رونا	To weep	روا	Wept	رویا
ڈھونا	To carry	ڈھوا	Carried	ڈھویا
ٹونا	To grope	ٹوا	Groped	ٹویا

'دوہنا' 'To milk' is regular, making its perfect دوہا 'Milked'.

All other verbs are inflected according to the preceding paradigm of the verb دینا 'to give'.

[Page 95 is blank]

[Page 91] In the Past

The Masculine of the First person singular is یا the Feminine ی. The terminations of the other persons singular are ے, Masculine and ی Feminine. In the plural all the three persons masculine end in یے and the Feminine یاں.

Of the Future

The Masculine singular in the first person is یاؤنگا the Feminine یاؤنگی. The second person masculine is یویگا the Feminine یویگی. Through all the persons plural the Masculine is یوینگے and the Feminine یوینگیاں.

———

The participle present (against the first termination) is the Agent and when used adjectively is formed by والا and ہارا thus دینے والا Giving. Feminine دینے والی.

But when originally (?) taken they are declined like Noun as دینے والوں ، دینے والیاں ، دینے ہارا ، and its cases are not in such frequent use.

The Participle Past

Is used adjectively as before observed when the participle past of ہونا is united to it.

From the participle past and the verb کرنا 'to do' are formed other verbs but nothing (?) different in it from its original meaning thus کھانا to eat, کرنا to do, کھایا کرتا تھا 'was eating or did eat'.

———

[Page 92] When contrasted so that it means the appearance of an Infinitive destitute (?) of its characteristic sign, or of an Imperative Singulars in that case it specifies an action and has something peculiar in its application as اس کم کے لیے فئدہ ہوگا 'will be a profit by doing this business or it will profit to do this business. And also حکمت کے چابک بن مارے بدن کا سر کش گھوڑا سیدھا نہیں ہوتا ہے 'without the stroke of a whip an unruly horse is not managed' ہمارے حکم بغیر تیں کیوں دیا ہے why did you give it without my permission ? جو ایک تیر کہ تیر انداز کی شست سے چھوٹتا ہے سر کے پٹک اور افسوس کہد کے وہ تیر نہیں پھرتا ہے[221] when an arrow is shot from the hand of the shooter that arrow does not return by the nod of the head or by lamenting for it.

The Participle Perfect

Or compounded دیکر ، دیکو 'Having given' is in perpetual use as in the following examples.

It supplies the place of a future subjunctive as اوس کتاب کو پڑھ کے تم اور کتاب پڑھنے کو سیکھوگے having read or when you shall have read that book you will be able to read others.

SECTION II

of the Formation of Modes and Times

Verbs are of two kinds, Verbal and Nominal. Those I call verbal which are simple and original and not compounded from any Noun. Nominal are such as are composed from Nouns and some are of Auxiliaries as رہنا to be, ہونا to become, کرنا to do, دینا to give, as آرام سوں رہنا to be well, بھوک سوں رہنا to fast, قدرت سوں ہونا to be powerful, مضبوط ہونا to be strong, پاک ہونا to be pure or purified, اوپر ہونا to be exalted, انصاف کرنا to judge or to do justice, مصلحت کرنا to consult or to form council, تعریف کرنا to affirm also to praise, تعلیم دینا to teach, عقل دینا to admonish, پیرا دینا to beseige.

The derivation of the Modes and Tenses will not be found difficult to those who attend to the preceeding sections.

[Page 90] **The Infinitive**

Always terminates in نا as لینا to take. As in English it is united to or governed by another verb but in this case its terminating syllable is changed from نا to ے thus ہم دینے نہیں سکتا[219] I cannot give.

Sometimes the termination is wholly omitted as ہم دے سکتا نہیں[220]. It admits also of declination in the manner of Nouns to correspond to the English substantives which are usually the Derivations in English. As نیکی کا کرنا the doing of good, نیکی کے کرنیکا of the doing of good, نیکی کے کرنے سوں in the doing of good etc.

And these kind of cases answer in some measure to the Latin Gerunds or Supines (?) as لاونیکوں گئے ہیں they are gone for to bring, ہاتھ دھونے کا پانی water for washing hands.

It supplies also the place of this subjunctive Mode. As ہمارے آونے تک رہو stay till I come or till my coming.

The Present Tense

Ends in تا as لیتا I take, which is also the Masculine termination of the three persons singulars. The plural termination of the same person is تے. The termination of the Masculine plural is تے and that of the Feminine plural تیاں.

Caution your children lest they tell lies.

بجے جھوٹ نہیں بولے سکا[215] منع کرو ۔

Let the gate be shut lest the thieves steal.

چوراں نہیں چورائے سکا دروازے بند کرنا ۔

[Page 88]

Example in تو If

If they give him not money the shop can be . . . .

انو پیسے نہیں دیتو کرنیکا کیا ۔

If she had not dressed her rice then she must have starved.

او تو کھانا نہیں پکوُتا بھوک سوں رہنا ۔

If men not became Believers then it will be bad for them.

آدمیاں نہیں اعتبار کیے تو خراب ہوینگے ۔

If your brother came then it is well.

بھائی آیا تو خوب ہے ۔

If his father forgive then it will be joy to all.

باپ معاف کیے تو سارونکو خوشوقت رہیگا ۔

If I do my business today then it will be finished.

سہیں[216] میرا کام آج کیا تو آخر ہوویگا ۔

Example in توبھی Although, yet

Although a liar swears yet do not believe him.

جھوٹا سوگند کھایا تو بھی امان[217] (ایمان) نا لایا ۔

Although the wretched laugh yet he has no joy.

فکرمند مسکرائے تو بھی اوسکوں خوشوقتی نہیں ۔

Tho (though) rain fell yet is not grain cheaper.

[218]سہوں پڑا تو بھی اناج سستا کرنیکا نہیں ۔

[Page 89] Tho (though) : a good man may be poor yet he is not unfortunate.

خوب آدمی بیکاری ہو رہ تو بھی بدبخت نہیں ۔

Tho (though) a pious man die yet does he live.

اولیا مر گئے تو بھی جیو سوں ہیں ۔

Though the wicked . . . may yet the deity accepts not his petition.

حرامی عاجزی کیے تو بھی خاوند اوسے قبول کرتے نہیں ۔

From the above examples however stated the easiest one that to conjugate the verbs, is pointed out for the termination of the Present, Past and Future Tenses only need to be attended, the rest succeed in a natural order. The indicative is the only real properly in use.

The particles employed to constitute subjunctive mood are ککو ، لگ ، سکا ، تو ، توبھی.

Example in ککو that

We know that he came	او [208]آئے ککو ہمی سمجھے ۔
I have heard that she (has) given	اونے دے ککو مہیں سنیا ۔
Many one say that he is dead	اون مر گئے ککو ساریاں آدمیاں کہے ۔
My father told me that my younger brother was run away	چھوٹا بڈائی بھاگ گیا ککو ہمارا باپ ہمکوں معلوم کیے ۔
I have just now heard that your sister was yesterday married	تیری بہنکوں کل بہا ہوا ککو اب سنتا ہوں ۔

Example in لگ[209] until

I shall stay here till he came	اون آئے لگ مہیں یہاں رہونگا ۔
There will be war in the country while the Marattas are here	مرہٹا کے لگ اس ملک میں لڑائیاں رہینگی ۔
[Page 87] The Begger will wait while the rich man pays him	دولتمند بھیک دے لگ بھکاری کھڑا رہیگا ۔
I will follow my mother till I see her.	[210]میری مانکوں دیکھے لگ اوسکے پس چلونگا ۔
She will remain a virgin till she die.	[211]اون مرتے لگ ان بیائی رہیگی ۔
The subjects are in expectation till the king command.	پادشاہ فرمانے لگ تھے کا ناداراں (ٹھکانہ داراں) امید سوں رہتا ہے ۔

Example in سکا Lest

Let us be careful lest we commit sin.	ہمیں گناہاں نہیں کی سکا ہمنا کوچ[212] نگہبانی کرینگی او ۔
Caution him lest he tell this.	اورے نہیں کہے سکا اوسے بول ۔
Take care lest any impure person came near me.	ناپاک منڈ[213] میرے نزدیک نہیں آئے سکا دیک ۔
Take care lest he fall into the ditch.	اون گڑھے[214] میں نہیں گرے سکا دیکا ہو ۔

Ye, they caused to wash	دهولائیں		Thou causedst, He caused to wash	دهولایا	

Future

We shall cause to wash	دهولاوینگے	Masc.	I shall cause to wash	دهولاؤنگا	Masc.
	دهولاوینگیاں	Fem.		دهولاؤنگی	Fem.
Ye, they shall cause to wash	دهولاوینگے		Thou shalt cause to wash	دهولاویگا	
			He shall cause to wash	دهولاویگا	

Imperative

Cause ye to wash	دهولاؤ	Cause thou to wash	دهولا

Participle

Future		Present	
About to make to wash	دهولاونیکا	Making to wash	دهولاؤکو

Gerunds

For making to wash	دهولانے کے واستے (واسطے)	To the making to wash	دهولانیکوں
That it make to wash	دهولاونے دیو	I am making to wash	دهولاونے میں

Subjunctive

[Page 86] · Lest it make to wash نادهولاۓ سکا

Subjunctive

Lest it produced تا کرائے سکا

Infinitive دهونا To cause to wash

Present

Plural			Singular		
We cause to wash	دهولاوتیں[207]	Masc.	I cause to wash	دهولاتا	Masc.
	دهولاوتیاں	Fem.		دعولاتی	Fem.
Ye, They cause to wash	دهولاوتیں		Thou cause, He causes to wash	دهولاتا	

[Page 85]

Present

Plural			Singular		
We are causing to wash ہیں	دهولاوتے	Masc.	I am causing to wash ہوں	دهولاوتا	Masc.
	دهولاوتیاں	Fem.		دهولاوتی	Fem.
			Thou art causing to wash	دهولاوتا ہے	
			He is causing to wash	دهولاوتا ہے	

Past

Plural			Singular		
We caused to wash	دهولائیں	Masc.	I caused to wash	دهولایا	Masc.
	دهولائیاں	Fem.		دهولائی	Fem.

2nd Perfect

We have produced	کراوتے تھے	Masc.	I have produced	206 کراوتا تھا	Masc.
	کراوتی تھیاں	Fem.		کراوتی تھی	Fem.
Ye, They have produced	کراوتے تھے		Thou have, he has produced	کراوتا تھا	

[Page 84]

Future

Plural			Singular		
We shall produce	کراویں گے	Masc.	I shall produce	کراونگا	Masc.
	کراوینگاں	Fem.		کراونگی	Fem.
Ye, They shall produce	کراویں گے		Thou shall produce	کراویگا	Masc.
				کراویگی	Fem.
			He shall produce	کراویگا	

Imperative

Produce Ye	کراؤ	Produce thou	کرا

Participle

Future		Present	
About to produce	کراونے کا	Producing	کراو کے

Gerunds

For or have producing	کراونے کے واسطے	To the producing	کراونیکوں
That it produce	کراونے دیو	In producing	کراونے میے

Gerunds

In building	بنتا ہونے میں	To be, about to be built	بنتا ہونیکوں
May be built	بنتا ہونے دیو	For to be built	بنتا ہونے کے واسطے

Subjunctive

Lest it be built — نہیں بنتا ہونے سکا

Infinitive کراونا[205] To cause to do, 'To produce'

Present

Plural				Singular	
We produce	کراتے	Masc.	I produce	کراتا	Masc.
	کراتیاں	Fem.		کراتی	Fem.
Ye, they, produce	کراتے		Thou produce	کراتا	

Present Compounded

Plural				Singular	
We are producing	کراتے ہیں	Masc.	I am producing	کراتا ہوں	Masc.
	کراتیاں ہیں	Fem.		کراتی ہوں	Fem.
Ye, They, are producing	کراتے ہیں		Thou art, he is, producing	کراتا ہے	

1st Perfect

Plural				Singular	
We produced	کرائے	Masc.	I produced	کرایا	Masc.
	کرایاں	Fem.	Thou producedst	کرائی	Fem.
Ye, They, produced	کرائے		He produced	کرایا	

Subjunctive

Lest he come تا آئے سکا

Infinitive بنتا ہوتا To be built Passive

Present

Plural			Singular
We, Ye, They are built	بنتا ہوتے ہیں	I am built	بنتا ہوتا ہوں
Thou art, He is built			بنتا ہوتا ہے

1st Perfect

I have, Thou hast, He has been built بنتا ہوا

We, Ye, They have been built. بنتا ہوئے

2nd Perfect

We, Ye, They have been built.	بنتا ہوئے تھے	I have, Thou hast, He has been built.	بنتا ہوتا تھا

Future

We, Ye, They shall be built	بنتا ہوینگے	I, thou, he shall be built.	بنتا ہویگا

Imperative

Be ye built	بنتا ہو	Be thou built	بنتا ہو

Participle

Future		Passive	
To be built	بنتا ہونے کا	Built	بنتا ہو کو

Past

Urdu		English	Urdu		English
آیا	Masc.	I came or have come	آئے	Masc.	We came or have come
آئی	Fem.		آئیاں	Fem.	
آیا		Thou comest	آئے		Ye came
آیا		He came	آئے		They came

Future

Urdu		English	Urdu		English
آؤنگا	Masc.	I shall come	آوینگے	Masc.	We shall come
آؤنگی	Fem.		آوینگیاں	Fem.	
آویگا	Masc.	Thou shall come	آوینگے		Ye shall come
آویگی	Fem.				
آویگا		H eshall come	آوینگے		They shall come

Imperative

آؤ	Come thou	آؤ	Come ye

[Page 82]

Participle

Present		Future	
آ کو[204]	Coming	آنے کا	About to come

Gerunds

آنیکوں	To coming	آنے دیو	That they come
آنے سے	In coming	آنے کے واسطے	For coming or For to come

Imperative

Do ye	کرو	Do thou	کر

Participle

Future			Present
To be done	کرنے کا	Doing	کر کو

Gerunds

That it be done	...	To doing	کرنے کوں
For to do	کرنے کے واسطے	In doing	کرنے سے

Subjunctive

(lest) it be done ‏تا کر سکا

[Page 81] Infinitive آوتا To come[203]

Present

Plural				Singular	
We come	آوتے	Masc.	I come	آوتا	Masc.
	آوتیاں	Fem.		آوتی	Fem.
Ye come	آوتے		Thou comst	آوتا	
They come	آوتے		He comes	آوتا	

Present Compounded

We are coming	آوتے ہیں	Masc.	I am coming	آوتا ہوں	Masc.
	آوتیاں ہیں	Fem.		آوتی ہوں	Fem.
Ye are coming	آوتے ہیں		Thou are coming	آوتا ہے	
They are coming	آوتے ہیں		He is coming	آوتا ہے	

1st Perfect

Plural			Singular		
We did	ہمیں کرے	Masc.	I did	سہیں[201] کریا	Masc.
	ہمیں کریاں	Fem.		سہیں کرے	Fem.
Ye did	تومی کرے		Thou didst	توں کریا	
They did	اونو کرے		He did	او کریا	

2nd Perfect

Plural			Singular		
We have done	ہمیں کییے[202]	Masc.	I have done	میں کییا	Masc.
	ہمیں کییاں	Fem.		میں کی	Fem.
Ye have done	تومی کییے		Thou hast done	توں کییا	
They have done	اونو کییے		He has done	اوں کییا	

Future

Plural			Singular		
We shall do	ہمیں کرزیں گے	Mase.	I shall do	میں کروں گا	Masc.
	ہمیں کرینگیاں	Fem.		میں کروں گی	Fem.
Ye shall do	تومی کریں گے		Thou shall do	توں کرے گا	Masc.
				توں کرے گی	Fem.
They shall do	اونو کریں گے		He shall do	اوں کرے گا	

Imperative

Become ye	ہوؤ[197]	Become	ہو

Participles

Future		Present	
About to be	ہونے کا	Existig becoming	ہو گو[198]

Gerunds

Cause to become	ہونے دیو	Towards becoming	ہونیکوں
[199]For becoming	ہونے کے واسطے	In becoming	ہونے سے

Subjunctive

Lest it become ناہوی سکا[200]

Infinitive کرنا To do

Present

Plural			Singular		
We dc	ہمیں کرتے / کرتیاں	Masc. / Fem.	I do	میں کرتا / کرتی	Masc. / Fem:
Ye do	تومی کرتے		Thou dost	توں کرتا	
They do	اونو کرتے		He dost	اوں کرتا	

Subjunctive

[194]Lest it be   تا رہی سکا

No : There is a single present Tense without any auxiliary or pronoun.

We are   رہے   I am   رہا

Conjugation of ہوتا To be come

Plural		Present		Singular	
We become	ہمیں ہوتے ہیں	Masc.	I become	میں ہوتا ہوں	Masc.
	ہمیں ہوتیاں ہیں	Fem.		میں ہوتی ہوں	Fem.
Ye become	توں ہوتے ہیں[195]				
They become	اونو ہوتے ہیں		He becomes	اون ہوتا ہے	

		Past			
[Page 79]					
We became	ہوئے	Masc.	I became	ہوا	Masc.
	ہویاں	Fem.		ہوئی	Fem.
We have become	ہوتے تھے	Masc.	I have become	ہوتا تھا	Masc.
	ہوتی تھیاں	Fem.		ہوتی تھی	Fem.

		Future			
They shall become	ہونگے	Masc.	I shall become	ہووں گا	Masc.
	ہونگیاں[196]	Fem.		ہونگی	Fem.
			He shall become	ہوگا	Masc.
				ہوگی	Fem.

Past Tense

[192]Plural			Singular		
We were	ہمیں تھے / تھیاں	Masc. / Fem.	I was	میں تھا / تھی	Masc. / Fem.
Ye were	تومی تھے		Thou wast	توں تھا	
They were	اونو تھے		He was	اوں تھا	

Future

Plural			Singular		
We shall or will be	ہمیں رہیں گے / رہیں گیاں	Masc. / Fem.	I shall or will be	میں رہونگا / رہونگی	Masc. / Fem.
Ye shall or will be	تومی رہیں گے		Thou shall or will be	توں رہیگا / رہیگی	
Thy shall or will be	اونو رہیں گے				

Imperative

Be ye	رہو	Be	رہ

Participles

Future		Present	
About to be	رہینگا[193]	Being	رہو

Gerunds

That it might be	رہنے دیو		
Because of or for being	رہنے کے واسطے	In being	رہنے میں

[188]Gerunds

That it may be given	دینے دیو	To giving	دینیکوں
For to give	دینے کے واسطے	In giving	دینیمے

Subjunctive

Lest it may be given — 189 تا دے سکا

Agreeably to the preceeding Inflection of the verb دینا 'To give' are all other verbs conjugated except a [Page 77] few one of which kind there in are not perhaps above four or five in the Hindostani language.

Conjugation of the verb Personal رہنا

Present Tense

Plural					Singular		
We are	ہیں[187]	رہتے / رہتیاں	ہمیں / ہمارا	Masc. / Fem.	I am ہوں رہتا / رہتی	میں	Masc. / Fem.
Ye are	رہتے ہے		تومی / تمانرا			تیں رہتا ہے[190]	
They are	رہتے ہے		اونو / اونکا			وہ رہتا ہے	

It may not in this place be improper to remark that the pronouns میں ، ہم all signifying first person تم ، تیں ، توں the second persons and اونی ، وے ، وہ ، او of the third person also ہمیں ، ہموں ، ہمارا we, the first person تومی ، تمھوں ، تمھارا ye, second person اونو ، اونیاں ، اونوکا They, of the Third person plural are used indiscriminately with the limitation however of [number and gender] for each other, each being shieled respecting to the conjugation of its proper number and persons in the conjugation of the several verbs.[191]

[184]Imperative Mood

Negatively		Give thou	وہ دیو
Do not give { دے / دیو } مت		Pray give	دیجیے
		Let him give	اوسکو دینے دیے

The number and gender of the persons of the imperative mode are simplified by the use of the Ist Future.

Besides the tenses formed by ہے and تھا and others are frequently composed by the verb ہونا and رہنا

If I be having given — جو دیتا ہوتا میں

If I have given — جو دیا ہوتا میں

[Page 76] دیتا ہوگا shall or will be giving for shall or will give or with conjunctions as [185]کہ تم دیتا رہو گے that you would give.

It has been observed that ہونا 'To be or to become' assists in forming the passive but it is doubted whether that [?] be thus constituted. The participle passive however of the verbs substantive ? to the past participle of other verbs is an usual constitution enough as in the following Instances :

موم کا بنا ہوا چو گوشہ تخت پر بیٹھا ہے 'He sateth on a square throne made of wax' خوب سیکھا ہوا آدمی 'A well read man.' فارسی حروف کی لکھی ہوئی ہندی کتاب کو 'To a Hindy book written in Persian characters' یہ ہمارا لکھا ہوا ہے 'This is written by me or this is my writing. [186]تھوڑا دانا اُس کبوتر کے سامنے کھنڈایا ہوا تھا 'A little corn lay spread before the pigeon. That is naturally of itself and not passively from the action of another for the same sense is expressed by کھنڈایا تھا 'was spread'.

Future		Participle		Present
To be given	[187]دینکا		Giving	دینے کو

[181]Ist Future Tense

Plural				Singular		
We shall give	دیویں / دیبے	ہمارا	Masc. Fem.	I shall give	میں دوں	Masc Fem
Ye shall give		تمانرا دے		Thou shall give	توں دے	
They shall give		اونکا دے		He shall give	وہ دے	

This Tense is not before intimated, answers with conjunctions to the present of the subjunctive as جو دوں میں تو مجکو شاباش کہیں 'If I give them shall they paise me', But جو and جب are sometimes omitted and the verb followed by تو or تب only, as میں آؤں تو دوں میں 'If I come, I shall give 'or جاؤں تب خبر دوں میں 'When I go I shall give notice'.

[182]Ist Future

Plural				Singular			
We will give	دوینگے ، دینگے	ہمارا	Masc.	I shall give	دونگا	میں	Masc.
	دوینگیاں ، دینگیاں		Fem.		دونگی		Fem.
Ye will give	دیو گے	تومانرا	Masc.	Thou will give	دویگا ، دیگا	تم	Masc.
	دیو گیاں		Fem.		دویگی ، دیگی		Fem.
They will give	دوینگے ، دینگے	اونو کا	Masc.	He will give	دونگا ، دیگا	وہ	Masc.
	دوینگیاں ، دینگیاں		Fem.		دویگی ، دیگی		Fem.

[183]Honourable Singular

I will give	دیونگے ، دینگے	ہم
Thou will give	دو گے ، دونگے	تیں
He will give	دوینگے ، دینگے	وے

You have given	ہے دیے / دیاں	تومانرا	Masc. / Fem.	Thou hast given	تو دیا ہے	
They have given	ہے دیے / دیاں	اونکا	Masc. / Fem.	He has or hast given.	وہ دیا ہے	

Honourable singular

I have given ہم دیے ہے

Plus——————Perfections on Time more than perfects

Plural					Singular	
We had given	تھے[177] دیے / دیاں	ہمارا	Masc. / Fem.	I had given	تھا / تھی دیا / دیی میں	Masc. / Fem.
Ye had given	تومانرا دیے تھے			Thou hadst given	تم دیا تھے	
They had given	اونکا دیے تھے			He had given	وہ دیا تھے	

Honourable Singulars

I had given ہم دیا تھے[178]

تھا 'was' makes 'تھیاں' 'were', in the plural Tense 'were' when used above as رنڈیاں ہواں[179] نہیاں ، 'The women were there.'

[180]An explitive نے is added to a person in either numbers governing a past tense and is constrained with a verb. The singular as صاحب نے کہا ہے 'Master has said' خدا نے حکم دیا ہے 'God has ordered.' حکیموں نے کہا ہے 'The wisemen have said'. Without the explitive the verbs must be in command with the substantive as صاحب دیے ہیں 'Master has given' حکیموں نے کہے ہیں 'Wisemen have said'. This نے does not assimilate with the present and Future Tense.

The rest of the Inflections of this tense are the same as those of the 1st person through ending other persons and in each number.

———

To this tense are joined also such particles as جو 'If' and 'جب' when and they serve to express the Imperfect of the subjunctive moods as :

جو سب آدمی ایک اتفاق ہوتے تو بھی ایک بات زبوں نہیں نکال سکتے تھے -

"If all men were of one opinion they would not then be able to find out one mind wrong in". And in general by conjunctions added to this and the other tenses of the indicative moods, particularly to the first future, are formed the tenses of the other Moods which may be observed like wise. That these conjunctions as in the preceding examples uniting similar tenses.

———

[175] 1st Perfect Tense

Plural				Singular		
We gave	ہم { دیے / دیاں }	Masc. / Fem.	I gave	میں { دیا / دیی }	Masc. / Fem.
Ye gave	تم دیے		Thou gave	تو دیا	
They gave	اونوں دیے		He gave	وہ دیا	

2nd Perfect

Plural				Singular	
We have given	ہمارا { دیے / دیاں } ہے[176]	Masc. / Fem.	I have given	میں { دیا / دیی } ہوں	Masc. / Fem.

Honourable Singulars

I give.	ہم دیتے ہیں
Thou givest.	تم دیتے ہو
He gives	وی دیتے ہی[172]

The present tense is used variously first with conjugating particles, Thus جو دیتا 'If he gives' or should give.

Secondly as in the following example by substituting the post particle as ، باز کا بچہ زمین پر نہیں گرتے جنگل میں پکڑا ہے . "The young hawk not having fallen, he has caught it in the woods."

Thirdly. By implying the participle present as :

ملت دلت کھوندے کے کنار میں پہونچا
[173] گرت پڑت دوپہر کے وقت اپنے کھوندے کے نزدیک آ پہونچا

[Stumbling and falling it arrived about noon near its own (post).]

The names of persons of conditional duality in the singular numbers are united to this honourable singular thus صاحب دیتے ہیں Master gives.

The plural faminine is considered by its termination آپ governs a third person honourable as آپ دیتے ہیں you give.

These are rules applicable to all the Tenses.

Imperfect Tense

Plural					Singular		
We did give or were given	تھے[174]	دیتے / دیتیاں	ہمارا	Masc. / Fem.	I did give or was giving	دیتا تھا / دیتی تھی	میں	Masc. / Fem.

Honourable Singulars

I did give or was giving. ہم دیتے تھے ۔

———

SECTION IV

[Page 71]

OF THE VERBS

Verbs in the Hindostani Language are conjugated by one general rule. They admit but of three modes. The infinitive, the indicative, and the Imperative—for the subjunctive are framed from the other modes with the addition of some conjunctive particle ; and of three Times or Tenses only—the present, the past and the future [168]*uncompounded* ; and because they adopt the gender in their conjugations and after the (*declension*) *of the Arabian* [169]*Language*, they may be said also to be declined by the application of certain particles. They are thus inflected in one and the following paradigms will show.

Division Ist of the conjugation of the Infinitive دینا To give.

Present Tense

Plural			Singular		
We give	دیتے	Masc.	I give	دیتا	Masc.
	[170]دیتیاں	Fem.		دیتی	Fem.
Ye give	دیتیں		Thou givest	دیتا	Indi-finite
They give	دیتیں		He gives	دیتا	
We are giving [171]ہے	دیتے ہمارا	Masc.	I am giving	میں دیتا ہوں	Difi-nite.
	دیتیاں	Fem.	Thou are giving	توں دیتی ہے	
You are giving	تومانرا دیتی ہے		He is giving	وہ دیتے ہے	
They are giving	اونو کا دیتے ہے				

Relative

Who	کون	Nom	Who	کین	Nom
of whom, whose	166کون کا ، کون کی	Gen.	of whom, whose	کین کا	Gen.
To whom, whom	کون کوں	Dat. and Acc.	To whom, whose	کین کوں	Dat. and Acc.
From whom	کون سے	Abl.	From whom	کین سے	Abl.

جو Who, which, That کوئی ، تو you who 167کوئی ، تس whoever جو کچھ whoseever کسی ، کوئی Anyone, Anybody کسی کا نہیں ، کوئی نہیں No one ، nobody کچھ some, Any کچھ نہیں No, None, are all declined much after the like manner.

کیا signifies what, and کیتا ، کیتی what.

[Page 70]

	Plural (جمع)			Singular (واحد)	
Who, which What people	کن لوگ ، کس لوگ کن سب ، کس سب	Nom	Who, what, which	کن کس	Nom
Whose of whom	کن لوگ کا، کس لوگ کا کن سب کا ، کس سب کا	Gen.	of whom, whose, of what	کس کا ، کن کا	Gen.
To whom whom which	کن لوگ کوں ، کس لوگ کو کن سب کو ، کس سب کو	Dat. and Acc.	To whom, To what, whom, what	کس کو ، کن کو کسکی (کس کے)	Dat. and Acc.
From whom From which	کن لوگ سے ، کس لوگ سے کن سب سے ، کس سب سے	Abl.	From whom, From what	کسی ، کس نے ، کسمی (کس سے)	Abl.

Plural				Singular	
of these	این لوگ ، کاری سب کا تنهون کا ، تن لوگ کا	Gen.	of this	اس کا ، اس کی ، تس کا ، تنکا	Gen.
To these, These	ایس لوگ کون ، ایسے سب کون تنهون کون ، تن لوگ کون	Dat. and Acc.	To this, This	ایسی ، ایسکون ، تسکون ، تنکو[162]	Dat. and Acc.
From these	تنهوتسے ، این سب سے تن لوگ سے	Abl.	From this	تسے ، تنسے ، ایسمے	Abl.
[Page 69]					
Anyone	کوئی[163]	Nom	That	اوس ، او	Nom
of Anyone	کوئی[164] ، کوئی کی	Gen.	of That	اوس کا ، اوسی کے	Gen.
To anyone Anyone	کوئی کو	Dat. and Acc.	To That That	اوسکون اوسے	Dat. and Acc.
From anyone	کوئی سے	Abl.	From that	اوسمے ، اوسے	Abl.
Everyone	ایکایک[165]	Nom	One	ایک	Nom
of everyone	ایک کا ایک	Gen.	of one	ایک کا ، ایک کی	Gen.
To everyone everyone	ایک کو ایک	Dat. and Acc.	To one, one	ایک کو	Dat. and Acc.
From everyone	ایکایک سے	Abl.	From one	ایک سے	Abl.

Plural				Singular	
Themselves	[156]اپنیاں	Nom	He, Himself	آپ	Nom
of Themselves	اپنیاں کا[157]	Gen.	Own, of himself	آپ کا ، اپنا	Gen.
To themselves, themselves	اپنیاں کوں	Dat. and Acc.	To himself, Himself	آپ کو اپنے تیں ، آپ کے تیں	Dat. and Acc.
From themselves	اپنیاں سے	Abl.	From himself	اپسے ، اپستے ، اپسوں	Abl.

Themselves	اپنیاں	Nom	He, Himself	اپی	Nom
of Themselves	اپنیاں کا	Gen.	Own, of himself	اپنے کا	Gen.
To Themselves, Themselves	اپنیاں کو	Dat. and Acc.	To himself, herself	اپنے کو	Dat. and Acc.
From themselves	اپنیاں سے	Abl.	From himself	اپنے سے	Abl.

[158]آپ Is not frequently joined to میں or to those persons governing a Noun singular, but ہم آپ myself تم آپ Thou Thyself وے آپ He himself are common.

Nevertheless اپنا is construed with any person : thus میں اپنے ہات سے لکھا[159] I wrote with my own hand—speaking politely اپنا is used instead of تمھارا yours and آپ instead تم Thou.

Demonstration

Plural				Singular	
These	[160]ایس سب ، اے لوگ تنہوں[161] ، تس لوگ	Nom	This	ایس ، اے ، تس ، تن	Nom

Plural			Singular		
They	اونونکا 155وے سب ، وے لوگ	Nom	He, she, It	وہ ، وے	Nom
of their, to theirs, Theirs	وہ سب کا ، وے سب کا	Gen.	His, Hers, Its	ووسکا	Gen.
To Them, Them	وے سب کو ، وے سب کے تیں	Dat. and Acc.	To him, To her, To it, Him, Her, It	اوس ، اوس کیتیں ، اوسکو	Dat. and Acc.
From them	وہ سب سے ، وے سب سے	Abl.	From him, her, It.	اوسے	Abl.
They all, Those	وے سب ، وے لوگ ، وے سب ، اونوں	Nom	He, she, It, also That	سو ، تو ، وہ ، وے ، وس تس ، اون	Nom
of them, of those	وہ سب کا ، اونہوں کا	Gen.	of her, of that, Thats	اوسکا ، تسکا ، اونکا	Gen.
To Them, to those, those	وہ سب کو ، وہ سبکیتیں ، اونہوں کو ، اونہونکیتیں	Dat. and Acc.	To him, To that, That	اوسکو ، اوسکیتیں انکو ، اونکیتیں	Dat. and Acc.
From them, From those	وہ سب سے ، اونہوں سے	Abl.	From him, From that	اوسی ، تسے ، اوسے	Abl.

This very اس سے are, all اے سب ، اے لوگ ، ان ، اسے لوگ They, He, She, It وس ، ان ، ای ، او that very اوسے اوسے لوگ ، اسے سب ، اوسے سب.

Singular				Plural	
He (she)	اونے	Nom	They	[151]اونیاں	Nom
of her, her	اونیکا	Gen.	of them, theirs, their	اونی یاں کا	Gen.
To her, her	اونیکوں	Dat. and Acc.	To them, Them	اونی یاں کوں	Dat. and Acc.
From her	اونے سے	Abl.	From them	اونی یاں سے	Abl.

Plural				Singular	
They	[152]اینو	Nom	It	[153]این	Nom
of them, Theirs, Their	اینو کا	Gen.	of it	انکا	Gen.
To Them, Them	اینو کوں	Dat. and Acc.	To it, It	انکوں	Dat. and Acc.
From them	اینو سے	Abl.	From it	اینیمے	Abl.
They	اینیاں	Nom	She	[154]اینی	Nom
of them, Theirs, Their	اینیاں کا	Gen.	of her, Hers	اینکا	Gen.
To them, Them	اینیاں کوں	Dat. and Acc.	To her, her	اینکوں	Dat. and Acc.
From them	اینیاں سے	Abl.	From her	اینیمے	Abl.

Singular			Plural		
Thou	تون ، تین ، تم	Nom	You, ye	تومی ، تمھارا ، تمھون	Nom
of Thee,	تیرا ، تیری	Gen.	of you, yours	تمارے ، تمھون کا ، تماریاں	Gen.
Thy, Thine	تمھارا ، تجھ				
To Thee, Thee	تجھ کو ، تجکون ، تجے	Dat. and Acc.	To you, you	تمھون کون ، تمنا ، تمنا کون	Dat. or Acc.
From thee	تجھ سے ، تم سے ، 147تیرے سے	Abl.			
Within thee	تیرے بیچ میں		From you	تمھون سے	Abl.
The more honourable singular of Thou.			Within you	تمارے بیچ میں	
Thou	تم	Nom	No : تم ، تون ، تیں either of these may be used indiscriminately for each other and have exactly the same meanings.		
of Thee, Thin	148تومانرا ، تومانری	Gen.			
To thee, Thee	تمکون	Dat. and Acc.			
From thee	149تومانرا مے	Abl.			

He, (she)	او	Nom	They	150اونو	Nom
of him, his	اونکا	Gen.	of them, theirs, their	اونو کا	Gen.
To him, him	اونکون	Dat. and Acc.	To Them, Them	اونو کون	Dat. and Acc.
From him	اون مے	Abl.	From them	اونو مے	Abl.

SECTION III

OF PRONOUN

They are declined in the same manner as Nouns as :

PERSONALS

(Plural)			(Singular)		
We	[144]ہمیں ، ہموں ، ہمارا ، ہمیں سب ، ہم لوگ	Nom.	I	میں	Nom
Of us, our owns	ہموں کا ، ہم سب کا ، ہم لوگ کا		Of Me, Mine, My	میرا ، ہمارا ، میری	Gen.
To us us	[145]ہمنا کوں ، ہمنا ، ہموں کوں ، ہم سب کوں ، ہموں کے تئیں ، ہم سب کے تئیں	Gen.	To me, me	مجھے ، ہم کو ، مجکوں ، ہمیں مجکو	Dat.
		Dat. and Abl.	From Me	مجھ سے ، ہم سے ، میرے میں میریسوں ، میرے سوں	
From us	ہماریسے ، ہماریسوں ، ہموں سے ، ہم سب سے ہمارے سوں		For me	میرے واستے[146] (واسطے)	
			With me	میرے سات	
With us	ہمارے سات		At me, Near me	میرے نزدیک	
At, Near us	ہمارے نزدیک		By me	میرے ہاتسوں	
			In me	میرے اندر	
By us	ہمارے ہاتسوں		Above me	میرے اوپر	
Within us	ہمارے اندر				
Above us	ہمارے اوپر				

Note ; Many prepositions thus joined to form this ablative.

اکانواں ، یکپنواں	51
باونواں ، باہنواں	52
ترپن واں	53
چونواں ، چوپنواں	54
پچپنواں	55
چھپنواں	56
ستاونواں	57
اٹھاونواں	58
اونسٹواں	59
ساٹواں	60
اکسٹواں	61
باسٹواں	62
ترسٹواں	63
چوسٹواں [Page 63]	64
پین سٹواں	65
چھسٹواں	66
ست سٹواں	67
اٹھاسٹواں[140]	68
اونہترواں	69
سترواں	70
اکہترواں	71
باحترواں (باہترواں)[141]	72
تیہترواں	73
چوہترواں	74
پچھترواں	75
چہترواں	76
سترواں	77
اٹھترواں	78
اوناسیواں	79
اسیواں	80
اکاسیواں	81
براسیواں[142]	82
تراسیواں	83
چوراسیواں	84
پچاسیواں	85
چھاسیواں	86
ستاسیواں	87
اٹھاسیواں	88
اونانویواں	89
نویواں	90
اکانویواں	91
برانویواں[143]	92
ترانویواں	93
چورانویواں	94
پچانویواں	95
چھانویواں	96
ستانویواں	97
اٹھانویواں	98
نوانویواں	99
سواں	100
ہزارواں	1000
لاکواں	100000
کرورواں	10000000

The sigular number is joined in this language to numerals, as:

دو آدمی	Two Men	بہت آدمی	So many persons
کے آدمی	How many Men		

(Page 64 is Blank)

The Ordinal Numbers

پہلا	1st	چھبیسواں	26
دوسہرا	2nd	ستائیسواں	27
تیسرا	3	اٹھائیسواں	28
چوتھا	4th	اونتیسواں	29
پانچواں	5	تیسواں	30
چھٹواں[132]	6	اکتیسواں	31
ساتواں	7	بتیسواں	32
آٹھواں	8	تیتیسواں	33
نواں	9	چوتیسواں	34
دسواں	10th	پینتیسواں	35
اگاروں[133]	11	چھتیسواں	36
باروں	12	سینتیسواں	37
تیرواں	13	اٹتیسواں[134]	38
چودھواں	14	اونچالیسواں[135]	39
پندھرواں	15	چالیسواں	40
سولواں	16	اکچالیسواں ، اکتالیسواں[136]	41
سترواں	17	بیالیسواں	42
اٹھارواں	18	تیتالیسواں	43
اونیسواں	19	چوتالیسواں[137]	44
بیسواں	20	پیتالیسواں	45
اکیسواں	21	چھالیسواں	46
بائیسواں	22	سینتالیسواں	47
تیئیسواں	23	اٹتالیسواں[138]	48
چوبیسواں	24	انچاسواں[139]	49
پچیسواں	25	پچاسواں	50

46	چھیالیس / چھتالیس[121]	۴۶
47	سینتالیس	۴۷
48	اٹتالیس[122]	۴۸
49	اُنچاس[123]	۴۹
50	پچاس	۵۰
51	اکاون	۵۱
52	باون	۵۲
53	ترپن	۵۳
54	چون ، چوپن[124]	۵۴
55	پچپن	۵۵
56	چھپن	۵۶
57	ستاون	۵۷
58	اٹھاون	۵۸
59	اونسٹ	۵۹
60	ساٹ	۶۰
61	اکسٹ	۶۱
62	باسٹ	۶۲
63	ترسٹ[125]	۶۳
64	چوسٹ	۶۴
65	پین سٹ	۶۵
66	چھاسٹ	۶۶
67	ست سٹ[126]	۶۷
68	اڑسٹ[127]	۶۸
69	اونہتر	۶۹
70	ستر	۷۰
71	اکہتر	۷۱
72	بہتر	۷۲

73	تہتر	۷۳
74	چوہتر	۷۴
75	پچتر	۷۵
76	چھہتر	۷۶
77	ستہتر	۷۷
78	اٹھتر	۷۸
79	اوناسی	۷۹
80	اسی	۸۰
81	اکاسی	۸۱
82	براسی[128]	۸۲
83	تراسی	۸۳
84	چوراسی	۸۴
85	پچاسی	۸۵
86	چھاسی	۸۶
87	ستاسی	۸۷
88	اٹھاسی	۸۸
89	اونانوے[129]	۸۹
90	نوے	۹۰
91	اکانوے	۹۱
92	برانوے[130]	۹۲
93	ترانوے	۹۳
94	چورانوے	۹۴
95	پچانوے	۹۵
96	چھانوے	۹۶
97	ستانوے	۹۷
98	اٹھانوے	۹۸
99	نوانوی[131]	۹۹
100	سو	۱۰۰
1000	ہزار	۱۰۰۰
100000	لاکھ	۱۰۰۰۰۰
10000000	کروڑ	۱۰۰۰۰۰۰۰

Division of the Numbers

The Cardinal Numbers

1	ایک	۱
2	دو	۲
3	تین	۳
4	چار	۴
5	پانچ	۵
6	چھ	۶
7	سات	۷
8	آٹھ[116]	۸
9	نو	۹
10	دس	۱۰
11	اگارہ[117]	۱۱
12	بارہ	۱۲
13	تیرہ	۱۳
14	چودہ	۱۴
15	پندرہ	۱۵
16	سولہ	۱۶
17	سترہ	۱۷
18	اٹھارہ	۱۸
19	اونیس	۱۹
20	بیس	۲۰
21	اکیس	۲۱
22	بائیس	۲۲
23	تیئیس	۲۳
24	چوبیس	۲۴
25	پچیس	۲۵
26	چھبیس	۲۶
27	ستائیس	۲۷
28	اٹھائیس	۲۸
29	اونتیس	۲۹
30	تیس	۳۰
31	اکتیس	۳۱
32	بتیس	۳۲
33	تیتیس	۳۳
34	چوتیس	۳۴
35	پینتیس	۳۵
36	چھتیس	۳۶
37	سینتیس	۳۷
38	اٹتیس[118]	۳۸
39	اونتالیس اونچالیس[119]	۳۹
40	چالیس	۴۰
41	اکتالیس	۴۱
42	بیالیس	۴۲
43	تیتالیس	۴۳
44	چوالیس[120] چوتالیس	۴۴
45	پینتالیس	۴۵

Long	لمبا	Slow	آہستہ	...	...	(Sour)	کھٹا
Broad	چوڑا	Lean	دوبلہ	...	...	...	...
Double	دونو ، پیٹا[113]	Fat	موٹا	...	...	...	...
...	تحفہ	Slender	باریک	...	...	...	...
Narrow	تنگ	Dirty	میلا	Sick	کاہلا[114]	Ugly	خراب
Broad	کشادہ	Muddy	چھیلا	Well	بھلا	Great	بڑا
Naked	ننگا	...	...	Clean	صاف	Little	چھوٹا
...	...	...	...	Muddy	گدلا	(Sony)	بننا
Light	روشن	Strange	بیرانہ[115]	Old	بوڑھا	Dear	مہنگا
		Foreign	...				
Cloudy	غبار	Own	اپنا	Young	جوان	Cheap	سستا

By affixing the particle ہارا signifying (agent) ;

محنت ہارا	...	نیکی کرنے ہارا	...
ظلم کرنے ہارا	...	جھوٹ بولنے ہارا	...

By application of an Idiom expression of a prefixing signification, as :

[Page 59]

نیکی کرنا ہوا سو اون	...	نیکی کرنا ہوا سو اونے	...
تیہا کرنا ہوا سو پینا	...	تیز کرنا ہوا سو کلہاڑی	...

By application of particle (?) after the Arabic Idiom, as :

قدرت سوں ہے سو اللہ	Omnipatent Lord	قیاس سوں ہے سو قوم	...
انصاف سوں ہے سو کوتوال	Just judge	فکر سوں ہے سو حاصل والا	...

The Adjective ساری and سب signifying All are both prefixed and subjoined to substantive as they are also believed as (substantives) :

سب	All	سب کوں	All
ساری	all	ساریاں کوں	To all

A list of adjective in frequent use, as :

سفید110 / أجیالا	White	گرم	Hot	کڑوا	Bitter	گول	Round
لال	Red	ٹھنڈا	Cold			چوکھوٹا	Square
ہرا	Green	پورانی111	Old	نازک	Soft		
پیلا	Yellow	نیا	New	سخت	Hard		
نیلا	Blue	پاک	Pure				
سونلا112 / ابلق	Brown- / Grey	ناپاک	Impure	پکا	Ripe	مشہور-عام	Common
		اچھا ، خوب	Good	کچا	Unripe	تمام ، سارے ، سب	All
کالا	Black			سڑا	Rotten	ہلکا	Light
اونچا	High	بنوں ، بد	Bad	جلا	Swift	بھاری	Heavy
نیچا	Low	میٹھا	Sweet				

By prefixing the particles ہم and یک the signs of unity :

Sincere	ہمدم	Breath	دم
Similar	یکذات	Kind	ذات
(One hearted)	یکدل	Heart	دل
One colour	یکرنگ	Colour	رنگ
(United)	یک اتفاق	(Unity)	اتفاق

By affixing the particle خوار the sign of eating as :

(Bloody)	خون خوار	Blood	خون
...	کم خوار	Little	کم

[Page 58] By affixing the word زادہ signifying Born, as :

Legitimate	حلال زادہ	Lawful	حلال

By affixing the particle پوش the sign of covering, as :

Concealed	روپوش	Face	رو

By prefixing the signs of the Genetive case, as :

Self conceited man and a man of self conciet.	خوش پسندیکا آدمی ۔
Agreeable news or words of pleasing advice.	خوش خبریکی باتیں ۔

By affixing the particle ی to substantives, as :

Sick	آزاری	Sickness	آزار
(Greedy)	لالچی	(Greed)	لالچ
Natural	ذاتی	Nature	ذات

By application of the Demonstrative سو signifying that, and this ہے, as :

A bad servant	زبوں ہے سو چاکر109	A good servant	خوب ہے سو چاکر
A clerk	لکھتا سو کرانی	A stealing cat,	چور ہے سو بلی
A flying bird	اڑتا سو چڑیا	A running horse	دوڑتا سو گھوڑا
A swimming fish	تیرتی سو مچھی	A sleeping brother	سوتا سو بھائی

Malicious	کینه کش	Malice	کینه

By affixing the particle گو the sign of speaking as :

Crafty	غرض گو	Intention	غرض

By prefixing another Adjective خراب signifying Bad, as :

...	خراب حال	Condition	حال .

By prefixing the adjective بد signifying bad, as :

Wretched, Evil	بدکار	Work	کار
Mischivious	بد ذات	Kind	ذات
Unlucky	بد بخت	Fortune	بخت
Suspision	بد گمان	Opinion	گمان
(Obnoxious)	بد بوی	Scent	بوی

By affixing the particles ور and آور, as :

Fortunate	طالع ور	Fate	طالع
Prosperous	بخت ور	Fortune	بخت
Strong	زورآور	Strength	زور
Courageous, Valiant	دلاور	Heart	دل
Ally	یاور	Help	یاری
...	سزاوار	...	سزا

By affixing the particle گیر the sign of taking, as :

Grieved	دلگیر	Heart	دل

By affixing the particle پرست the sign of worship, as :

Devout	خدا پرست	God	خدا
(Sensuous)	نفس پرست108	Soul	نفس
Selfish	تن پرست	Body	تن
Idolator	بت پرست	Idol	بت
Friendly, obliging	آشنا پرست	Friend	آشنا

By affixing the particle دار the sign of 'Having', as :

Well advised	خبردار	Care or Advice	خبر
Religious	دیانت دار	Religion	دیانت
Famous	نامدار	Name	نام
Chief	سردار	Head	سر
Savoury	مزے دار	Taste	مزہ
...	داغدار	Scar	داغ
Grateful	...	Gratitude	...
Adorned with jewels	جواہردار	Jewels	جواہر

By affixing the particle مند signifying (possessing), as :

Contented	رضامند	(Will)	رضا
Wise	عقل مند	(Wisdom)	عقل
Wise	خردمند	(Wisdom)	خرد
Victorious	فتح مند	(Victory)	فتح
(Painful)	درد مند	Pain	درد

[Page 56] By prefixing the preposition غیر signifying without, as :

Unseasonable	غیر ایام	Season	ایام
Absent	غیرحاضر	Present	حاضر
Unjust	غیر عادل	Just	عادل

By the interposition of the particle ب which exhibits them also adverbially, as :

Various, Variously	نو بنو	New	نو
Diverse, Diversity	رنگ برنگ	Colour	رنگ
...	گرد بگرد	...	گرد
Continual, Continually	ساعت بساعت	Hour	ساعت

By affixing the particle کش the sign of Drawing or putting, as :

Headstrong	سرکش	Head	سر
An unruly or headstrong horse			بدن کا سرکش گھوڑا

[Page 54]

Easy	با آرام	Ease	آرام
(Aware)	باخبر	Care	خبر

By prefixing the particle با ; together, with, or negative بے signifying (without) :

Unlined	بے استر	Lined	با استر
Careless	بے پروا	Careful	با پروا
Foolish	بے خبر	Intelligent, sober	با خبر
Foolish	بے ہوش	Wise	با ہوش

By prefixing the particle کم the sign of 'less', as :

Mean ; of lower rank	کم ذات	rank	ذات

By affixing the particle مند as the sign of possession, as :

Destined	طالع مند	(Destiny)	طالع
Opulent	دولت مند	Property	دولت
Calamitory	مصیبت مند	Adversity	مصیبت
Possessed	بہرا مند	Great	بہڑا

By prefixing the particles لا and نا the sign of omission :

Helpless	لاچار	Help	چارہ
Careless	لاپروا	Care	پروا
Worthless	ناچیز	Thing	چیز
Desperate	ناامید	Hope	امید
Wrong	ناحق	Right	حق

[Page 55]

Ignorant	نادان	Wise	دانا
Unkind	نا مہربان	Kind	مہربان
Impotent	ناتوان	Powerful	توان

By affixing the particle والا signifying person or fellows, as :

Golden or Gold fellow	سونا والا	Gold	سونا

SECTION II

[Page 53] DIVISION 4th ADJECTIVES[104]*

Adjectives always precede their substantives and are united to them in the same genders and numbers varying their termination according to the sex of the[105] object whose qualities they are applied to denote :

Mild men	سارے آدمیاں	Good Father	اچھا باپ
...	نو شادی	Good Mother	اچھی ماں
New Garden	نیا باغ	Good Brothers	اچھے بھائیاں
(to all women)	ساری بائیکوں	Good Sisters	اچھی (بہناں)
rest of the Women	باقی کی بائیاں	Imposter (False) Prophet	جھوٹے نبیاں
Lean Girls	دوبلی انبھائیاں	Vain talkings	بیہودی باتاں

The comparative[107] degree is formed by the particles بھی ، سوں ، سیتے ، سے in the following manner :

سارے آدمیاں سوں بھی اللہ قیاسمند ہے ...	توں میریسوں بھی بڑا ہے
God is wiser than all men	you are greater than me
	better than man. آدمی سے اچھا
	Smaller than you تم سیتے چھوٹہ (چھوٹا)

of the *Formation* of Adjectives

They are formed in several ways. By prefixing the particle با signifying having that' as :

Brave	با ہمت	(Courage)	ہمت
Just	با انصاف	Justice	انصاف
Skillful	با ہوش	Skill	ہوش

*Adjectives are not Nouns for they are not the names of things but serve only to denote their qualities. They may be denominated attributives because they always attribute some quality[106] to the nouns with which they are connected.

خبر	Advice (?)	خبر گیری	...
دست	Hand	دستگیری	Patronage
خود	Self, own	خود پسندی	Vanity
دروغ	Falsity	دروغی	Liar
لالچ	Avarice	لالچی	Miser
جوہر	Jewel	جوہری	Jeweller
داند	...	داندی	...
آزار	Sickness	آزاری	A Patient

[Page 52 is blank]

———

(One who eats less)	کم خوار	Little	کم
(One who eats too much)	پُرخوار	Full	پُر
A slanderer	چغل خوار	Slander	چغل

By affixing the substantive زاده for Born, as :

Bastard	حرام زاده	Forbidden	حرام
Legitimate child	حلال زاده	Lawful	حلال
Prince	شاه زاده	King	شاه

By affixing the substantive باڑی[103] place, as :

Temple	ٹھاکر باڑی	Idols	ٹھاکر
...	امام باڑی	Priest	امام
Warehouse	گولہ باڑی	Ware	گولہ
Cow stalls	گھال باڑی	Cow house	گھال
...	کمہار باڑی	Potter	کمہار

[Page 51] By affixing the particle پوش the sign of covering, as :

Saddle cover	زین پوش	Saddle	زین
Bed Cover	پلنگ پوش	Bedstead	پلنگ
Cover	سرپوش	Head	سر
Shoe or slippers	پاپوش	Foot	پا
Cover	بالا پوش	Upon	بالا
Veils	روپوش	Face	رو

By affixing the particle ئی, as :

Breadth	چوڑائی	Broad	چوڑا
(Helplessness)	لاچاری	(Helpless)	لاچار
Impotence	کم قوتی	Impotent	کم قوت
Fragrance	خوشبوی	Fragrant	خوشبو
Joy	خوشوقتی	Joyfuly	خوش‌وقت
Melancholy	دلگیری	Sad	دلگیر

Arrogant	بدکار	...	بد
Nourisher	پروردگار[99]	Nourish	پرور
Servant	خدمتگار	Service	خدمت

[Page 49] By affixing the particle چی[100], as :

(Torch bearer)	مشعلچی	Torch	مشعل
Treasurer	خزانچی	Treasure	خزانہ
...	بندوقچی	...	بندوق
Gunman	توپچی	Cannon	توپ

By affixing the particle بان, as :

The watch (man)	نگہبان	Sight	نگاہ
Porter	دربان	Door	در
Housekeeper	داربان[101]	House	دار
Shed, Umberalla	سایہ بان[102]	Shadow	سایہ
Gardener	باغبان	Garden	باغ

By affixing the particle گیر the sign of Containing :

(Trimmer)	گلگیر	(Flower)	گل
...	خوگیر	...	خو
Grief	دلگیر	Heart	دل
...	موزہ گیر	...	موزہ

[Page 50] By affixing the particle ہم the sign of being together, as :

Sincerity	ہمدمی	Breath	دم
Companion	ہمراہ	Way	راہ
Fellow	ہم جنس	Specy	جنس
Neighbour	ہم سایہ	Shadow	سایہ

By affixing the particle خوار the sign of eating and devouring, as :

Comforterer (?)	غمخوار	Grief	غم
Drunkard	شراب خوار	Wine	شراب

By prefixing the Adjective خوش pleasant and خوب good, as :

Fragrance	خوش بوئی	Scent	بوی
Joy	خوش وقت	Time	وقت
Happiness	خوش حال	Condition	حال
Harmony	خوش آواز	Sound	آواز
Beauty	خوبصورت	Appearance	صورت

By affixing the substantive گاه signifying [98]time and place, as :

Chamber	خوابگاه	Sleep	خواب
Forest chase Park	شکار گاه	Game	شکار
Metropolis	تخت گاه	Throne	تخت
Pasture	چراگاه	Pasturage	چرا (نا)
Seating hold	نشست گاه	Sitting	نشست
Place of worsbip	درگاه،	Door	در
Foot steps also residence	قدمگاه	Foot	قدم
Whenever	ہرگاہ	Every	ہر

By affixing the substantive خانہ—a Mansion, as :

A palace	دولت خانہ	Fortune	دولت
(Work) Shop	کارخانہ	Work	کار
A Train of Artillary	توپخانہ	Armour	توپ
Dining room	مہمان خانہ	Guest	مہمان
Treasury	فوطہ خانہ	Treasure	فوطہ
Temple	بت خانہ	Idols	بت

By affixing the particle گار، گر the sign of Doing or the substantive کار signifying working, as:

Glazier	شیشہ گر	Glass	شیشہ
Work man	کاریگر	Work	کار
A wealthy person	توانگر	Powerfully	توان
merchant	سوداگر	(goods)	سودا

A fortunate	نصیب والا / نصیب والی	Fortune	نصیب
Negligent	تغافل والا / تغافل والی	Negligence	تغافل
Fisherman	مچھی والا	Fish	مچھی
...	نہیست والا	...	نہیست
Goldsmith	95سنار	Gold	سونا
Smith	96لوہار	Iron	لوہا
Cobler	97چمار	Leather	چمڑا

By prefixing the word غیر sign of negation :

Unjust	غیر انصاف	Justice	انصاف
...	غیر ہنگام	Time	ہنگام
...	غیر فرصت	Oppertunity	فرصت
A stranger	غیر آشنا	A friend	آشنا
Unjust	غیر مناسب	Just	مناسب

By affixing the particle دان the sign of holding or containing, as :

(pen-stand)	قلمدان	pen	قلم
Chandlier	شمعدان	Candle	شمع
...	پیکدان	...	پیک
...	عطر دان	...	عطر
...	پاندان	...	پان
...	ناسدان	...	ناس

[Page 48] By affixing the particle گو the sign of speaking :

A boaster	بیہودہ گو	Vain	بیہودہ
A liar	دروغ گو	Falsity	دروغ
A falatterer	خوشامد گو	Flattery	خوشامد
Slanderous	برامد گو	Slander	برامد

without defect	بے عیب	defect	عیب
...	بے وفا	...	وفا
...	بے ہنر	...	ہنر
...	بے خوف	...	خوف
...	بے گناہ	...	گناہ
...	بے خبر	...	خبر
...	بے نفع	...	نفع

By prefixing the Diminitive particle کم :

...	کم قوت	...	قوت
Folly	کم عقل	Intelligence, reason	عقل
...	کم ذات	Genus, sort	ذات
Weak	کم زور	Strength	زور
Adversity misfortune	کم بخت	Fortune, prosperity	بخت
Cheap (?)	کم قیمت	Price	قیمت

By prefixing the negative particles لا or نا :

Complacent	نارضامند	Complacency	رضا مند
...	92لاچاره	...	چاره
Nothing	ناچیز	Thing	چیز
...	93نا امیدی	hope	امید
Wrong	ناحق	right	حق
...	94نادانائی	wisdom	دانائی
Unkindness	نامہربانی	kindness	مہربانی
...	ناتوانائی	Power	توانائی

By prefixing the particle با implying or بے defect, as

(*Here is a gap ?*).

[Page 47] By affixing the particle والا and ار, as :

A criminal	تقصیر والا تقصیر والی	A crime	تقصیر

SECTION I

DIVISION 3rd OF THE FORMATION OF NOUNS

[Page 45] Nouns are formed as Masculine and feminine. Sometimes the masculine is converted to a Feminine by an addition of the Letter ی as :

Feminine		Masculine	
Maid	بندی	Subordinate servant	بنده
...	بہولی	...	بہولا
Daughter	بیٹی	Son	بیٹا
maid servant	چاکری[85]	Mail servant	چاکر
Female friend	[86]دوستدارنی ، یارنی	Friend	دوستدار ، یار
Female follower	[87]مریدنی	disciple, follower	مرید
Famale strangers	[88]پردیسنی	Stranger	پردیسی
Mare	گھوڑی	Horse	گھوڑا
(Deer) ...	ہرنی	...	ہرن
Female Cat	[89]بلی	Male Cat	بلاؤ
The Elephant female	[90]ہتنی	Elephant	ہاتھی
The female of a drome doly	[91]اونٹنی	Drome doly	اونٹ

[Page 46] By prefixing the Negative prelude بے as بے ایمان :

without creed	بے ایمان	creed	ایمان
without understanding	بے فہام	understanding	فہام
faultless	بے تقصیر	crime, fault	تقصیر
...	بے در	...	در
...	بے فایده	...	فایده

Persian week days	Their order	English days	Their order	Hindoo week days	Their order
یکشنبه	2	Sunday	First day	ربی	7
دو شنبه	3	Monday	2nd day	سوم	1
سه شنبه	4	Tuesday	3rd day	منگل	2
چہار شنبه	5	Wednesday	4th day	بود	3
پنجشنبه	6	Thursday	5th day	برسپت	4
جمعه	7	Friday	6th day	سکر	5
شنبه	1	Saturday	7th day	سنی	6
روز سبت[84]					

[Page 44 is blank]

———

[Page 42] But as the rotation of these Persian or rather Arabic months undergo(es) an annual change by not being adjusted to the time rotation[80] of the solar years they of course pass successively through all the different seasons. It cannot therefore be brought to [81]correspond to any stated lunar year period.

Yet as the revenues still collected by the Mohammadan governments and accounts usually kept in their exchequere according to the seasons of the [82]*Hindoo months*: as their dates like ours are precisely determined except as to the variation occasioned by the excels of intercallanary days at certain prescribed seasons, and they proceed in regular as *constant progression.*[83]

It may not here be unproper to insert their names and the days they coincide to our calender or sequation of time.

Name of the Hindoo Months	Number of days in each	On what English day each begins	Days in the month	On what English date each ends
بیساکھ	31	April 10th	21	May 10
جیٹھ	31	May 11	21	June 10
اساڑ	30	June 11	20	July 10
ساون	31	July 11	21	August 10
بھادوں	31	August 11	21	September 10
اسن	30	September 20	20	October 10
کاتک	30	October 11	21	November 9
اگھن	29	November 10	21	December 8
پوس	29	December 9	23	January 6
ماگھ	29	January 7	23	February 4
پھاگن	30	February 5	23	March 7
چیت	31	March 8	23	April 8

[Page 43] Both the Persians and Hindoos divide their months each into four weeks, each week consisting of seven days.

Names of the Hindoos and the Mohammadan week days as they correspond in order to the English days as to each other.

[Page 41] ث or سی is also a sign of the ablative case, for which it is most usual to substitute either سوں or ستی

Some plurals of Nouns are declined in the following manner.

Singular		Plural	
Deity or Idol	بت	Deities or Idols	بتاں
Evil spirit, devil	دیو	Devils	دیواں
Foot	پانو	Feet	پانواں
Name	نانو	Names	نانواں
Blood	لہو	Bloods	لہواں
Shoulder	مہرہ	Shoulders	مہراں
Crown of head	تالو	Crowns of head	تالواں
Nuptial	بہا	Nuptials	بہایاں
Pond	تلاؤ ـ تالاب	Ponds	تلاواں
Bridegroom	نوشہ	Bridegrooms	نوشہواں
Woman	بائی	Women	بائیاں
Virgin	انبہائی	Virgins	انبہایاں
Maid servant	دائی	Maid servants	دائیاں
War	لڑائی	Wars	لڑائیاں
Younger sister	بوبو	Younger sisters	بوبویاں
Arm	بازو	Arms	بازواں

The names of the months in the Hindostan language are the same as in the Persian which are the same as the Arabic.

6	5	4	3	2	1
جمادی الآخر	جمادی الاول	ربیع الآخر	ربیع الاول	صفر	محرم
12	11	10	9.	8	7
ذی الحجہ[79]	ذی القعدہ	شوال	رمضان	شعبان	رجب

[Page 40]

Plural جمع				Singular واحد			
From old women	ے سوں میسوں سبتی	بوڈیاں	Abl	From an old woman	می سوں میسوں سیتی	بوڈی	Abl
Masters		صاحبان	Nom	Master or Lord		صاحب	Nom
Of masters	کا کہہ	صاحبان	Gen	Of a master	کا کہہ	صاحب	Gen
To masters	کوں کتیں ستے	صاحبان	Dat & Acc	To a master	کوں کتیں ستے	صاحب	Dat & Acc
Oh! masters		اے صاحبان	Voc	Oh! master		اے صاحب	Voc
From masters	ے سوں میسوں ستے	صاحبان	Abl	From a master	ے سوں میسوں ستے	صاحب	Abl
Works		کاماں	Nom	Work, affair		کام	Nom
Of works	کا کہہ	کاماں	Gen	Of work	کا کہہ	کام	Gen
To works Works	کوں کتیں ستے	کاماں	Dat & Acc	To work Works	کوں کتیں ستے	کام	Dat & Acc
Oh works		اے کاماں	Voc	Oh work		اے کام	Voc
From works	ے سوں میسوں ستے	کاماں	Abl	From work	ے سوں میسوں ستے	کام	Abl

SECTION II

DIVISION 2nd

Of the Declension or Declension of Nouns

Plural جمع				Singular واحد			
Men		آدمیاں	Nom	A man		آدمی	Nom
Of men	کا کبھ	آدمیاں	Gen	Of a man	کا کبھ	آدمی	Gen
To men Men	کوں کتیں سیتے	آدمیاں	Dat & Acc	To a man	کوں[78] کتیں ستی	آدمی	Dat or Acc
Oh men		اے آدمیاں	Voc	Oh man		اے آدمی	Voc
From Men	سے سوں میسوں ستی	آدمیاں	Abl.	From a man	می (مے) سوں میسوں ستی	آدمی	Abl.
Old women		بوڈیاں	Nom	An old woman		بوڈی	Nom
Of old women		بوڈیاں کی	Gen.	Of an old woman		بوڈی کی	Gen.
To old women Old women	کوں کتیں ستی	بوڈیاں	Dat or Acc	To an old woman Old woman	کوں کتیں ستی	بوڈی	Dat or Acc
Oh old women		اے بوڈیاں	Voc	Oh old woman		اے بوڈی	Voc

7th The Nominative plural usually terminates in ے or ؤں, provided the Nominative singular ends in ؤں, the Nominative plural ends in ے, but if the Nominative singular terminates in و ، ے ، or ہ or a consonant, then the Nominative plural is always ؤں.

These and some *plurals of Feminine Nouns*[74] which terminate in یں ، وں or یاں as آنکھیں eyes آنکھوں eyes, باتیں words, باتوں words, مچھلی fish, مچھلیاں fishes مچھلیاں تیرتیاں تھیں fishes were swimming, You sometimes find آنکھاں eyes. The plurals in most common use are formed by words expressive of numbers or multitude as سب all لوگ folks or people. Thus from صاحب A master صاحبان ، سب صاحب ، صاحب لوگ ، masters. Neuter or inanimate Nouns have *only two plurals*[75] as from چوکی a chair سب چوکی ، چوکیوں chairs.

Such also as terminate in ہ ، ان or in the singular number changes those terminations in the plural into [. . . . .] 'b' mute, for softness especially if سب or لوگ are joined to form their plurals as سب فرشتہ Angels from فرشتان Angels.
The Genders are two only, Masculine and Femine.

†[*Page 28] But before we proceed further it is here particularly expedient to observe that the common people of Hindostan have in general use an Idiom or peculiarity of speech, rather extraordinary, almost constantly echoing or chiming to those words which are *disyllables*[76], so that their conversation is at first very difficult to comprehend until custom has rendered, these reiterations of sound familiar or habitual to the ear as کپڑا ویڑا clothes. مچھی وچھی fishes, کوڑی اوڑی cowries, A sword کرچ ورچ Dinner کھانا وانا**[77].†

---

*Some portion deleted in original.

**A note was written which has been deleted and has become illegible.

†[Obviously here is a gap. Genders of nouns is incomplete. Pages 29 to 38 are missing.]

SECTION II

DIVISION 1st of NOUNS

[Page 26] Substantives are declined in the easiest manner, for they have not properly more than three cases either in the singular or plural numbers.

1st the Nominative in both numbers--2nd the Genitive always ends in کا - کہے - کی[71], like an Adjective it varies in Gender as well as numbers, that is کا or (کہے) is Masculine singular, کہے is also masculine plural, کی is Feminine both singular and plural. Thus آسمان کا باپ Father of Heaven, آسمان کے فرشتے Angels of Heaven, آسمان کی روشنی Light of Heaven, آدمی کی آنکھیں[72] Man's eyes. Sometimes the genitive, as in Latin and Persian, is expressed by the sign of the Ablative case as ہزاروں سے ایک one of a thousands, تھوڑا بہت سے A little from much. These and other *particles* too which govern the genitive as بھیتر ، نیچے ، نزدیک ، سات and when in conjunction with another word, connects into ے as کا صاحب کے سات ، صاحب ، with my master, انگارے کا ، انگارے کے نزدیک ، Near the fire, ہات کا ، ہات کے نیچے under the hand or under hand. گھر کا - گھر کے بھیتر at home.

3rd the Dative terminates in کون or کیتئیں, is also rendered by سیتی as صاحب سیتیں جھوٹھ کہیں[73] should I tell a lie to the master.

4th –Like the Persian, the Accusative is the same as the Dative.

5th The vocative is similar to the Nominative with the exception of the Interjective particle but this sign اے is used only in speaking to a person near at hand, or in prayer and supplication as اے خدا Oh God, اے بادشاہ Oh king. When united [Page 27] to a plural this plural termination ن is omitted as اے یارو Oh friends. The usual polite way of calling to a person is thus اوجی or, او میاں as او بیادہ جی Oh Footman او میاں ٹھاکر Hoh Sir.

6th The ablative is like the nominative, with the addition of a post position instead, as in most other languages, of a preposition. It is also declined with other post positions, besides those of سبتی ، میسوں ، سوں ، مے most usually affixed as with صاحب کے سات - بھیتر ، نیچے ، نزدیک ، سات with my master, انگر کے نزدیک Near the fire, گھر کے بھیتر At home, ہات کے نیچے under the hand or under hand.

Camel	اونٹ	Neck	گردن
Ox, Bullock	بیل	Bread	روٹی
Cow	گائے	Breast	چھاتی
Bull	آنڑو[60]	Back	پیٹ
Calf	بچھرو[61]	Side	کوکھا[67]
Sheep	میڑھا[62]	Right band	دہنا ہات
Ass	گدھ[63]	Left hand	باینا ہات[68]
Lady	بی بی	Finger	اُنگلی
Hog	سور	Nail	ناخون
Dog	کتّا	Foot	پانو
Cat	بلّی	Life	جی
Snake	سانپ	Soldier	سپاہی
Fly	مکھّی	Sabre	تروار
Scorpion	بچھّو	Father	باپ
Flea	پسّو	Mother	ماں
King	پادشاہ	Sister	بوبو - بہن[69]
Officer, servant	خدمتگار	Marriage	بہا[70]
Footman	پیادہ	Bride	دلہن

Honey	شہد
Wax	موم
Milk	دود
Butter	مسکا ۔ مکھن
A fine kind of butter-lard	گھی
Curd-whey	دہی
Cheese	پنیر
Cream	ملائی
Rose water	گلاب
Duck	بتک[54]
Goose	ہانس
Cock	مرغ

[Page 25]

Hen	مرغی
Wild fowl	مرغابی
Peacock	مور
Poison	زہر
Egg	انڈا[56]
Pigeon	کبوتر
Fish	مچھی
Elephant	ہاتی[57]
Deer	ہرن
Beer	ریچ[58]
Fox	لومری[59]
Hare, Rabbit	خرگوش
Horse	گھوڑا
Mule	خچر

Lead	سیسہ
Pewter, Tin	کالای
Copper	تانبا
Brass	پیتل
Iron	لوہا
Cup	کانسہ
Buffalo	بھینس
Goat	بکری
Steel	فولاد
Salt	نمک
Sulphur	گندھک
Body	انگ
...	ایلچی
Skin	چمڑا
Flesh-Meat	گوشت
Blood	لوہو[64]
Head	سر
Hair	بال
Ear	کان
...	باورچی
Face, mouth	مُوہ[65]
Forehead	پیشانی
Eye	آنک[66]
Nose	ناک
Teeth	دانت
Tongue	جیب

Month	مہینا	Earth	زمین
Week	ہفتہ	Water	پانی
Root	جڑ[48]	Sea	دریا
Gnat	مچھر	River	ندی
Lake	جھیل	Wave	لہر
Pond	ڈگی ۔ تالاب	Day	دن
A well	اندارا کونواں	Night	رات
Drop	بوند	Spirit	دیو
Hill	پہاڑ[49]	Angel	فرشتہ
[Page 24] Tile	کھپریل	Fountain	حوض
Tree	گاچ	Valley	گڑھا
Branch	ڈال	Cave	کوی
Leaf	پتّا	Corner, angle	کونا
Grass	گھانس	Mud, dirt	چھیلا ۔ کیچڑ
Grain	اناج	Sand, earth	مٹی
Wheat	گیہوں	Region, also foreign	ولایت
Flour	آٹا[51] ۔ میدہ	Wood	جھاڑی ۔ لکری[55]
Mustard	رائی ۔ سرسوں	Garden	باغ
Oil	تیل	Bridge	پُل
Lac-Rosin	لاک	Road	راستہ
Rat-Mouse	چوہا	Way, Streets	راہ
Wine	دارو	Market	بزار
Vinegar	سرکا	Inn	چھتر
Sour	کھٹا[52]	Gold	سونا
Sweet	میٹھا	Silver	رُوپا
Bitter	کڑوا[53]	Glass	شیشہ

SECTION I

DIVISION 4th

[Page 23] To the just formation of syllables, this language, after the manner of the Arabian, assumes three accents viz تشدید, A duplication, جزم a recision, and مد ~ a Croduction.

SECTION I

DIVISION 5th

Of the reading the letters it is to be observed that ب with three punctuations beneath it is pronounced پ Pay ; that ر, with three points above it sounds ژ[43] Jay[44] ; that گ[45] in the beginning, middle or end of words has the power of G, and that ن[46] in the middle and end of words is often mute.

SECTION I

DIVISION 6th

That the learner may have somewhat to exercise his diligence, here follow some words which may be of use as he advances his studies.

N.B. To be written alphabetically in Persian. The Persian to the left and the English to the right.

Heaven	آسمان	God	خدا
Sun	سورج	Hour	گھڑی[50]
Moon	چاند	Fire	آگ ۔ انگارہ
Eclipse	گہن	Smoke	دوھنواں
Star	تارہ ، ستارہ	Coal	کویلا
Year	برس	Ashes	راکھ
Heat	گرمی	Wind	باؤ ۔ بتاس
Cold	ٹھنڈا[47]	Cloud	ابہال

No.		Letters	Their power or sound according to the English pronounciation	Letter to which they correspound in the English alphbet.
١٩	19	ط	Toee	T
٢٠	20	ظ	Zoee	Z
٢١	21	ع	Ain	A
٢٢	22	غ	Ghain	Gh hard
٢٣	23	ف	Fay	F
٢٤	24	ق	Cawf.	C hard
٢٥	25	ک	Coff	K
٢٦	26	گ	Gawf	G
٢٧	27	ل	Lawm	L
٢٨	28	م	Meem	M
٢٩	29	ن	Noon	N
٣٠	30	و	Waw	W
٣١	31	ہ	Hay	H
٣٢	32	ی	Yay	Y

To these is usually added a point called ء Humza.

[Page 22]

SECTION—I

DIVISION '3d'

[44]*The alphabets*

No.		Letters	Their power or sound according to the English pronounciation.	Letter to which they correspond in the English alphabet.
۱	1	أ	Awliph	A broad
۲	2	ب	Bay	B
۳	3	پ	Pay	P
۴	4	ت	Tay	T
۵	5	ث	Say	C soft
۶	6	ج	Jeem	J
۷	7	چ	Chay	Ch soft
۸	8	ح	Hay	H
۹	9	خ	Chay as in chaos	Ch hard
۱۰	10	د	Doll	D
۱۱	11	ذ	Zoll	Z
۱۲	12	ر	Ray	R
۱۳	13	ز	Zay	Z
۱۴	14	ژ	J. Zay (N. B.) ژ with 3 points is pronounced jay	
۱۵	15	س	Seen	S
۱۶	16	ش	Sheen	Sh
۱۷	17	ص	Sawd	S
۱۸	18	ض	Zawd	Z

No.		Letters.	Their power or sound according to the English pronounciation	Letters to which they correspond in the English alphabet.
२२	22	[illegible]	Maw	M
२३	23	[illegible]	Raw	R
२४	24	[illegible]	Law	L
२५	25	[illegible]	Waw	W
२६	26	[illegible]	oo	oo
२७	27	[illegible]	Saw	S
२८	28	[illegible]	Haw	H
२९	29	[illegible]	Aw	A broad
३०	30	[illegible]	Ie	Ie

(Note: Pages 19 and 20 have been left blank).

[Page 21] Although the Hindoostan tongue admits no more than *three*[34] or at the most five vowels, yet these are seldom used, unless in foreign words, which render the attainment of spelling it exceedingly difficult, and there are no rules to direct the right pronounciation by brute custom.

The Hindoostan language being a provincial *dialect of the Persian*[35], it has no elements peculiar to itself, but is obliged, therefore, to* substitute the letters of the Persian alphabets, to simplify its own defect in this particular. Like the Persian too, it is to be written and reads *from right*[36] to left.

*As this language is thus destitute of **proper elements** (?), or letters, there can of course be no writing in it, and it must be merely oral. Tho Hindoostan or Moors be the speech, all writing is in **Pure Persian**,[37] just the very same as it is in England and, indeed, in most other countries. The people of Cornwals and Northumberlad for example, inhabiting the two extermities of the kingdom, both talk a most barbarous dialect, bnt their writing is always entirely English, otherwise their correspondence would be interrupted and prove as unintelligible to each other as to every other distant country.

But even the present Persian itself is far from being an original or a Perfect language. Concrete nouns, as names of *common* things[38] which are objects of sight are in general from Persian. But all abstracts nouns, such as the vice, virtues, mental perceptions, and terms of sciences as well as several verbs and participles *Arabic*.[39] The Hindoostanee being derived from the ***Persian***, its concrete nouns in like manner, as well as its common verbs and other parts of speech are ***Hindoostanee***,[40] but whatever parts of speech relate to Abstraction or Science they are (as adopted from the Persian) Arabic.[41]

[Page 17]

Goormoky[31] characters written by a people called Seekhs *of the Hindoo*[32] religion, who inhabit the province of Lahore.

No.		Letters.	Their power or sound according to the English pronounciation.	Letters to which they correspond in the English alphabet.
੧	1	ਸ	Saw	S
੨	2	ਮ	Maw	M
੩	3	ਠ	Kaw	K
੪	4	ਗ	Gaw	G
੫	5	ੳ	Haw	H
੬	6	ਟ	Kaw	K
੭	7	ਭ	Bhaw	Bh
੮	8	ਛ	Jaw	J
੯	9	ਤ	Daw	D
੧੦	10	ਲ	Law	L
੧੧	11	ਙ	Chaw	Ch Soft
੧੨	12	ਡ	Dau	D
੧੩	13	ਢ	Dhaw	Dh
੧੪	14	ਫ	Phaw	Peh
੧੫	15	ਞ	Ilnau	le
੧੬	16	ਪ	Paw	P
੧੭	17	ਧ	Daw	D
੧੮	18	ਖ	Khaw	Kh
੧੯	19	ਥ	Teh	T
੨੦	20	ਯ	Yaw	Y

[Page 16]

Bungaleh characters peculiar to the language commonly spoken and written by the *Hindoos*[31] A *inhabiting* the province of Bengal.

No.		Letters	Their power to sound according to the English pronounciation.	Letters to which they correspound in the English alphabet.
১	1	ক	Kaw	K
২	2	খ	Kehaw	Kh
৩	3	গ	Gaw	G
৪	4	ঘ	Gehaw	Gh
৫	5	ঙ	Waw	W
৬	6	চ	Cheh	Ch } Soft
৭	7	ছ	Cheheh	Ch } Soft
৮	8	জ	Jeh	J
৯	9	ঝ	Jeheh	Jh
১০	10	ঞ	Yeh	Y
১১	11	ট	Teh	T
১২	12	ঠ	Teheh	Teh
১৩	13	ড	Deh	D
১৪	14	ঢ	Deheh	Dh
১৫	15	ণ	Anah	A broad
১৬	16	ত	Teh	T
১৭	17	থ	Teheh	Teh
১৮	18	দ	Deh	D
১৯	19	ধ	Deheh	Dh
২০	20	ন	Neh or Nu	N

No.		Letters	Their power or sounds according to the English pronounciation.	Letter to which they correspound in the English Alphabet.
२१	21	प	Paw	P
२२	22	फ	Pehaw	Peh
२३	23	व	Baw	B
२४	24	य	Behaw	Bh
२५	25	म	Maw	M
२६	26	ज	Jaw	J
२७	27	त्र	Raw	R
२८	28	ल	Law	L
२९	29	क	Waw	W
३०	30	स	Saw	S
३१	31	घ	Kehaw	Kh
३२	32	स	Sehaw	Seh
३३	33	ह	Haw	H
३४	34	ह	Cheh	Ch soft as in Chaise

Note : Inclusive of the above characters, they employ the four following vowels blending them in writing with the letters.

Letters	Their power or sounds	Letter
च	Aw	A Broad
र	ee	e
उ	oo	[illegible]
टे	Yay	Y

[Page 15]

Hindi or Nagri[30] characters in common use through every part of Hindostan for writing the Hindoovee language.

No.		Letters.	Their power or sounds according to the English pronounciation.	Letters to which they correspond in the English Alphabet.
१	1	फ	Kaw	K
२	2	ख	Kehaw	Kh
३	3	ग	Gaw	G
४	4	घ	Gehaw	Gh
५	5	न	Naw	Gn
६	6	च	Chaw	ch } Soft.
७	7	छ	Chehaw	ch } Soft.
८	8	ज	Jaw	j
९	9	झ	Jehaw	jh
१०	10	न	Naw	N
११	11	ट	Taw	T
१२	12	ठ	Tehaw	Teh
१३	13	ड	Daw	D
१४	14	ढ	Dehaw	Dh
१५	15	न	Naw	N
१६	16	त	Taw	T
१७	17	थ	Tehaw	Th
१८	18	द	Daw	D
१९	19	ध	Dehaw	Dh
२०	20	न	Naw	N

No.		Letter	Their power or sound according to the English pronounciation.	Letter to which they correspond with English alphabet.	Vowel or Accents	Their Powers or sounds
२१	21	प	Paw	P		
२२	22	फ	Pehaw	Peh		
२३	23	ब	Baw	B		
२४	24	भ	Behaw	Bh		
२५	25	ज	Jaw	J		
२६	26	र	Raw	R		
२७	27	ल	Law	L		
२८	28	व	Waw	W		
२९	29	श	Saw	S		
३०	30	ष	Khehaw	Kh		
३१	31	स	Sahaw	seh		
३२	32	ह	Haw	H		
३३	33	छ	Cheh	Ch soft		
३४	34	म	maw	M		
३५	35	अ	aw	A broad as in call.		
३६	36	इ	ee	e		
३७	37	उ	oo	o		
३८	38	ऐ	A	A sharp as in Ace.		

[Page 14]

Second specimen[29] of the Shunscreet characters as taught in schools at Delhi, Patna and Benares.

No.		Letters	Their power or sound according to the English pronounciation.	Letter to which they correspond in the English alphabet.	Vowel or Accent	Their power or sound
१	1	क	Kaw	K	(·	Kaw
२	2	ख	Khaw	Kh.	।	Kehaw
३	3	ग	Gaw	G		Kee
४	4	घ	Ghaw	Gh		Kee
५	5	ङ	Gnaw	Gn		Koo
६	6	च	Chaw	Ch } soft		Ku
७	7	छ	Chehaw	Ch } soft		Kay
८	8	ज	Jaw	J	=	Ki
९	9	झ	Jehaw	Jh		Ko
१०	10	ञ	Nyaw	N		Kow
११	11	ट	Taw	T	:	Kung
१२	12	ठ	Tehaw	Teh	.	Keh
१३	13	ड	Daw	D		
१४	14	ढ	Dehaw	Dh		
१५	15	ण	Anaw	N		
१६	16	त	Taw	T		
१७	17	थ	Tehaw	Teh		
१८	18	द	Daw	D		
१९	19	ध	Dehaw	Dh		
२०	20	न	Naw	N		

[Page 13] The following are the Shunscreet[28] vowels, in number sixteen, which blended with the consonants communicate to them their particular sounds The Character forming the vowels is not, however, written entire with the consonants, but a marker point, resembling some part of tae vowel is substituted instead of the whole and is joined to the consonant by the side most easy and convenient to it.

No.	Letters with the vowels or accent blended with them.	Their power or sound according to the English pronounciation.	Letters to which they correspond in the English Alphabet.	The marks or points used in writing instead of the whole vowel.
1	अ	Aw or O	A broad or O	ǀ
2	आ	Aaw	A broad and prolonged	ǀǀ
3	इ	e	e	ʃ
4	ई	ee	e prolonged	ꝺ
5	उ	u	U like the French u	ु
6	ऊ	oo	O prolonged like the dipthong oo	ू
7	ऋ	Ree		ृ
8	ॠ	Luree		ॄ
9	ऌ	Luree		ॢ
10	ॡ	Lurree		ॣ
11	ए	Ay	A sharp	\
12	ऐ	Ay	I	\\
13	ओ	O	O	ˎ\\
14	औ	ow	ou, Dipthong	ˎ\\
15	अ	ung		ं
16	अ	Ah	A	ः

No.		Letters	Their-power or sound according to the English pronounciation.	Letter to which they correspond in the English alphabet.
१५	15	णा	Annaws	A Broad
१६	16	त	Taw	T
१७	17	थ	Tehaw	Teh
१८	18	द	Daw	D [Page 12]
	19	ध	Dehaw	Dh.
	20	न	Naw	N
	21	प	Paw	P
	22	फ	Pehaw	Peh
	23	व	Baw	B
	24	भ	Behaw	Bh
	25	म	Maw	M
	26	य	Jaw	J
	27	र	Raw	R
	28	ल	Law	L
	29	व	Waw	W
	30	श	Shaw	Sh
	31	ष	Kehaw	Khs
	32	स	Saw or Sehaw	Seh
	33	ह	Haw	H
	34	च	Cheh	Ch soft as in Chaise

SECTION—I

DIVISION THE 2nd.

[Page 11]

Specimen of several characters at present in use within the empire of Indostan.

The Shunscreet or Dewnagur characters, now not spoken. but in which the Shaustrah or Bible of the Hindoos is written, containing the mysteries, literature, mythology, and I believe the Laws of the Hindoos; and understood only by the Brahmins.

No.		Letters	'Their-Power or sound according to the English pronounciation.	Letter to which they correspond in the English alphabet
१	1	क	Kaw	K
२	2	ख	Kehaw	Kh.
३	3	ग	Gaw	G
४	4	घ	Gehaw	Gh.
५	5	ङ	Gnaw	Gn
६	6	च	Chaw	Ch. soft.
७	7	छ	Chehaw	Chh.
८	8	ज	Jaw	J
९	9	झ	Jehaw	Jh
१०	10	ञ	Yaw	Y
११	11	ट	Taw	T
१२	12	ठ	Tehaw	Teh.
१३	13	ड	Daw	D
१४	14	ढ	Dehaw	Dh.

Indies*, bordering on the Hyrcanion Sea, being at that era destitute of letters, borrowed their characters from the Hebrew[18]. The Hindoove tongue employing the Hebrew characters is proably called Dew-nagur دیوناگر by the inhabitants who are still heathens, and differs entirely from the Modern Hindoostanee,[19] or Moors, for at the period, when the Mohamedans under Tamerlane, conquered India, a mixture of both nations, naturally produced a compound language called Hindoostanee, [Page 9] which as the Moguls had been the occassion of introducing, so did they easily adopt, still retaining, however, their own manners of writing, being either too proud or too indolent to institute another and more particular form. This Hindostani[20] language however, is neither the ancient nor modern Persian, much less can it be affirmed to originate from the Arabic; it being remarkably peculiar in the inflection of its nouns, verbs, declensions, of conjugations, in the structure of its syntax, and mode of speech. In these essential points it differs from all the oriental languages known to the Europeans except the Tamulic or Telugic[21], with which it corresponds in inverting the order, or arrangement of its words.

The ancient Hindoovee[22], or to speak more properly the Shunscreet or Dew-nagur, according to the persuation of the Tamulics, is the parent of all the languages used in India before the conquest. What those are which immediately derive from it, may deserve enquiry. On examination of the letters, the Balbandic of Marhattah seem to approach the nearest to it. After them the Guzeraut. Then the Canric, and last of all the Telugic[23]. The Granthamic of Tamulic appear to have their original from thence by remoter degrees. Nevertheless, seeing that the territory of the Great Mogul, to which the Hindoostanee language is vernacular, extends itself far and wide, it is impossible but it must be subject to numerous dialects†. When the Mohammedans grew opulent, they for the sake of commerce endeavoured to render [Page 10] the Persian, everywhere familiar, but at the same time were themselves obliged to read the Koran in Arabic, so that it is no wonder if from thence they have incorporated also some Arabic as well as Persian terms with the Hindoostanee tongue.[27]

---

*What Mr. Schultz the author means by the other side of the Indies bordering on the HYRCONIAN Sea is not easy to understand. This Hyrconian Ses is the present Caspian Sea, and the ancients called HYRCANIA is supposed to correspond to the province of Ghi ean, Mayander and Astrabad.

† The empire of Hindostan consists of 22 capital provinces, inhabited principally by the aborigines of the country, the Hindoos; for the Mussulmans, though their conquerors, are but inconsiderable in number to their pagan subjects. The language of all the Mussulmans is the mixed tongue called Hindoostanee[24] or Moors. Among the Hindoos the people of many provinces have a speech entirely different from each other, such as the Bengal, the Marathah, the Malabar etc; besides the multiplicity of barbarous dialects of the mountains[25], but they all seem to possess two languages common to the whole nation. One the Shunscreet, the language of Literature[26] and religion, but no longer a living one; the other the Hindy, or Nagree, spoken in some parts, though not generally, but universally used and understood in writing and accounts.

[Page 7]

SECTION I

DIVISION Ist

The Authors Introduction

The language, whose rudiments I am about to explain, is usually known to Europeans by the name of Moors[9]*, but its proper and original name is Hindostanee, so called, according to Mr. Fraser's interpretation, from Hindoo, 'Swarthis'†; the First Moguls giving the Indians that epithet, in distinction to themselves, who were fairer ; both the country therefore and the language of it were denominated by them Hindostan

[Page 8] Various are the symbols or elementary principles of Language in this extensive empire, the first of which, in Antiquity as well as Dignity, is the Hindovee[15] or Shunscreets or Devonagur, now a dead character, but wherein is contained all the Mysteries, Literature, and Mythology of the برہمن Brahamins. The ہندی Hindy or ناگری Nagary is another. A third is the بنگلہ Bungaleh. A fourth the گرمکی. The تانکری Taunkeree is a fifth, and there are besides others in use on the coast of Coromandel, Malabar and Guzeraut[16]

This letters of the Hindoovi, preserved from very remote age to the present time, resemble the Hebrew characters[17]. Between some of them there is but little distinction, between others none at all.

In time recorded in scriptures, Ten Tribes of the Jews were said to be carried into captivity. The common opinion is, that they were transported and transplanted to that country which we call Georgia, situated between the Caspian and Euxine Seas. Hence it is surmised, that the inhabitants both on this and on the other side of the

---

* The original living language of Hindostan is termed ہندی Hindee or ناگری Nagary, the mixed language, constituted of the Hindee and the Persian, since the conquest of India by Timur, is called ہندوستانی Hindostanee and by us Moors after the Portuguese, who named it Morivco. It is a provincial dialect of the Perisan[10], yet not[11] alike in every province, but differing from the original, and from itself too, as it happens to be more or less blended with the solicisms of that quarter wherein it is used, or as the district is more or less distant from the frontier of Persia[12]. The further any place is removed from the capital, the more depraved[13] in general becomes its mode of speech ; as may be observed in the several dialects of Normandy, Britany, Poieton, Guinne, and Provence, very different from each other, as well as from the pure and polished French, spoken at the court of Versailes. The same diversity subsists between the articulation of Wales and Yorkshire when compared with the refined phraseology of the English Court and its seminaris of Learning.

† [14]This is a mistake, for the country was called Hind previous to the Moguls invasion. Neither are Moguls, admitting the word Hindoo to signify 'swarthy', much fairer, than the Hindoos of the Southern province, not at all so than those of the Northern.

perhaps, take the trouble to amend those errata which I have marked in his version of the Creed, the Lords' Prayer, and of the Dialogue.

[Page 6] To the Almighty and most merciful Father, be praise and glory for all the Benefits, Spiritual and Temporal. May he bless his word amongst us. May he hasten the Kingdom of his Son Jesus Christ. May he defend the faithful from the malice of all his enemies, and grant his saints a happy Requiem in the Blessed Mansions of Eternity. Amen.

June 30th 1741.

as have made a little progress.*

The work is distributed into *six*[3] *sections.* The first treats of the letters by exhibiting the *Modern*[4] as well as the ancient characters, and includes a few lessons also, to excercise the memory of them.

The second comprehends the nouns and adjectives, with the facility of their declension, the nature of the adjective, and the variety of their composition.

[Page 4] It comprises, also, a catalogue, of such as are in use, together with the numerals, as well the cardinal as the ordinal Numbers. Pronouns are the subject of the third section. The fourth explains the auxiliaries of the simple and compound verbs. The fifth exhibits the particles, that is *Post*-positions, Adverbs, conjunctions, and interjections and the sixth the syntax. To render them as intelligible as possible, some remarks on the pronounciation are annexed, *Tho* I am in doubt whether I have hit it exactly throughout. One example has occured to me concerning the letter ج[5] which answers not entirely to the German G nor to the Hebrew Sin or Shin, but sounds something between both, rather like the French G or the English J. I have chosen to give it the latter tone, but to the proficient in Persian or Arabic this will be no impediment. The letter ح or H, being a Mute, is omitted in the article of pronounciation. Finally[6] there is no difference between the articulation of ہے 'Is' and ہیں 'are'. They are both pronounced 'Hy'.

We cannot here well avoid taking notice that the very learned David Millino, Professor of Sacred Antiquities of Asiatic Languages at Utrect, published an Hindoostan Grammar amongst his Oriental Miscellanies of the year 1743. He was not the author of it, but the most noble John Joshua Ketelher[7], formerly Ambassadour from the Danish East India Company to the Great Mogul, who, while he resided at Agra, registered some observations in *Dutch* concerning the Hindoostan Language. He has certainly the merit of making it known and recommending it to the attention [Page 5] of the adepts in the oriental Tongues, and by his illustrations, of laying open a path to a more extensive tract of erudition, which we have now enlarged. It were to be wished, indeed, that the same ingenious person had noted the *Indostan*[8] words in Persian characters, and added their pronounciation. Some other may,

*This preface, not being written in the most correct and classical Latin, and several periods of it being both prolise and obscure, I at first thought it preferable to give a loose version, rather than a close interpretation of it. Upon further consideration, however, I altered my mind, and proposed to make an exact and faithful translation, but upon examining my papers for that purpose, I could not again find my Latin original, nor conceive to this hour, by what means it was lost. Thus then must this English preface remain as it is, till I can meet with another Latin copy, or some other more sufficient and careful person may supply the defects of my inaccuracies or inattention.

THE AUTHORS PREFACE

[Page 2]

Twelve[2] *years* are now elapsed since I wrote some short rudiments of the Telgu* language. The same reason which then prevailed with me to publish that grammar, now induces me to publish this, for since the Hindoostan 2(a) tongue is common through all the dominion of the Great Mogul, the major part of its inhabitants are pagan,—since salvation, through Christ, is promised to these poor creatures, of the New Testament, the best instrument for converting their souls, and as the Psalms of David, Daniels' prophesies, the song of the three children, the History of *Servannah*, of the two olders, of *Bel* the Dragon, together with the four first chapters of Genesis, are already translated into that language, I thought it a duty incumbent on me, to endeavour to render it more accessible to the Missionaries by publishing a method to make them Masters of it with very little trouble. In itself this language is the easiest [Page 3] to acquire that can be, yet to me it was at first the most difficult I had ever encountered, for my preceptor being unskilled in other languages, could only attempt to explain himself in the Tamulic (the language of Tanjour) and Teleugic, and even of these he had scarcely more than a smattering, he could not, therefore, answer distinctly to any questions I proposed. But when after two months' application, my assiduity had nearly surmounted these obstacles, I found, at length, that I had cleared away the rubbish and began to perceive the end of my labours, and, as from the beginning, I had insisted, my remarks of the idiom and construction of the words, I discovered sufficient matter ready to compose a grammar which I immediately reduced into order, Specimens of an arrangement and pronounciation, corresponding to the dialects, were then added. Such as it is, I flatter myself, it may prove of use. If nothing else does, yet brevity and perspicuity will recommend the perusal of it. Yet it is not impossible, howerer, but the few chapters and their conciseness, may be objected to, since brevity always, in some degree, occassions obscurity; but the natural sterility of the language itself will account for this. As to the method of compounding or inflecting the terms peculiar to the Indians, it will not be found intricate by such

MARGINAL NOTE

*Called also Waruge and in use towards the North of the Malabar coast.

A GRAMMAR

[Page 1]

Of the *Hindoostan language*[1] by, Benjamin Schulzino or Schult(z) written at Madras the 30th of June 1741. Printed at Hall in Saxony 1745 with which are blended some further observations on the language collected in Bengal in 1761.

NOTE

Mr. Schultz was, I believe, a German and missionary from the King of Denmark to the Carnatic. His treatise is in Latin from which the following is a translation. Mr. Schultz was the person who began and sustained the Danish Mission at Madras.

Rev. (See Gent. Mag. Vol. 15, June 1745, p. 306.)

Mr. Ziegenbalag, upon his return to Tranquebar, set about translating the whole Bible into the Malabarian language which was not finished before 1725 by Mr. Schult(z), the oldest, and most active of the three new Ministers of the Gospel. See Gent. Mag. Vol. 15, June 1745, p. 361, 362. Mr. Schultz applied himself, with uncommon ardour, to the duties of his calling. He went, in 1726 to Madras, to re-establish a charity school.

(See Gent. Mag. Vol. 15, July 1745, p. 361, 362.)

A GRAMMAR
OF
HINDOOSTANI LANGUAGE

BY

Benjamin Schulzino
(1741 A.D.)

Edited and Translated
into Urdu
with Notes and Annotations

by

Dr. Abulais Siddiqi
Professor Emeritus
University of Karachi
Pakistan

BOARD FOR ADVANCEMENT OF LITERATURE
CLUB ROAD, LAHORE